سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2015

جمعتہ المبارک، 22۔ مئی 2015

(یوم الجمع، 3۔ شعبان المعظم 1436ھ)

سولھویں اسمبلی: چودھواں اجلاس

جلد 14: شمارہ 6

481

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 22- مئی 2015

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کا پیش کیا جانا

1- مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹس پنجاب 2015

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹس پنجاب 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

2- مسودہ قانون (ترمیم) اسٹامپ 2015

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) اسٹامپ 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) بحث

امن وامان پر عام بحث

ایک وزیر امن وامان پر عام بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے۔

483

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا چودھواں اجلاس

جمعۃ المبارک، 22۔ مئی 2015

(یوم الجمع، 3۔ شعبان المعظم 1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

یَقُوۡلُ یٰلَیۡتَنِیۡ قَدَّمۡتُ لِحَیَاتِیۡ ﴿۲۴﴾

فَیَوۡمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَہٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّ لَا یُوۡثِقُ وَثَاقَہٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾

یٰۤاَیَّتُہَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ ﴿۲۷﴾ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً

مَّرۡضِیَّۃً ﴿۲۸﴾ فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ ﴿۲۹﴾ وَ ادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ ﴿۳۰﴾

سورة الفجر 24تا30

کہے گا کاش میں نے اپنی زندگی (جاودانی) کے لئے کچھ آگے بھیجا ہوتا(24) تو اس دن نہ کوئی اللہ کے عذاب کی طرح کا (کسی کو) عذاب دے گا(25) اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑے گا(26) اے اطمینان پانے والی روح!(27) اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل۔ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی(28) تو میرے (ممتاز) بندوں میں شامل ہو جا(29) اور میری بہشت میں داخل ہو جا(30)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

عکس روح مصطفیٰ سے ایسی زیبائی ملی
کھل اٹھا رنگ چمن پھولوں کو رعنائی ملی
بحر عشق مصطفیٰ کا ماجرا ہو کیا بیاں
لطف آیا ڈوبنے کا جتنی بھی گہرائی ملی
جس طرف اٹھی نگاہیں محفل کونین میں
رحمۃ العالمین کی جلوہ فرمائی ملی
چادرِ زاہرہ کا سایہ ہے میرے سر پر نصیر
فیض نسبت دیکھئے نسبت بھی زاہرائی ملی

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ داخلہ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ ذرا خیال کیجئے گا کہ آج پہلے کی نسبت سوالات کی تعداد زیادہ ہے کیونکہ کچھ pending تھے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! آپ نے بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں فیصلہ کیا تھا کہ اجلاس وقت پر شروع ہوگا اور وقفہ سوالات میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ آج 9.00 بجے کا ٹائم تھا لیکن اب یہ ٹائم ہو گیا ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ایڈوائزری کمیٹی والے بھی ٹائم پر نہیں آتے۔ اس پر میں جناب کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ Thank you very much my dear. پہلا سوال میاں محمد اسلم اقبال صاحب کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 90 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے میاں محمد اسلم اقبال کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: تھانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*90: میاں محمد اسلم اقبال: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں تھانوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کتنے تھانہ جات سرکاری اور کتنے کرایہ کی بلڈنگز میں ہیں، کرایہ کی تفصیلات سے بھی آگاہ کریں؟

(ج) کیا حکومت سمن آباد تھانہ اور ملت پارک تھانہ کو سرکاری جگہ پر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) کل تھانہ جات 83 ہیں۔

(ب) 49 تھانہ جات سرکاری بلڈنگ میں ہیں جبکہ 17 تھانہ جات کرائے کی بلڈنگ میں اور 17 تھانہ جات دیگر محکمہ جات کی بلڈنگ میں مقیم ہیں۔

تھانہ داتا دربار تھانہ لوئر مال کی بلڈنگ میں مقیم ہے اور وومن پولیس سٹیشن تھانہ ریس کورس کی بلڈنگ میں مقیم ہے۔

تفصیل کرایہ جات تھانہ بلڈنگ

1۔	گجرپورہ	24413/- روپے
2۔	فیکٹری ایریا	18308/- روپے
3۔	شادمان	24413/- روپے
4۔	ساندہ	28553/- روپے
5۔	کوٹ لکھپت	50,000/- روپے
6۔	گلشن اقبال	44288/- روپے
7۔	سمن آباد	9765/- روپے
8۔	ملت پارک	50,000/- روپے
9۔	شادباغ	21971/- روپے
10۔	ہنجروال	71500/- روپے
11۔	نصیر آباد	38500/- روپے
12۔	اسلام پورہ	160980/- روپے دو بلڈنگ پر مشتمل (انوسٹی گیشن اور آپریشن ونگ کے لئے)
13۔	شالامار	43555/- روپے دو بلڈنگ پر مشتمل کے لئے (انوسٹی گیشن اور آپریشن ونگ کے لئے)
14۔	فیصل ٹاؤن	21699/- روپے (چار فلیٹوں پر مشتمل)
15۔	ٹاؤن شپ	53240/- روپے (عارضی کرایہ پر بوجہ تعمیر نئی بلڈنگ)

16۔ گارڈن ٹاؤن -/60000روپے
(عارضی کرایہ پر بوجہ تعمیر نئی بلڈنگ)

17۔ مصطفیٰ ٹاؤن -/35000روپے
(عارضی کرایہ پر بوجہ تعمیر نئی بلڈنگ)

(ج) پڑتال ریکارڈ سے واضح ہوا ہے کہ تھانہ سمن آباد کے لئے جناب چیف منسٹر پنجاب نے ایک ڈائریکٹو نمبر PSO-CMS/1-43/2008 مورخہ 29-01-2010 جاری کیا تھا جس میں ایل ڈی اے کا پلاٹ رقبہ چھ کنال واقع غزالی روڈ نزد مسجد خضری کو تھانہ کے لئے تجویز کیا گیا تھا اس لئے متعلقہ محکمہ ایل ڈی اے سے این او سی حاصل کرنے کے لئے تحرک کیا گیا۔ مزید کارروائی محکمہ ہذا سے جواب ملنے پر منحصر ہے جبکہ تھانہ ملت پارک کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ ایس پی لیگل انکوائری افسر مقرر ہوئے جنہوں نے بعد مفصل انکوائری رپورٹ دی کہ تھانہ کی حدود میں متعلقہ زمین کی تلاش کی گئی ہے تاہم سر دست کوئی بھی صوبائی جائیداد میسر نہ ہے جس کو ٹرانسفر کرواکر تھانہ ملت پارک کی بلڈنگ تعمیر کروائی جا سکے۔ اسی سلسلے میں ایک عام شہری بنام محمد افتخار دین ولد شاہ دین ایک پلاٹ رقبہ تین کنال واقع مسجد فاروقیہ، عارف چوک، پکی ٹھٹھی سمن آباد فروخت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اس وقت جس کی ڈیمانڈ مبلغ 5 لاکھ روپے فی مرلہ تھی۔ جس کی بابت بذریعہ ایس ایچ او تھانہ ملت پارک لاہور پتا جوئی کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ مندرجہ بالا خالی پلاٹ پر اب کنسٹرکشن ہو چکی ہے اور اب قابل فروخت نہ رہا ہے۔ اندریں حالات بالا سابقہ اور موجودہ جوابات درست حقائق پر مبنی ہیں۔ مزید برآں بعد انکوائری معلوم ہوا کہ کسی بھی اہلکار کی طرف سے کسی قسم کی سستی اور غفلت کا ارتکاب نہ پایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جواب میں بتایا گیا ہے کہ لاہور میں 49 تھانہ جات سرکاری بلڈنگز میں ہیں، 17 تھانہ جات کرائے کی بلڈنگز میں اور 17 تھانہ جات دیگر محکموں کی بلڈنگز میں ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو 17 تھانے کرائے کی بلڈنگز میں ہیں ان کا ٹوٹل کرایہ لاکھوں میں بنتا ہے۔ ان تھانوں کے لئے اپنی بلڈنگ بنانے کے لئے کتنی رقم درکار ہے، کرائے اور بلڈنگ کی خرید یا بنانے کی قیمت میں کیا فرق ہے؟

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ سوال repeat ہو رہا ہے۔ پہلے جو سوال آیا تھا اس میں تھوڑی ambiguity تھی۔ اس وجہ سے ہم نے یہ سوال ایک دفعہ پھر ڈالا ہے تاکہ میں ایوان کو اس کا تسلی سے جواب دے سکوں۔ شہروں میں ہمارا سب سے بڑا issue زمین کا ہوتا ہے، ہم زمین خریدنا چاہتے ہیں۔ لاہور شہر کے تھانہ جات کے حوالے سے مجھے خود بڑا افسوس ہے اور پولیس والوں کے بھی متعلقہ ہے کہ یہ تھانے کرائے کی بلڈنگز میں کیوں ہیں۔ جب کرائے کی بلڈنگ ہوتی ہے تو naturally اس کا وہ impact نہیں ہوتا، اس کا وہ get up نہیں ہوتا اور اس کا ایک بڑا wrong massage جاتا ہے۔ اس بار وزیر اعلیٰ صاحب نے سب سے بڑی priority یہ دی ہے کہ جہاں پر ہمارے تھانہ جات نہیں ہیں یا کرائے کی بلڈنگز میں ہیں ان کے لئے وہاں جلد سے جلد زمین خرید کر نئے تھانہ جات تعمیر کئے جائیں۔ وہ تھانہ جات جو کہ بالکل پرانے ہو چکے ہیں جو گرنے والے ہیں اور تقریباً کھنڈرات بن چکے ہیں ان کی کافی reports آ رہی ہیں، پبلک سے بھی reports آ رہی ہیں اور منتخب نمائندوں کے ذریعے بھی آتی ہیں ہم نے ان کے لئے اس وقت ایک مثبت پلان بنایا ہے اور وہ انشاء اللہ اس آنے والے ADP میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا مجموعہ بھی 5,4۔ ارب روپے میں جا رہا ہے۔ اس طرح پولیس میں اور بھی کافی reforms ہو رہی ہیں جو کہ میں بعد میں لاء اینڈ آرڈر کی بحث میں بتاؤں گا۔ ہم بھی اپنے آپ کو balance کرنا چاہتے ہیں ایسے طریقے سے کہ ہمارے نئے تھانہ جات بھی بنیں اور جو پُرانے ہیں ان کو reconstruct کیا جائے۔ خاص طور پر اس سوال پر معزز ممبر چودھری عامر سلطان چیمہ نے جو بات کی ہے اس بارے میں عرض کروں گا کہ پہلے جب اس سوال کا جواب دیا گیا تو اس میں lacuna تھا۔ اُس وقت جواب میں یہ کہا گیا کہ وہاں پر ایک پارک ہے جس کی زمین لے کر ہم تھانہ بنائیں گے لیکن اس پر یہاں ایوان میں کافی اعتراضات اُٹھائے گئے کہ پارک کو آپ تھانے میں کس طرح convert کر سکتے ہیں؟ بالکل درست بات ہے ہم بھی پارک کو تھانے میں convert نہیں کرنا چاہتے۔ ہم نے already ایل ڈی اے کو لکھا ہوا ہے اور وزیر اعلیٰ کا ایک directive بھی ایل ڈی اے کو گیا تھا لیکن اس کا ابھی تک جواب نہیں آیا۔ جب ہم نے اس بابت پوچھا تو ایل ڈی اے نے کہا کہ وہ پلاٹ جس پر آپ تھانہ بنانا چاہتے ہیں اس میں already problems ہیں، اس پر قبضہ ہے اور مقدمہ عدالت میں چل رہا ہے اس لئے ہم اس کا این او سی جاری نہیں کر سکتے۔ اسی طرح ایک شخص کی وہاں پر تین کنال زمین تھی اور وہ اس کو فروخت کرنا چاہتا تھا۔ اس نے ہمیں کہا کہ میں آپ کو پانچ لاکھ روپے فی مرلہ کے حساب سے یہ زمین فروخت کروں گا۔ ہم اس کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے لیکن جب

ہمpaymentکرنے لگے تو وہ انکاری ہو گیا اور اس نے کہا کہ میں یہاں پر خود constructionکرنا چاہتا ہوں تو یہ مسائل در پیش ہیں اور ہم ان سے آگاہ ہیں۔ میں معزز ممبر چودھری عامر سلطان چیمہ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ جون 2015 میں funds کی allocation ہونے کے بعد تھانوں اور ان کی عمارتوں میں بہتری آئے گی۔ پُرانے تھانے reconstruct کئے جائیں گے اور انشاء اللہ ہم اس کام کو effectively کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ چودھری عامر سلطان چیمہ کو بھی اس حوالے سے مشاورت میں شامل کر لیجئے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ان 17 تھانوں کا ماہانہ کل کتنا کرایہ دیا جا رہا ہے اور جگہ خرید کر ان تھانوں کی عمارتیں بنانے میں کتنا خرچ آئے گا یعنی میں اس کا فرق معلوم کرنا چاہتا ہوں؟

جناب سپیکر: آپ خود سمجھ دار ہیں اس لئے اس کو calculate کر لیں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! آپ مجھے تھوڑا وقت دیں۔ میں calculate کر کے آپ کو بتا دوں گا بلکہ آپ خود بھی calculate کر سکتے ہیں کیونکہ یہ سارے figures جواب میں لکھے ہوئے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جواب میں تو کرایہ کے حوالے سے figures دیئے گئے ہیں۔ میں تو یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان 17 تھانوں کے لئے نئی عمارتیں بنانے پر کتنا خرچ آئے گا، ابھی rent کی مد میں کتنی رقم خرچ کی جا رہی ہے اور کیا ان تھانوں کی نئی عمارتیں بنانے پر اربوں روپے خرچ ہوں گے؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! ہم زمین خریدنا چاہتے ہیں۔ مجھے exact figures معلوم نہیں لیکن لگ بھگ 184 تھانوں کو ہم reconstruct کرنا یا ان کی نئی عمارتیں بنانا چاہتے ہیں اور اس پر تقریباً 5۔ارب روپے اخراجات آئیں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ایک تھانہ سمن آباد ہے جس کے لئے ایل ڈی اے سے این او سی لینا ہے کیونکہ وہاں پر پارک کے حوالے سے dispute ہے۔ اس کے علاوہ ایک آدمی ان کو پانچ لاکھ روپے فی مرلہ کے حساب سے تین کنال جگہ دے رہا تھا۔ اس میں نااہلی یہ ہوئی کہ انہوں نے یہ جگہ خریدنے کے لئے منظوری لینے میں دیر کر دی اور وہ آدمی بعد میں انکاری ہو گیا۔ اس میں محکمہ کی vigilance زیادہ ضروری ہے۔ محکمہ داخلہ کے پاس تو پوری force ہے۔ وہ کیا وجوہات ہیں کہ یہ تھانہ

سمن آباد کے لئے پانچ لاکھ فی مرلہ کے حساب سے جگہ نہیں خرید سکے۔ یہ تھانہ جات ایک طویل عرصے سے کرائے کی عمارتوں میں کام کر رہے ہیں بلکہ کئی جگہوں پر تو ٹینٹ لگا کر تھانے چلائے جا رہے ہیں۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ برکت مارکیٹ کے پیچھے ٹینٹ لگا کر پولیس والے بیٹھے ہوئے ہیں۔ کرنل صاحب نے اس محکمہ کی باگ ڈور کچھ عرصہ پہلے سنبھالی ہے اور مجھے پوری امید ہے کہ انہوں نے جو آج یقین دہانی کرائی ہے اس پر پورا اُتریں گے۔ اگر یہ اپنی commitment پر پورا نہ اُترے تو پھر ہم نے بجٹ اجلاس کے بعد ان سے دوبارہ پوچھنا ہے۔

جناب سپیکر: اس حوالے سے جو پیشرفت ہو گی منسٹر صاحب اس سے آپ کو آگاہ کر دیں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! کافی جگہوں پر سرکاری عمارتیں موجود ہیں تو کیا یہ ان تھانہ جات کو سرکاری عمارتوں کی availability پر وہاں منتقل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

MR SPEAKER: Whichever is feasible?

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! ہم نے ہر حربہ استعمال کیا ہے کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ لوگوں کو سہولت میسر ہو۔ ہم بڑی مجبوری سے تھانوں کا کرایہ دے رہے ہیں، ہم لاکھوں روپے کا کرایہ ادا کر رہے ہیں اور اگر پورے پنجاب کی بات کریں تو یہ figures کروڑوں میں چلے جائیں گے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ کوئی ہمیں سرکاری عمارت ملے لیکن میرا خیال ہے کہ سرکاری عمارت بھی اس کا حل نہیں کیونکہ تھانے کا ایک اپنا design, getup and impact ہوتا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ تھانے اسی طرح بنائے جائیں تاکہ وہ public friendly ہوں۔ یہ مناسب نہیں کہ کرائے کی عمارت سے نکلیں اور سرکاری عمارت میں چلے جائیں میں سمجھتا ہوں کہ اس کا کوئی زیادہ فائدہ نہیں ہو گا۔ وہ کہتے ہیں کہ .Cut your coat according to your cloth تو ہم بھی اپنے بجٹ کے حساب سے دیکھتے ہیں کیونکہ equipment خریدنا ہوتا ہے اور ٹریننگ پر بھی اخراجات آتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے چودھری عامر سلطان چیمہ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاءاللہ اس بجٹ میں تھانے reconstruct کرنے اور تھانوں کے لئے جگہ تلاش کرنے کے لئے ہم ایک mega plan دے رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جواب میں کہا گیا ہے کہ ایل ڈی اے سے این او سی نہیں مل سکا اور قبضہ بھی واگزار نہیں ہو سکا۔ اگر یہ قبضہ مافیا ہے تو کیا محکمہ داخلہ کے پاس force نہیں کہ وہ اس سے جان چھڑا سکے؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!بنیادی طور پر میں نے جو جواب دینا تھا وہ دے دیا ہے۔ابھی اس کو بڑھا کر لمبا کرنا اور کھینچنا مناسب نہیں۔ بھئی!ایک چیز عدالت میں ہے تو جب عدالت اس پر فیصلہ دے گی تو پھر اس کے بعد ہی کچھ کیا جا سکتا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!اس جواب میں تو عدالت کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!اس میں تو کئی چیزوں کا ذکر نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!بات سنیں!یہ ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم ضمنی سوال کریں۔اس میں ناراض ہونے اور جذبات میں آنے والی کیا بات ہے؟جذبات میں آنے کی بجائے مجھے میرے سوال کا جواب دیں۔

جناب سپیکر:نہیں،وہ جذبات میں نہیں آ سکتے۔چیمہ صاحب!اب تشریف رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!میں منسٹر صاحب کی تعریف کر رہا ہوں کہ بڑے عرصہ کے بعد کسی کو محکمہ داخلہ کی ذمہ داری سونپی گئی ہے اور مجھے پوری امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ اپنے فرائض اچھے طریقے سے انجام دیں گے۔

جناب سپیکر:جی،اللہ کے فضل سے یہ اپنے فرائض اچھے طریقے سے انجام دیں گے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں اس پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:ملک صاحب!آپ کیا کہہ رہے ہیں؟یہ آپ کا سوال تو نہیں ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:اس پر کوئی ضمنی سوال نہ ہوگا۔تشریف رکھیں۔اگلا سوال نمبر281 حاجی جاوید اختر انصاری صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال بھی حاجی جاوید اختر انصاری صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!سوال نمبر282 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے حاجی جاوید اختر انصاری کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ملتان: ایس ایچ اوز کی تعیناتی و دیگر تفصیلات

*282: حاجی جاوید اختر انصاری: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان شہر کے تھانہ جات میں کون کون سے ایس ایچ اوز کب سے کام کر رہے ہیں ان کے نام و عرصہ سے آگاہ کریں؟

(ب) کتنے ایس ایچ اوز ایسے ہیں جو عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی تھانہ میں تعینات ہیں؟

(ج) ان ایس ایچ اوز نے اپنی تعیناتی کے دوران کتنے اشتہاری ملزمان کو گرفتار کیا؟

(د) ان ایس ایچ اوز کی تعیناتی کے دوران جرائم کی شرح میں کمی ہوئی، اگر ہوئی تو کتنی، نہیں ہوئی تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ضلع ملتان میں تعینات ایس ایچ اوز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع ملتان میں کوئی ایس ایچ او عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی تھانہ میں تعینات نہ رہا ہے۔

(ج) ضلع ملتان میں تعینات ایس ایچ او نے اپنی تعیناتی کے دوران 444 اشتہاری ملزمان گرفتار کئے۔

(د) ان ایس ایچ اوز کی تعیناتی کے دوران جرائم کی شرح میں خاطر خواہ کمی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "ملتان شہر میں کتنے ایس ایچ اوز ایسے ہیں جو عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی تھانہ میں تعینات ہیں؟" اس کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ "ضلع ملتان میں کوئی ایس ایچ او عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی تھانہ میں تعینات نہ رہا ہے۔" محکمہ پولیس کے اندر اس وقت جو practice چل رہی ہے اس کے مطابق بعض اوقات ایک مہینے کے اندر تین تین ایس ایچ او تبدیل ہو جاتے ہیں۔ منسٹر صاحب یہ بتائیں کہ کتنے عرصہ تک ایس ایچ او کو normally تعینات رہنا چاہئے اور اگر ڈی پی او صاحب ایک تھانہ کے ایس ایچ او کو مہینے میں تین دفعہ تبدیل کرتے ہیں تو کیا وہ اپنے اس حکم میں کوئی reason بھی لکھتے ہیں؟ ہمیں تو یہی معلوم ہے کہ اگر ڈی پی او صاحب دورے پر جا رہے ہیں اور انہوں نے تھوڑی سی کوئی کوتاہی دیکھی تو وہیں کھڑے کھڑے

زبانی حکم دیتے ہیں کہ "چلو جی! نکلو تم لائن حاضر ہو اور فلاں کو تھانے کا چارج دو" یعنی بادشاہوں کی طرح سارا معاملہ چلتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ جو کام عوام کی بہتری کے لئے ہو وہی کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اب جب اتنی جلدی جلدی ایس ایچ او تبدیل کیا جائے گا پھر اس طرح امن وامان کی صورتحال بہتر نہیں رہ سکتی کیونکہ وہ تو ابھی اپنے علاقے کو سمجھتا ہی نہیں کہ اس کی تبدیلی ہو جاتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تھانے کے لئے ایک ایس ایچ او کا کتنا tenure ہے اور اگر ڈی پی او صاحبان ایس ایچ او کو تبدیل کرتے ہیں تو کیا انہیں کہیں پر اندراج کرنا پڑتا ہے کہ اس ایس ایچ او کو کیوں تبدیل کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر داخلہ!

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں ڈاکٹر صاحب کے سوال کے تھوڑے حصے سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ حقائق ہیں ہم سب کو پتا ہے لہٰذا اس میں کچھ چھپانے کی بات نہیں ہے۔ میرے خیال میں نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان میں ایس ایچ اوز کی تبدیلی بڑے fast track پر ہو رہی ہوتی ہے۔ ہماری new policy regarding reforms in Police ہے اُس میں ہم نے minimum ایک سال رکھا ہے کہ ایس ایچ او ایک تھانے میں ایک سال پورا کرے گا اور اُس کے tenure کی یہ minimum limit ہے اگر اُس کی کارکردگی اچھی ہے وہ professional آدمی ہے تو وہ دو سال بھی رہ سکتا ہے اور تین سال بھی رہ سکتا ہے۔ ہم اُس کو in the interest of the public دو سے تین سال بھی ایک ہی تھانے میں رکھ سکتے ہیں۔ آج ہی اس کے بعد لاء اینڈ آرڈر پر discussion ہو گی تو اس پر مزید تفصیل سے بات ہو جائے گی۔ اس میں ہم سب شامل ہیں، اس میں political forces شامل ہیں اور اس میں اور بھی کافی forces شامل ہیں جو ایس ایچ اوز کی posting کے لئے influence use کرتے ہیں اور میرے خیال میں پھر یہ حکومت کی بھی مجبوری بن جاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب نے مل کر اس کو ٹھیک کرنا ہے۔ جب کوئی ایس ایچ او تعنیات ہوتا ہے کوئی disciplinary grounds پر certainly جا رہا ہوتا ہے تو اُس کے خلاف کارروائی بھی ہوتی ہے اور آر پی او کو بھی inform کیا جاتا ہے کہ اس کا یہ ہوا ہے لیکن اگر اُس کی normal posting ہو تو اُس کے

لئے DPO authorize ہوتا ہے۔ اس سوال کے جز (ب) کے جواب میں ہے کہ کوئی ایس ایچ او عرصہ تین سال سے زیادہ کہیں پر بھی تعینات نہیں رہا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال ڈاکٹر مراد راس صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! سوال نمبر 1207 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: تھانوں میں تشدد سے ہلاک ہونے والے قیدیوں کی تفصیلات

*1207: **ڈاکٹر مراد راس:** کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ کے تھانوں میں جنوری 2012 سے لے کر اب تک کتنے قیدیوں کو تشدد کر کے ہلاک کیا گیا ہے، تھانہ وار تفصیل بتائی جائے؟

(ب) جو قیدی ہلاک ہوئے ہیں ان کے نام و پتا جات اور جن پولیس افسران واہلکاران نے تشدد کر کے ہلاک کیا ہے ان کے نام و عہدہ جات بتائے جائیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا پنجاب حکومت تھانوں میں قیدیوں پر تشدد روکنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ضلع شیخوپورہ کے تھانہ جات میں 2012-01-01 تا 2013-09-22 تک تین قیدی دوران حراست ہلاک ہوئے جن کی تھانہ وار تفصیل درج ذیل ہے:

تھانہ فیروزوالہ: 1 قیدی ہلاک

تھانہ شرقپور: 2 قیدی ہلاک

(ب) دوران حراست جو قیدی ہلاک ہوئے ان کی تفصیل ذیل ہے:

1. ملزم وارث علی ولد عمر دین قوم غفاری سکنہ چک نمبر 7 ج ب پجروڑ تھانہ نشاط آباد، فیصل آباد۔
2. ملزم منظور حسین عرف ملنگی ولد غلام رسول قوم اوڈھ سکنہ پیراں منڈی پتوکی۔
3. ملزم عدنان ولد ماسٹر ریاض مسیح سکنہ شرقپور۔

پولیس افسران واہلکاران جن کی حراست میں قیدی ہلاک ہوئے۔

1. SI طلعت SA/443، کانسٹیبل اختر C/1049، کانسٹیبل مالک C/190، کانسٹیبل آلاٹ خان C/1335، کانسٹیبل افتخار C/1102

2. SIمحمد امین SA/01، ہیڈ کانسٹیبل محمد اکبر HC/636، کانسٹیبل محمد سلیم C/1267، کانسٹیبل ذوالفقار C/1085
3. انسپکٹر ریاض الدین SI،G/2047 شہباز SA/167،ASI وریام علی SKP/49(مزید تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں)

(ج) تھانہ جات میں بند ملزمان پر تشدد کے سلسلہ میں پنجاب حکومت نے سخت ہدایات جاری کر رکھی ہیں ایسا کوئی وقوعہ سرزد ہونے پر فوراً ذمہ داران کے خلاف فوجداری مقدمات درج کر لئے جاتے ہیں۔ مزید برآں اس غیر قانونی فعل کے تدارک کے لئے روزانہ کی بنیاد پر Go,s حضرات تھانہ کا visit کرتے ہیں اور اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ ایسا کوئی واقعہ رونما نہ ہو تاہم مذکورہ بالا ہلاکتوں کی بابت ذیل افسران واہلکاران کے خلاف حسب ضابطہ درج ذیل فوجداری مقدمات درج کر کے تفتیش عمل میں لائی جارہی ہے۔

1۔ مقدمہ نمبر 13/425 جرم 149/148/302 ت پ تھانہ فیروز والہ، ملزم وارث علی ولد عمردین قوم غفاری سکنہ چک نمبر 7 ج ب پچر وڑ تھانہ نشاط آباد، فیصل آباد۔ (کی ہلاکت پر) بر خلاف SI طلعت SA/443، کانسٹیبل اختر C/1049، کانسٹیبل مالک C/190، کانسٹیبل آلاٹ خان C/1335، کانسٹیبل افتخار C/1102

2۔ مقدمہ نمبر 13/328 جرم 302 ت پ تھانہ شرقپور: ملزم منظور حسین عرف ملنگی ولد غلام رسول قوم اوڈھ سکنہ پیراں منڈی پتوکی (کی ہلاکت پر) بر خلاف SI محمد امین SA/01، ہیڈ کانسٹیبل محمد اکبر HC/636، کانسٹیبل محمد سلیم C/1267، کانسٹیبل ذوالفقار C/1085

3۔ مقدمہ نمبر 13/330 جرم 148/147/302 ت پ تھانہ شرقپور، ملزم عدنان ولد ماسٹر ریاض مسیح قوم عیسائی سکنہ شرقپور (کی ہلاکت پر) بر خلاف انسپکٹر ریاض الدین SI،G/2047 شہباز SA/167،ASI وریام علی SKP/49 درج رجسٹر ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس میں میرا سوال یہ تھا کہ ضلع شیخوپورہ میں ابھی تک کتنے قیدی تشدد سے مارے جا چکے ہیں؟ اس کا جواب 2013-10-24 میں آیا تھا کہ اس وقت تک تین قیدی تشدد سے مارے جا چکے ہیں۔ میرے علم کے مطابق ابھی تک وہاں پر 15-2014 میں چھ اور بندے انہی تھانوں میں تشدد سے مارے جا چکے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف بتادیں کہ 2014 سے لے کر ابھی تک exact figure کیا ہے جن کی تھانوں کے اندر تشدد سے ہلاکتیں ہو چکی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر داخلہ!

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! جس time period کے حوالہ سے سوال کیا گیا ہے اس دوران تین لوگوں پر تشدد کر کے ہلاک کیا گیا ہے۔ جن لوگوں نے ان پر تشدد کیا ہے اُن کے نام بھی اس جواب میں لکھے ہیں اگر یہ چاہتے ہیں کہ میں ان کو to date بتا دوں تو اگر معزز ممبر مجھے ٹائم دیں تو میں کل تک ان کو وہ بھی بتا سکتا ہوں کہ تشدد کے باعث ہلاکتیں ہونے کے بعد جو کارروائی ہوئی ہے اور میں معزز ممبر کے ساتھ بیٹھ کر ان کو پوری detail بتا سکتا ہوں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن پولیس افسران واہلکاران نے تین لوگوں پر تشدد کر کے اُن کو ہلاک کیا اُن کے خلاف کارروائی کہاں تک پہنچی ہے اور کسی کارروائی کا result ابھی تک ہوا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر داخلہ!

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سوال کا تھوڑا سا جواب پڑھ دوں؟

جناب سپیکر: جی، آپ ضرور پڑھیں کیونکہ معزز ممبر کو satisfy کرنا ہے۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز(ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ تھانہ جات میں بند ملزمان پر تشدد کے سلسلہ میں پنجاب حکومت نے سخت ہدایات جاری کر رکھی ہیں ایسا کوئی وقوعہ سرزد ہونے پر فوراً ذمہ داران کے خلاف فوجداری مقدمات درج کر لئے جاتے ہیں۔ مزید برآں اس غیر قانونی فعل کے تدارک کے لئے روزانہ کی بنیاد پر گورنمنٹ آفیسرز تھانہ کا visit کرتے ہیں اور اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ ایسا کوئی واقعہ رونما نہ ہو تاہم مذکورہ بالا ہلاکتوں کی بابت ذیل افسران واہلکاران کے خلاف حسب ضابطہ درج ذیل فوجداری مقدمات درج کر کے تفتیش عمل میں لائی جارہی ہے۔ SI طلعت SA/443، کانسٹیبل اختر C/1049، کانسٹیبل مالک C/190، کانسٹیبل آلاٹ خان C/1335، کانسٹیبل افتخار C/1102 آرڈر نمبر PA-55892 مورخہ 26-10-2013 محکمہ سے برخاستگی کی سزا دی گئی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تھانوں کے اندر جو پولیس تشدد ہوتا ہے تھانے میں ایک چھتر رکھا ہوتا ہے اور پھر بالکل الف ننگا کر کے پیٹنا اور رول پھیرنا ہم اس طرح کے

واقعات اخبارات میں پڑھتے ہیں میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ قانون کی کس شق کے تحت اس طرح کے تشدد کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر داخلہ!

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب نے بالکل درست بات کہی ہے۔ ہمارے تھانے کا یہ ایک نظام چلا آ رہا ہے اور یہ اس لئے ہے کہ جب آپ کے پاس expert investigator نہیں ہوتے، جب آپ کے پاس انوسٹی گیشن equipments نہیں ہوتے، جب آپ کے پاس انوسٹی گیشن کی background نہیں ہوتی، جب آپ کے پاس انوسٹی گیشن کی ایجوکیشن نہیں ہوتی تو پھر یہی ہوتا ہے کہ وہاں پر جو چھتر رکھا ہوتا ہے اُس کے ذریعے لوگوں سے اگلوایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: محترم وزیر داخلہ! یہ آپ کب کی بات کر رہے ہیں؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں آپ کو وہ بات بتا رہا ہوں جو اس وقت ہو رہا ہے۔ میں ڈاکٹر صاحب کی بات سے agree کرتا ہوں کہ ابھی تک کافی تھانوں میں یہ ہو رہا ہوگا۔ حکومت اور محکمہ پولیس کی طرف سے چھتر کے استعمال یا تشدد کرنے پر سخت پابندی ہے کہ for interrogation and investigation کوئی force use نہیں کی جائے گی۔ ہم پورے نظام کو ٹھیک کر رہے ہیں ہم نے انوسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ میں آلات، techniques اور نئے طور طریقے introduce کرا کر پورے انوسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ کو overall کر کے رکھ دیا ہے۔ یہ دو تین دن میں سہالہ سے تقریباً 408 سب انسپکٹرز pass out ہوئے ہیں ان کی تعلیم ایم اے ہے اور ان کو زبردست training دی گئی ہے۔ یہ سارے سب انسپکٹرز تھانوں میں جا کر انوسٹی گیشن کا کام کریں گے جس سے پورا system change ہو جائے گا۔ ہم اس چھتر کلچر کو ختم کرنا چاہتے ہیں، میں بھی یہ کلچر ختم کرنا چاہتا ہوں اور پولیس والے بھی یہ کلچر ختم کرنا چاہتے ہیں۔ چھتر شاید ابھی بھی کہیں کہیں استعمال ہو رہا ہوگا لیکن انشاء اللہ تعالیٰ اس کا end بڑا قریب ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! کچھ دن پہلے وزیر اعلیٰ سہالہ گئے تھے تو میں نے خود اُن کا بیان پڑھا ہے کہ میں تھانہ کلچر تبدیل نہیں کر سکا تو وہ اس صوبہ میں اتنے عرصہ سے حکومت کر رہے ہیں

سات سال یہ ہو گئے اور پانچ سال پچھلے بھی تو کیا وجہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب ابھی تھانہ کلچر کیوں تبدیل نہیں کر سکے؟

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! آج اس کے بعد لاء اینڈ آرڈر پر بحث بھی ہے تو آپ اُس میں اپنی باری پر یہ debate کر لیجئے گا۔ آپ کی مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ آخری بات کر رہا ہوں کہ وزیر موصوف نے بہت خوش آئند بات کی ہے کہ پولیس میں نچلے level کے لوگ اَن پڑھ ہوتے ہیں جس کی وجہ سے اُنہیں پتا نہیں ہوتا لیکن یہ کلچر اوپر کے افسران میں بھی موجود ہے۔ جہاں ہمارے PSP حضرات کی training ہوتی ہے وہاں بھی سسٹم کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے اور انسان کی قدر و قیمت کے حوالہ سے آگہی دینے کی ضرورت ہے۔ میں وزیر موصوف کے نوٹس میں صرف دو واقعات لاؤں گا۔ سیالکوٹ میں کچھ لوگوں نے علاقے کے منشیات فروش لوگوں کے خلاف احتجاج کیا چھوٹی سی سڑک تھی۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں آپ کو لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے دوران وقت دوں گا اور آپ کی بات کا جواب بھی لیں گے۔ آپ کی مہربانی۔ بہت شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 283 حاجی جاوید اختر انصاری صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 284 بھی حاجی جاوید اختر انصاری صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1329 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پولیس ملازمین کی منظور شدہ و خالی اسامیاں و دیگر تفصیلات

*1329: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جہلم کے لئے پولیس نفری کی منظور شدہ اسامیوں کی عہدہ وار تعداد بیان فرمائیں؟

(ب) کسی بھی ضلع کے لئے پولیس نفری کی تعداد کا تعین کون سی اتھارٹی کون سے فارمولے کے تحت کرتی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ رقبے اور آبادی کے لحاظ سے ضلع جہلم میں پولیس نفری کی تعداد انتہائی ناکافی ہے؟

(د) اس وقت ضلع جہلم میں پولیس نفری کی خالی اسامیوں کی عہدہ وار تفصیل اور یہ کب سے خالی ہیں، بیان فرمائیں؟

(ہ) کیا حکومت ضلع جہلم میں پولیس نفری بڑھانے اور خالی اسامیوں کو فوری طور پر پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ضلع جہلم کے لئے پولیس نفری کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:
SSP/01,SP/01,ASP/01, DSP/05, DSP/L 02, INSP/22, INSP/L06, SI/47, ASI/64, HCs/145, Cs/1047

(ب) کسی بھی ضلع میں پولیس کی نفری بڑھانے کے سلسلہ میں اختیارات کے سلسلہ میں اختیارات محکمہ خزانہ کے پاس ہیں اور پولیس رولز 1934 کے مطابق نفری بڑھانے کا فارمولا یہ ہے کہ 450افراد کے لئے ایک پولیس کانسٹیبل بھرتی کیا جاتا ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ رقبہ اور آبادی کے لحاظ سے ضلع جہلم میں پولیس کی نفری کی تعداد کم ہے۔

(د) اس وقت ضلع ہذا میں درج ذیل اسامیاں خالی ہیں۔ 2014 سے خالی ہیں۔
ASP/01, DSP/01, DSP/L 02, INSP/05, INSP/L 06, SI/03, HCs/09, Cs/244

(ہ) اس وقت ضلع جہلم میں پولیس کی نفری بڑھانے کے لئے کانسٹیبلان کی بھرتی کا عمل جاری ہے جبکہ دیگر خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے حسب ضابطہ تحرک کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! مجھے جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ "کسی بھی ضلع میں پولیس کی نفری بڑھانے کے سلسلہ میں اختیارات محکمہ خزانہ کے پاس ہیں اور پولیس رولز 1934 کے مطابق نفری بڑھانے کا فارمولا یہ ہے کہ 450افراد کے لئے ایک پولیس کانسٹیبل بھرتی کیا جاتا ہے۔"

جناب سپیکر! میں اپنے ضلع جہلم کے ایک انوکھے تھانہ کی مثال دیتی ہوں ویسے تو ہر تھانہ کے یہی حالات ہیں لیکن سوہاوہ تھانہ ایسا ہے کہ جس میں بارہ لاکھ کی آبادی کے لئے کل بارہ ملازمین ہیں۔ ان میں سے ایک انسپکٹر، ایک سب انسپکٹر، تین اسسٹنٹ سب انسپکٹرز اور آٹھ کانسٹیبلز ہیں۔ آٹھ کانسٹیبلز

میں سے ایک کانسٹیبل اکثر چھٹی پر رہتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اتنے عملے کے ساتھ وہاں پر کس طرح کام ہوتا ہوگا اور یہی حالات جہلم کے ہر تھانہ کے ہیں۔ میں وہاں سے تعلق رکھتی ہوں اور اکثر واسطہ بھی پڑتا رہتا ہے۔ ہمارے حالات ایسے ہیں کہ کام کرنے والے لوگ نہیں ہیں تو پھر performance تو zero ہی ہوگی۔ مجھے kindly وزیر صاحب یہ بتادیں کہ کم عملہ سے کام ہو رہا ہے اور آگے جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ بھرتی کا عمل جاری ہے۔ یہ بھرتی کا عمل کب سے جاری ہے، یہ کب مکمل ہوگی اور کیسے ہوگی؟ میں ان تھانوں سے تو ویسے ہی بہت disappointed ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے اتنا معلوم ہے کہ میرٹ پر ہوگی۔ جی، کرنل صاحب!

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! محترمہ کا سوال بالکل صحیح ہے۔ ہمارے پاس نفری کم ہے۔ پولیس میں ideal نفری کی ratio 1 to 450 ہوتی ہے۔ محترمہ نے جو سوال کیا ہے تو میں نے ابھی ان کے علاقہ کی ratio نکالی ہے جو 1 to 960 ہے۔ یہ ہر جگہ ہے۔ ہمارے پاس پنجاب کی جو ratio آرہی ہے وہ 1 to about 1200 تک آرہی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ بھرتی کریں، ایسا نہیں ہے کہ ہم نہیں چاہتے بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ بھرتی ہو اور نفری پوری ہو جائے۔ اس وقت ہم نے پانچ ہزار کانسٹیبلز کو NTS کے ذریعے induct کیا ہے اور ہم نے induction کا صاف شفاف طریق کار adopt کیا ہے یہ پہلی بار پنجاب پولیس میں ہوا ہے کہ جہاں پر نوکریاں سیاستدانوں کو نہیں بانٹی گئیں۔ مجھے معلوم ہے کہ پہلے تو پوری interference ہوتی تھی، ایک حکومت کا میں بھی ممبر تھا جب مجھے کہا گیا تھا کہ آپ پولیس میں بھرتی کے لئے 17 آدمیوں کے نام دے دیں۔ اِس وقت ہم نے کسی سے نہیں پوچھا کہ ہم نے بھرتی کرنی ہے تو آپ آدمی دیں۔ ہم نے صاف شفاف طریق کار adopt کیا ہے۔ اس بھرتی کے لئے 40 ہزار لوگوں نے apply کیا تھا ان میں سے 5 ہزار top والے ہم نے لئے ہیں۔ وہ جون میں pass out ہو رہے ہیں۔ یہ پورے نہیں ہیں اور اس طرح نہیں ہے کہ محترمہ کہیں کہ 5 ہزار بھرتی ہو گئے تو 1 to 450 کی نسبت پوری ہو جائے گی۔ یہ سارے اضلاع کی اسامیوں کے مطابق جائیں گے۔ یہ تعداد پوری کرنا بہت complex کام ہے اس لئے کہ آپ کی expiration and retirement rate بھی ہوتی ہے اور discipline rate بھی ہوتی ہے جس کی وجہ سے لوگ باہر نکلتے ہیں۔ اس کے علاوہ جب آپ اتنے لوگ induct کرتے ہیں تو naturally ان کی induction پر وقت لگتا ہے، ان کی ٹریننگ پر وقت لگتا ہے اور ان کو equip کرنے میں وقت لگتا ہے۔ ہم نے ایک fast track رکھا ہے۔ میں اگر آپ کو یہ بتادوں کہ ہم ایک دو سالوں میں یہ کمی

پوری کر لیں گے تو نہیں کر سکتے، اگر ہم دس سالوں میں بھی یہ کمی پوری کر سکیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی حکومت اس وقت ہو گی اس کی بہت بڑی credibility ہو گی۔ ہمیں یہ problems ہیں لیکن ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو بہتر سے بہتر بنایا جائے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ نفری کی بھرتی کی بات کر رہے ہیں تو وہاں پر اسامیاں موجود ہیں۔ کیا حکومت ایسا نہیں کر سکتی کہ ان اسامیوں کو بڑھایا جائے کیونکہ پہلے جو اسامیاں ہیں ان پر بھی ابھی تک بھرتی نہیں ہوئی۔ اگر سیٹیں بڑھ جائیں گی تو ان بھرتیوں کے بعد پھر ان اسامیوں کو پُر کرنے میں کافی عرصہ لگ جائے گا۔ کیا بہتر نہیں ہے کہ ابھی سیٹیں بڑھا دی جائیں تاکہ امید ہو کہ پانچ یا دس سال میں پولیس کی performance بہتر ہو جائے؟

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب!

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! ہماری اس وقت سکولوں کی جو capacity ہے اور جو ہمارے پاس instructional staff ہے وہ اتنا ہے کہ پانچ ہزار لوگوں کی ایک وقت میں ٹریننگ ہو سکتی ہے۔ میں ایوان کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ہم تقریباً دس ہزار افراد کی special protection force بنا رہے ہیں۔ آپ پھر مجھ سے پوچھیں گے کہ آپ کی capacity تو پانچ ہزار لوگوں کو ٹریننگ دینے کی ہے تو آپ دس ہزار کیسے کر سکتے ہیں۔ یہ سب لوگ بھی NTS کے ذریعے بھرتی ہوں گے، ان کی سارے اضلاع میں بھرتیاں ہوں گی، ان کے قد اور physical fitness کی جو requirement ہے وہ بھی ہم نے کر لی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دس پندرہ دن میں اشتہار بھی آ جائے گا۔ ہم نے آرمی سے درخواست کی ہے کہ یہ بہت اہم فورس ہے جسے ہم for the protection of Chinese بنانا چاہتے ہیں۔ وہ آ رہے ہیں اور ان کو protect کرنا ہمارا اولین فرض ہے۔ ہم نے فوج کو درخواست کی ہے۔ آج آئی جی صاحب جی ایچ کیو گئے ہیں۔ ہمارے وہاں پر جتنے بھی training centres ہیں وہ infantry کے ہیں، armed core کے ہیں، artillery کے ہیں یا AKRS کے ہیں۔ ہم نے درخواست کی ہے کہ آپ ہم سے ایک ایک، دو دو ہزار آدمی لے لیں، ہم module بنائیں گے آپ ان کو train کریں اس لئے کہ ہماری capacity بڑی limited ہے۔ اگر ہم capacity کو بڑھاتے ہیں تو naturally ہمیں staff کو بڑھانا ہو گا۔ آپ کا module،

accommodationاور administrative tail سارا سلسلہ ہوتا ہے۔ میں فوج کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہمارے ساتھ بڑا تعاون کیا ہے اور وہ ہمارے لوگوں کو ٹریننگ دیں گے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ نے ایک نئے سکول کی اجازت دے دی ہے کہ آپ ایک نیا سکول بنائیں جس کی capacity بھی پانچ ہزار ہو گی جہاں ہم اضافی پانچ ہزار لوگوں کو trained کر سکتے ہیں۔ ہم already اس کے لئے race کر رہے ہیں اور ہم نے جو جگہ تلاش کی ہے وہ چکوال کے علاقہ کلر کہار میں ہے۔ وہ جگہ شہروں سے دور ہو گی تو ٹریننگ اچھی ہو گی اس کے لئے ہمیں instructional staff چاہئے اگر وہ weak link ہو گا تو پھر آپ کا یہ سکول نہیں چلے گا اور out put بالکل ineffective ہو جائے گی۔ آپ quality کو quantity پر ترجیح دیں گے اس لئے یہ ایک بہت لمبا process ہے اور ایک cycle ہے جو چل رہا ہوتا ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کر رہے ہیں کہ اسے پورا کریں۔ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ اگر ہم دس سالوں میں بھی یہ کمی پوری کر سکیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی کامیابی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ محترمہ! آخری سوال۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ابھی جو منسٹر صاحب نے بتایا ہے تو میں امید رکھتی ہوں کہ ایسا ہی ہو گا۔ ہم سب کو پاک فوج پر فخر ہے۔ ہمیں جب بھی کوئی مشکل پیش آتی ہے تو ہم انہی کا آسرا لیتے ہیں۔ کرنل صاحب نے جس طرح بتایا ہے مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ ویسے ہی ہو گا۔ انہوں نے بتایا ہے کہ یہ کانسٹیبل بھرتی کر رہے ہیں تو براہ مہربانی اس بھرتی کا طریق کار مجھے سمجھا دیں؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! کانسٹیبل بھرتی کی requirement ہے کہ تعلیم میٹرک، عمر 27 سے 30 سال، قد 5 فٹ 7 انچ اور چھاتی 36-34 ہونی چاہئے۔ یہ کانسٹیبل کی physical requirement ہے۔ ہم اخبارات میں اشتہار دیتے ہیں، لوگ apply کرتے ہیں اور پھر short listing ہوتی ہے۔ ہمارے پاس پورا ایک نظام ہے جس میں وہ لوگ short list ہوتے ہیں۔ ہم نے اب یہ ساری چیزیں NTS کو دے دی ہیں۔ وہ صاف، شفاف اور ستھرے ہیں، ان پر کوئی انگلی نہیں اٹھ سکتی اور سفارشیں بیچ میں نہیں ہیں۔۔۔

(حزب اختلاف کے معزز ممبر میاں محمد اسلم اقبال کی جانب سے "توبہ توبہ" کی آوازیں)

جناب سپیکر! میاں محمد اسلم اقبال صاحب ہمارے بڑے پرانے دوست ہیں۔ یہ basically as a spoiler enter ہوئے ہیں کہ میں کیوں ایوان میں ہلہ گلہ نہ کروں۔ میں ان سے request کروں گا کہ بیٹھ جائیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1607 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: تھانہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1607: **ڈاکٹر نوشین حامد:** کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔144 لاہور میں کتنے تھانہ جات کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ب) کتنے تھانہ جات اپنی عمارت اور کتنے تھانہ جات کرایہ کی بلڈنگ میں کام کر رہے ہیں؟

(ج) کیا حکومت کرایہ کی بلڈنگ میں چلنے والے تھانہ جات کی عمارات تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

(د) کرایہ کی بلڈنگ میں چلنے والے تھانہ جات کے کرایہ کی تفصیل فراہم کریں اور بلڈنگ مالک کا نام اور پتا کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) حلقہ پی پی۔144 میں کل چار تھانہ جات ہیں جو بالترتیب (i) تھانہ شالامار بھوگی وال روڈ پر (ii) تھانہ گجرپورہ چائنا سکیم (iii) تھانہ مغلپورہ شالامار لنک روڈ (iv) تھانہ باغبانپورہ شالامار باغ کے سامنے کام کر رہے ہیں۔

(ب) دو تھانہ جات (i) مغلپورہ اور (ii) باغبانپورہ سرکاری بلڈنگ میں کام کر رہے ہیں جبکہ دو تھانہ جات (i) تھانہ شالامار اور (ii) تھانہ گجرپورہ کرائے کی بلڈنگ میں کام کر رہے ہیں۔

(ج) تھانہ شالامار کے لئے کوئی زمین الاٹ نہ ہے جبکہ تھانہ گجرپورہ کے لئے خسرہ نمبر 1695/1771 ایک پلاٹ رقبہ دو کنال الاٹ ہوا ہے جس پر جلد تعمیر شروع کر دی جائے گی۔ مزید برآں سالانہ ترقیاتی پروگرام 14-2013 کے تحت لاہور میں مندرجہ ذیل

گیارہ تھانہ جات کی عمارات کا کام شروع ہے جن کے لئے فنڈز 57.576 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں:

1۔ تھانہ CTD موضع رکھ بھنگالی، مین بر کی روڈ تحصیل کینٹ لاہور
2۔ پولیس سٹیشن گارڈن ٹاؤن، لاہور
3۔ پولیس سٹیشن گڑھی شاہو، لاہور
4۔ پولیس سٹیشن ٹاؤن شپ، لاہور
5۔ پولیس سٹیشن نصیر آباد، لاہور
6۔ پولیس سٹیشن مصطفیٰ آباد، لاہور
7۔ پولیس سٹیشن رائیونڈ، لاہور
8۔ پولیس سٹیشن وحدت کالونی، لاہور
9۔ پولیس سٹیشن باغبانپورہ، لاہور
10۔ پولیس سٹیشن مانگا منڈی، لاہور
11۔ پولیس سٹیشن مناواں، لاہور

(د) تھانہ گجرپورہ: کی عمارت ماہانہ کرایہ مبلغ -/22,413 روپے پر مسمی شیراز بٹ ولد ملک عباس علی سکنہ مکان نمبر 10 گلی نمبر 20، امام غزالی روڈ، مکھن پورہ شاد باغ لاہور سے حاصل کی گئی ہے۔ تھانہ شالامار کی عمارت ماہانہ کرایہ مبلغ -/43,556 روپے پر مسمی عبدالغفور مرحوم کے پسران غلام مرتضیٰ، غلام مصطفیٰ ساکن مکان نمبر C-18، گلی نمبر 136، فضل الٰہی پارک باغبانپورہ لاہور سے کرایہ پر حاصل کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا معزز منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کہ حلقہ پی پی۔144 کے جز (الف) میں جواب دیا ہے کہ دو تھانے سرکاری بلڈنگ میں اور دو کرائے کی بلڈنگ میں کام کر رہے ہیں اور جز (ج) میں یہ کہا ہے کہ گیارہ جو نئی buildings بن رہی ہیں اس کے اندر جس تھانے کی reconstruction ہو رہی ہے وہ already سرکاری بلڈنگ میں کام کر رہا ہے جبکہ تھانہ گجرپورہ جو کرائے کی بلڈنگ میں کام کر رہا ہے اس کے لئے زمین بھی الاٹ ہو چکی ہے مگر وہاں پر construction شروع نہیں ہوئی کیا اس کی وجہ پوچھ سکتی ہوں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں نے یہ سوال پڑھا ہے اور اس کی میں نے تفصیل منگوائی تھی۔ یہ بالکل درست فرما رہی ہیں۔ اس کی construction نئے مالی سال میں شروع ہو گی۔ یہ جو مالی سال چلا گیا ہے اس میں نہیں بلکہ نئے مالی سال میں ہو گی اس نئے مالی سال میں نئے تھانہ جات بن رہے ہیں یا جہاں پر ہم reconstruction کر رہے ہیں۔ جس کو ہم renovate کرنا چاہتے ہیں وہ سارا انشاء اللہ 16-2015 کے بجٹ میں آئے گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے Women Empowerment Package میں ایک promise کیا تھا کہ جو نئے بننے والے تھانے ہیں ان میں خواتین کے لئے کمرہ یا کوئی desk مختص ہو گا تو یہ جو نئی عمارتیں بن رہی ہیں اس میں کیا خواتین کے لئے کوئی provisions رکھی گئی ہے؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! محترمہ کی بہت اچھی بات ہے۔ میں تو Women Empowerment کا خود حامی ہوں اور میں اپنی بھی سپورٹ کرتا ہوں اور اپوزیشن کی بھی سپورٹ کرتا ہوں۔ ہم پورے تھانے کا نظام بدلنا چاہتے ہیں۔ تھانہ friendly نہیں ہے۔ اس کا impact friendly نہیں ہے وہاں لوگ جاتے نہیں اور خاص طور پر خواتین بڑی مشکل سے جاتی ہیں کیونکہ ان کو پتا ہے کہ وہاں پر کیا ہو سکتا ہے؟ اس کے لئے ہم نے دس ماڈل تھانے already قائم کر لئے ہیں۔ یہ ماڈل تھانے ایسے ہیں کہ یہاں پر impact initial یا contact ہوتا ہے وہ پولیس کے ساتھ نہیں ہوتا بلکہ ہم نے کالجز کے ایف اے، ایف ایس سی اور گریجویٹس کو induct کیا ہے اور ان کو ہم نے ٹریننگ دی ہے کمپیوٹر پڑا ہے آپ جائیں وہاں پر جو بھی آپ کی شکایات ہیں آپ وہاں پر جا کر کریں۔ جو بھی آپ کی requirement ہے آپ ان سے پوچھیں وہ آپ کی پوری help کریں گے۔ تو یہ انشاء اللہ تعالیٰ سسٹم ہم بدلنا چاہتے ہیں۔ جب ہم لاء اینڈ آرڈر کی discussion پر آئیں گے تو میں اس پر تفصیل سے بات کروں گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال جناب احمد خان بھچر صاحب کا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 2993 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے جناب احمد خان بھچر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں پولیس کے نظام کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*2993: **جناب احمد خان بھچر:** کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں محکمہ پولیس کے نظام کو مکمل کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

(ب) پولیس نظام کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے کل تخمینہ لاگت کتنا ہے اور ابتدائی طور پر کن کن اضلاع میں آغاز کیا جائے گا؟

(ج) اس نظام سے پولیس کی کارکردگی میں کیا بہتری یا تبدیلی لائی جا سکتی ہے؟

(د) 2013-14 کے دوران اس پر کیا کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) صوبہ میں محکمہ پولیس کے نظام کو مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ کرنے کے اقدامات کی ابھی صرف منصوبہ بندی ہو رہی ہے جبکہ پولیس ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کا پروگرام (PROMIS) پنجاب کے 36 اضلاع کے 213 پولیس سٹیشن میں استعمال ہو رہا ہے۔ یہ پراجیکٹ وفاقی حکومت کی طرف سے سال 2005 میں پورے پاکستان کے لئے منظور ہوا تھا۔ اس پراجیکٹ کی کل لاگت 1.4 بلین روپے تھی۔ ابھی یہ فیصلہ ہونا باقی ہے کہ PROMIS کا پروگرام ہی آگے بڑھایا جائے گا یا کوئی دوسرا کمپیوٹر سافٹ ویئر مزید بہتری کے لئے لایا جائے گا۔

(ب) 708 پولیس سٹیشنوں کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کا تخمینہ پنجاب انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی بورڈ کے ذمہ ہے جو کہ ابھی منصوبہ بندی کی حد تک ہے اور تعداد اضلاع کمپیوٹرائزیشن کا فیصلہ بھی کل تخمینہ کی لاگت جو سرکار منظوری دے گی اس کے بعد کیا جائے گا۔

(ج) (1)اس نظام کے نافذالعمل ہونے سے سسٹم میں شفافیت اور خودکاری آئے گی۔
(2)عوام الناس کو فوری انصاف اور بروقت معلومات بہم پہنچانے میں آسانی ہوگی۔
(3)اندرون محکمہ معلومات کا باہم تبادلہ ایک کلک بٹن دبانے سے فوری ہو سکے گا۔

(د) محکمہ ہذا میں کمپیوٹرائزڈ نظام کو تھانہ کی سطح تک رائج کر کے 14-2013 میں مختلف ذیلی کمیٹیاں اور ذیلی گروپ قائم کئے گئے ہیں جو کہ تمام متعلقہ اداروں کے ساتھ باہمی روابط کار رکھے ہوئے ہیں جن میں سے پنجاب انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی بورڈ صوبائی وزارت داخلہ پنجاب، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ پنجاب اور ملک میں موجود ترک پولیس آفیسرز اور محکمہ پولیس کے سینئر آفیسر قابل ذکر ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں انہوں نے لکھا ہے کہ ان کا سافٹ ویئر 213 پولیس سٹیشنوں میں استعمال ہو رہا ہے۔ یہ پراجیکٹ 2005 میں پورے پاکستان کے لئے منظور ہوا تھا اور 1.4 بلین اس کی لاگت تھی۔ دس سالوں کی کارکردگی کا جواب جز (ب) میں یہ ہے کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ذمہ ہے جو کہ ابھی منصوبہ بندی کی حد تک ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ دس سال اگر پلاننگ میں لگنے ہیں تو اس کی implementation میں تو اگلی صدی لگ جائے گی۔ کیا وزیر موصوف اس پر روشنی ڈالیں گے؟ میں reference میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ جہاں پر will ہو وہاں پر وزیراعلیٰ لینڈ ریکارڈ، ریکارڈ وقت میں کر کے اس کے بیز لگوا دیتے ہیں تو کیا یہ لینڈ ریکارڈ یا فردوں سے زیادہ important نہیں ہے؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں اس کا تفصیل سے جواب دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! پہلے ان کو بولنے دیں ان کا سوال تو پوری طرح سن لیں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں سمجھ گیا ہوں کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: مہربانی۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!میں اب جواب دے رہا ہوں۔ یہ PROMIS abbreviation ہے۔ پولیس ریکارڈ آفس اینڈ مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم۔ یہ American's کا پراجیکٹ تھا اور انہوں نے یہ پورے پاکستان کے لئے کیا تھا اور اس کا ہیڈ کوارٹر اسلام آباد میں تھا۔اس تھانے کا مقصد یہ تھا کہ جتنا بھی تھانے کا ریکارڈ ہے وہ database میں آئے۔ اس کا ایک certain database ہو جہاں پر یہ سارا record store ہو اور آپ کو جس بھی individual case کی ضرورت ہے جو بھی واردات ہوتی ہے اس کی کوئی requirement ہو۔آپ کو کمپیوٹر کی window پر سامنے وہ نظر آتی ہو۔یہ پراجیکٹ بڑا چلا اور کامیاب تھا ہمارے کافی تھانے تھے جس میں PROMIS لگ گیا اور یہ already ابھی کافی تھانوں میں کام کر رہا ہے۔پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کے زمانے میں یہ پراجیکٹ launch کیا گیا تھا۔ ہم سمجھ رہے تھے کہ شاید بہت اچھا ہے۔پھر فیڈرل گورنمنٹ اور جو کمپنی یہ پراجیکٹ لگا رہی تھی اس کا آپس میں پیسوں پر کوئی تنازع ہوا کچھ differences آگئے۔ہم نے کچھ payment کرنی تھی۔

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!یہ Question Hour ہے اس طرح ہماری بات رہ جائے گی۔آپ ریکارڈ دیکھ لیں سوال کتنے ہیں جواب کتنے ہیں؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!یہ تو انہوں نے جو سوال کیا ہے میں اس کا جواب دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر:طارق صاحب!آپ تشریف رکھیں۔مہربانی۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!یہ پھر جب ہماری پچھلی مرتبہ حکومت آئی اس لئے ہم نے ایک key جو کہ Alphabets 26/27 اور figures پر مشتمل تھی۔ وہ امریکن key تھی جو ہمیں ملی تھی اس لئے جب ہمیں یہ سسٹم ملا تھا پیسے نہ ہونے کی وجہ سے یہ dead ہو گیا یہ کام نہیں کر رہا تھا اور effective نہیں تھا لہٰذا ہم نے بہت کوشش کی پھر ہمیں وہ key ملی لیکن انہوں نے پیچھے سے اس سارے سسٹم کو block کر کے رکھ دیا تھا ابھی تک تقریباً یہ سسٹم ناکارہ ہو چکا ہے۔ میرے خیال میں وفاقی حکومت نے ان کو payment نہیں کی یعنی payment کا مسئلہ تھا۔یہ ہمارے استعمال میں نہیں ہے۔ ہم ابھی پورا نیا نظام پنجاب بجٹ کے اندر لانے والے ہیں۔اسی طرز پر

پنجاب انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی بورڈ اس پر کام کر رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ سارے تھانے ہم کمپیوٹرائزڈ کریں گے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! مہربانی۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ان کی بات کا آگے جواب دینا چاہتا ہوں انہوں نے کہا ہے کہ سسٹم ناکارہ ہو گیا ہے جبکہ جز (الف) میں کہا گیا ہے کہ پنجاب کے 36 اضلاع کے 213 پولیس سٹیشنوں میں استعمال ہو رہا ہے۔ ان کی بات ٹھیک ہے یا وہ بات ٹھیک ہے؟

جناب سپیکر: سردار صاحب! انہی کی بات ٹھیک ہے۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں نے آپ کو شروع میں کہا تھا کہ یہ already under use ہے ہم نے اس کو reject کر دیا ہے کہ اس سافٹ ویئر کو ہم update نہیں کر سکتے۔ اس کو ہم نے ناکارہ کر کے نئے نظام کو لانا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ان کی ویب سائٹ پنجاب پولیس اس پر لکھا ہوا ہے کہ استعمال ہو رہا ہے اگر نہیں تو وہاں پر لکھ دیں کہ ناکارہ ہو گیا ہے۔ 213 پولیس سٹیشنوں میں یہ PROMIS استعمال ہو رہا ہے۔ اس کے جواب میں سب سے اوپر لکھا ہے جبکہ وزیر موصوف کہہ رہے ہیں کہ ناکارہ ہو گیا ہے اگر ناکارہ بھی ہے تو کیا سات سالوں میں ان سے ایک سافٹ ویئر بھی نہیں لیا گیا؟ ابھی آپ کسی کو بُلا لیں شام تک آپ کو پولیس کا database record مل جائے گا۔ یہ کون سا NASA rectified software بنا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: سردار صاحب! وہ بھی ذمہ داری سے بات کر رہے ہیں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ مختصر بات کریں کیونکہ آگے اور سوالات بھی ہیں۔ آپ کیا کرتے ہیں؟ مہربانی۔ سردار صاحب! آپ تشریف رکھیں وہ جواب دے رہے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں اس لئے کھڑا ہوں کہ یہ ہمیں بتا دیں کہ یہ سسٹم کب تک effective ہو جائے گا؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! اس سسٹم کے جو manufacturers ہیں انہوں نے ہمیں یہ right نہیں دیا کہ ہم اس سافٹ ویئر کو اپ گریڈ کریں اس

لئے ہم اس کو اپ گریڈ نہیں کر سکتے۔ اس کا پیسا ہم نے نہیں دیا تھا یہ سارا امریکن فنانس تھا اس لئے اس کو ہم ناکارہ کریں دوسرے سسٹم پر already ہم کام کر رہے ہیں۔ Time limit تو ان کو میں نہیں دے سکتا ہوں Command and Control Centre ہمارا بن رہا ہے جس کو اگلے سال مارچ تک ہم کمیشن کر کے رکھ دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! مہربانی۔ اگلا سوال نمبر 2994 جناب احمد خان بھچر صاحب کا ہے۔ ان کی request آئی ہوئی تھی لہٰذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر صلاح الدین خان صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 3022 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ریسکیو 1122 میں گاڑیوں کی خریداری میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*3022: ڈاکٹر صلاح الدین خان: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2010 میں ڈاکٹر رضوان ڈی جی ریسکیو کی کرپشن کے متعلق فائل کو ٹھوس ثبوت ہوتے ہوئے بھی متعلقہ اتھارٹی نے no further action لکھ کر بند کر دیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ریسکیو 1122 کے لئے 112 ایمبولینس گاڑیاں خریدی گئیں جو سب سٹینڈرڈ پائی گئیں اور قومی خزانے کے 500 ملین روپے ڈبو دیئے گئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ پی اینڈ ڈی اور ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل نے مذکورہ بالا خریداری کا ذمہ دار ڈی جی کو ٹھہرانے کے باوجود ڈی جی کے خلاف کوئی اقدام نہیں کیا جا رہا، اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) یہ الزام سراسر غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ ریسکیو 1122 میں تمام معاملات قواعد و ضوابط کے مطابق کئے جاتے ہیں۔ ریسکیو 1122 کی کارکردگی اس کا منہ بولتا ثبوت ہے جس نے اب تک پنجاب میں 30 لاکھ سے زائد لوگوں کو بلاتفریق سات منٹ کا اوسط ٹائم برقرار رکھتے ہوئے ریسکیو کیا ہے۔ جو کہ اس کو ایک بین الاقوامی معیار کی ایمرجنسی سروس بناتی ہے۔

(ب) یہ الزام بھی غلط ہے۔ ریسکیو 1122 کی گاڑیوں کی خریداری PPRA رولز کے مطابق میرٹ پر کی گئی ہے اور مزید یہ کہ خریدی گئی تمام ایمبولینسز پنجاب کے مختلف اضلاع اور تحصیلوں میں تسلی بخش کام کر رہی ہیں۔ مزید یہ کہ ادارے نے مذکورہ فرم سے تمام 112 ایمبولینسوں کے معیار کو یقینی بنانے کے لئے ایک لاکھ کلو میٹر یا تین سال تک warranty بھی لی اور اس پورے عمل کی بدولت قومی خزانے کو تقریباً 32 کروڑ روپے کی بچت ہوئی۔

(ج) جہاں تک محکمہ پی اینڈ ڈی اور ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل کا مذکورہ بالا خریداری کے متعلق اعتراض ہے تو اس کے متعلق ادارے نے اوپر حصہ (ب) میں اس کا تفصیلاً جواب دے دیا ہے۔ تاہم یہاں یہ بات بھی واضح کرنا ضروری ہے کہ ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل کے ایڈوائزر کو ایک شخص نے ایک مخصوص فرم کو فائدہ پہنچانے اور open competition کو ختم کرنے کے لئے اپنے ذاتی مفاد کے لئے گمراہ کیا تھا جس پر ادارے کی طرف سے چیئرمین ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل کو بذریعہ چٹھی نمبر 12/345 مورخہ 24-10-2012 مطلع کیا گیا کہ 112 ایمبولینس گاڑیوں کی خریداری حکومت کی تشکیل کردہ سٹینڈنگ پرچیز کمیٹی جو کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ، فنانس ڈیپارٹمنٹ اور ریسکیو 1122 کے ممبران پر مشتمل تھی نے قواعد و ضوابط کے عین مطابق انتہائی شفاف طریقے سے open competition کے تحت سب سے کم بولی دہندہ فرم سے دستیاب بجٹ اور بھرپور کھلی مسابقت کے تحت عوامی مفاد میں خریداری کی جو کہ کسی فرد واحد کا فیصلہ نہ تھا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ سال 2010 میں ڈاکٹر رضوان ڈی جی ریسکیو کی کرپشن کے متعلق فائل کو ٹھوس ثبوت ہوتے ہوئے بھی متعلقہ اتھارٹی نے No Further Action لکھ کر بند کر دیا ہے؟ حیرت کی بات ہے کہ اس ایوان کو بھی غلط جواب دیئے جاتے ہیں اور غلط guide کیا جاتا ہے۔ یہ بالکل غلط information ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ایسی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب کو کہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: ہم پوچھتے ہیں آپ ان سے سوال کریں۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! اس مسئلے کو probe کر کے دیکھ لیں۔ اس کے جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ ریسکیو کے لئے 112 ایمبولینس گاڑیاں خریدی گئی تھیں جو substandard پائی گئیں اور قومی خزانے کے 500 ملین روپے ڈبو دیئے گئے۔ اس میں بھی favouritism نظر آ رہا ہے۔ محکمہ پی اینڈ ڈی اور Transparency International نے ڈی جی کو ذمہ دار ٹھہرایا لیکن اس کے باوجود اُس کے خلاف کوئی انکوائری نہیں کی گئی۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈی جی صاحب جو پچھلی حکومت میں بھی تھے اور اس حکومت میں بھی ہیں، کیا favouritism ہے کہ اس ڈی جی پر اتنے الزامات ہیں اور اتنی کرپشن ہونے کے باوجود اس کو ہٹایا نہیں جا رہا اور میرٹ پر اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جا رہی؟

جناب سپیکر: الزامات جب ثابت ہوں تو پھر ہی کچھ کر سکتے ہیں لیکن الزامات ثابت ہی نہیں ہیں۔ الزام تو کچھ بھی لگایا جا سکتا ہے۔ جی، منسٹر صاحب! آپ بتائیں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں اس کا جواب ڈاکٹر صاحب کو دے دیتا ہوں۔ ڈاکٹر رضوان صاحب جو اس وقت ریسکیو 1122 کے head ہیں۔ جب پی ایم ایل (ق) کی حکومت تھی تب وہ اس کو لائے تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک professional، اچھے کردار والا اور بڑا hard working افسر ہے۔ اس نے جو deliver کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ بہت کم اس قسم کے لوگ ہوں گے اور خاص طور پر اس نے غریب لوگوں کی بہت مدد کی ہے۔ جو لوگ accident کا شکار ہوتے ہیں مگر ان کی جیب بھی خالی ہوتی ہے اور اُن کو اٹھانے کے لئے کوئی facility بھی نہیں ہوتی تو اُس وقت یہ 1122 کی گاڑی سات منٹ میں اُدھر پہنچ جاتی ہے اور ان کو اٹھا کر ہسپتال پہنچاتی ہے۔ اس آدمی سے پوچھیں جس کو اس گاڑی نے facilitate کیا ہو۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میں اس ادارے کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ بڑا اچھا نیک کام کر رہے ہیں۔ دراصل allegations لگانے کی عادت بھی ہوتی ہے۔ یہ جو allegations ہیں ان پر باقاعدہ وزیراعلیٰ نے رپورٹ منگوائی تھی جس میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ جتنی بھی purchases ہوئی ہیں وہ PPRA rules کے through ہوئی ہیں اور PPRA rules کی ابھی تک کوئی violation نہیں ہوئی۔ اگر PPRA rules کی کوئی violation ہوتی ہے تو وہ بالکل سامنے آتی ہے۔ اس کو میڈیا والے آپ سے چھپاتے ہیں اور نہ کوئی اور اس کو آپ سے چھپاتا ہے کیونکہ یہ سکرین پر

آ جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جو بہت اچھا چل رہا ہے اور اس ادارے کو بجائے ہم criticize کریں اور اس پر انگلیاں اٹھائیں، ہم نے اس کو تھپکی دینی ہے کہ:

Well-done, you are doing good job and you continue to do the good job.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ شاد باغ کے علاقہ میں جو واقعہ ہوا ہے اس حوالے سے منسٹر صاحب تھوڑا brief کر دیں کہ وہاں پر ریسکیو 1122 کی performance کیا رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، اس کی انکوائری ہو رہی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! وہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب گئے ہوئے تھے انہوں نے اس پر کمیٹی تشکیل دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ matter زیر انکوائری ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! منسٹر صاحب اس کا جواب دے دیں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! جہاں تک ریسکیو 1122 کا سوال ہے تو ان کی گاڑیاں پہنچ گئی تھیں اور ڈسٹرکٹ کے فائر بریگیڈ کی گاڑیوں کے حوالے سے problem آئی ہے۔ اس پر already انکوائری ہو رہی ہے تو دس دن کے اندر رپورٹ آ جائے گی۔

جناب سپیکر: جب رپورٹ آئے گی تو وہ پیش کر دیں گے۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! اگر یہ سوال کریں گے تو اُس انکوائری رپورٹ کو انشاء اللہ تعالیٰ ایوان میں discuss کیا جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ایک چھوٹا سا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ دوسرے لوگوں کے بھی سوال ہیں۔ اگلا سوال نمبر 285 حاجی جاوید اختر انصاری صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 1146 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی سالانہ پراگریس رپورٹس

*1146: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا چیف ایگزیکٹو ہوتا ہے نیز ڈائریکٹر جنرل کو تعینات کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی سالانہ پراگریس رپورٹ تیار کرتا ہے؟

(ج) اس وقت ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر کون تعینات ہے اور ان کا تجربہ کیا ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو بیورو کے قیام سے اب تک جتنی پراگریس رپورٹیں پیش کی گئی ہیں، ان کی کاپیاں فراہم کی جائیں؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا چیف ایگزیکٹو ہوتا ہے اور ڈائریکٹر جنرل کی تعیناتی کا طریق کار مجوزہ سروس رولز 2010 کے مطابق کیا جاتا ہے جس کی مجاز اتھارٹی وزیر اعلیٰ پنجاب ہوتے ہیں۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی سالانہ پراگریس رپورٹ تیار کرتا ہے۔

(ج) اس وقت ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر محمد یثرب صاحب تعینات ہیں جو کہ بنیادی سکیل نمبر 19 میں صوبائی سول سروس کے آفیسر ہیں۔

(د) بیورو کے قیام سے اب تک جتنی پراگریس رپورٹس پیش کی گئی ہیں ان کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر کے بارے میں سوال ہے۔ میں نے جز(د) میں یہ پوچھا تھا کہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے قیام سے اب تک جتنی progress reports ہیں وہ دی جائیں۔

جناب سپیکر: ان کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: اس سوال کا جواب جز(د) میں یہ آیا ہے کہ بیورو کے قیام سے اب تک جتنی progress reports پیش کی گئی ہیں ان کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ مجھے ایوان کی میز سے جو کاپی ملی ہے اس کے اندر کوئی رپورٹ شامل نہیں ہے۔ اب آپ خود فیصلہ کریں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! کل میں نے صبا صادق صاحبہ سے بات کی تھی کہ آپ کے محکمے کی رپورٹیں 2010 کی ہیں 2007-08 اور 2009 کی ہیں اور یہ بھی کہا کہ آپ کی رپورٹ 2013-14 کی نہیں ہے اس کی مجھے ذرا وجوہات بتائیں تو انہوں نے کہا کہ already under publication ہے جو آج کل publish ہو جائے گی۔ اگر یہ سوال آپ pending کر لیں تو اگلے سیشن میں جب سوال آئے گا تو اس کا detailed جواب along with the reports دے دیا جائے گا کہ اس کی performance کیا ہے؟ اگر یہ چاہتی ہیں تو اس کو ہم pending کروا لیتے ہیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں معزز وزیر کی بات مان لیتی ہوں لیکن 2013 سے اب تک ہم نے progress report تیار ہی نہیں کی جبکہ 2015 کے middle میں ہم جا رہے ہیں۔ دو سوا دو سال گزرنے کے بعد بھی پرانی progress reports پیش نہیں ہو سکیں۔ میں نے کہا تھا کہ اب تک جتنی progress reports پیش کی گئی ہیں ان کی تفصیل دی جائے حالانکہ 2013 کا ذکر کہیں نہیں ہے۔ جو پرانی reports ہیں اگر وہی محکمے کے پاس ہوتیں تو وہی پیش کر دی جاتیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ منسٹر صاحب کی بات سن لیں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! اس حوالے سے جب میں نے محکمے سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ لوگوں نے ابھی تک report publish نہیں کی؟ انہوں نے کہا کہ اس period میں ہماری executive/head کافی change ہو گئی ہیں اس لئے یہ رپورٹ ٹائم پر publish نہیں ہو سکی۔ میں نے already صاحبہ صادق صاحبہ کو بتا دیا ہے اور اس نے یہ request کی ہے لہٰذا اگر اگلے سیشن میں یہ رپورٹ آ جائے گی تو I think the House will benefit from it بجائے کہ ابھی ہم اس کو discuss کریں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! آپ اس کا فیصلہ خود ہی فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا یہ سوال منسٹر صاحب کی request پر pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب assurance دیتے ہیں کہ اگلے سیشن میں رپورٹ آ جائے گی then I am satisfied

جناب سپیکر: جی، پہلے رپورٹ یہاں ہی آئے گی۔ محترمہ! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! وہ رپورٹ ایوان میں ہی lay ہو گی؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! ضرور ہو گی۔

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 1147 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے تحت چلنے والے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1147: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے زیر انتظام کہاں کہاں پر ادارے موجود ہیں، ان اداروں کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) بیورو نے جو ادارے بنائے ہوئے ہیں ان کے لئے زمین خریدی گئی، مخیر حضرات نے امداد کے طور پر دی یا حکومت نے فراہم کی ہے، علیحدہ علیحدہ ادارے کے مطابق تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بیورو کے لئے اندرون ملک اور بیرون ملک سے مالی امداد ملتی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو محکمہ کے آغاز سے اب تک کتنی مالی امداد ملی ہے؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے زیر انتظام لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد، ملتان، راولپنڈی، سیالکوٹ اور ڈیرہ غازی خان میں ادارے موجود ہیں۔ ضلع رحیم یار خان میں بلڈنگ کی تعمیر جاری ہے جبکہ بہاولپور اور ساہیوال میں بیورو کو سرکاری زمین الاٹ کی جا چکی ہے۔

i. لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا ادارہ انگوری باغ سکیم شالا مار لنک روڈ پر واقع ہے۔

ii. گوجرانوالہ میں چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا ادارہ اولڈ کینال ریسٹ ہاؤس روڈ پر واقع ہے۔

iii. سیالکوٹ حسن پورہ میانہ پورہ مشرقی capital روڈ واقع ہے۔

iv. فیصل آباد، چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو P–AA ویلی رضا ٹاؤن نزد پل نہر 204/RB واقع ہے۔

v. ملتان چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو A–12/444 سورج میانی روڈ نزد چونگی نمبر 1 واقع ہے۔

iv. راولپنڈی چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کوٹھاں کلاں سردار سٹریٹ ایوب پارک نزد اٹک آئل ریفائنری واقع ہے۔

iiv. ڈیرہ غازی خان چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو چورہٹہ ملتان روڈ نزد بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن واقع ہے۔

(ب) بیورو نے جو ادارے بنائے ہیں ان کے لئے زمین حکومت نے فراہم کی ہے جبکہ کچھ ادارے کرائے کی بلڈنگ میں قائم ہیں تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ میں زمین حکومت نے فراہم کی ہے جبکہ راولپنڈی، ملتان، فیصل آباد، ڈیرہ غازی خان کرائے کی بلڈنگ پر دفاتر قائم ہیں۔

(ج) چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو سرکاری ادارہ ہے جو کہ حکومت کی فراہم کردہ گرانٹ سے چلتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا جز (ج) میں سوال تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ بیورو کو اندرون ملک اور بیرون ملک سے مالی امداد ملتی ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو کتنی امداد اب تک ملی ہے" انہوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ "چائلڈ پروٹیکشن بیورو سرکاری ادارہ ہے جو کہ حکومت کی فراہم کردہ گرانٹ سے چلتا ہے۔" یہی سوال کچھ سال پہلے بھی آیا تھا جس کی کاپی میرے پاس بھی موجود ہے بلکہ ہماری book میں publish ہو چکی ہے کہ UAE سمیت UNO سے بھی یہ ادارہ گرانٹ لے چکا ہوا ہے۔ جواب میں یہ کہہ رہے ہیں کہ حکومت اس کو گرانٹ دے رہی ہے لیکن گرانٹ کی مد میں جتنی رقم ادارے کے قیام سے اب تک دی جا چکی ہے اس کا ذکر کہیں نہیں ہے۔ بات پھر وہیں progress report کے اوپر آ جائے گی کیونکہ ان کے پاس کوئی data یا ریکارڈ ہی نہیں ہے۔ اس ایوان کے اندر میں آپ کو وہ کتاب دکھا سکتی ہوں جس میں انہوں نے خود یہاں یہ کہا ہے کہ ہمیں فلاں فلاں ملکوں سے امداد آتی ہے اور کتنی امداد ہمیں آئی ہے۔ اگر وہ بھی نہیں ہے تو پھر یہ جواب غلط ہے۔
and I am not satisfied

جناب سپیکر: آپ ان کا جواب سنیں پھر آپ ضمنی سوال کر لیجئے گا۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ ادارہ میں نے personally visit کیا ہے اور کافی دیر تک وہاں میں رہا۔ جہاں تک ادارے کا تعلق ہے تو وہاں پر بہت اچھا کام ہو رہا ہے۔ وہاں پر ماشاء اللہ کافی بچے تھے جو کہ یتیم اور دوسرے بھی تھے۔ جہاں تک finances کا تعلق ہے تو اس کو finance کرنا صرف پنجاب حکومت کا right ہے اور جہاں تک گرانٹ کا تعلق ہے تو اسمبلی کے ممبران ہیں، باہر کی organizations ہیں یا United Nations ہیں you are welcome باقی یہ گرانٹ ہے but not a grant in cash آپ اُن کو رضائیاں دے سکتے ہیں، mattress دے سکتے ہیں، چارپائیاں دے سکتے ہیں یا فرنیچر وغیرہ دے سکتے ہیں۔ میں خود بھی وہاں گیا تھا تو میں نے انہیں کہا کہ میں آپ کو کچھ عطیہ دینا چاہتا ہوں تو انہوں نے کہا کہ آپ نہیں دے سکتے۔ اگر آپ kind میں دینا چاہتے ہیں تو ہم اسے بالکل accept کرتے ہیں۔ کوئی organization جو کچھ بھی kind کی صورت میں دینا چاہے welcome وہ دے سکتی ہیں۔ جو کچھ چیزیں ان کے پاس آتی ہیں انہیں وہ درج کرتے ہیں۔ جو سامان ان کے پاس آتا ہے باقاعدہ اُن کے پاس

رجسٹر ہیں جن میں ساری entry ہو رہی ہے اور پورا ریکارڈ وہاں پر maintain ہے۔ گرانٹ جتنی بھی ہے وہ in kind ہے but not in cash

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں یہی پوچھنا چاہ رہی تھی اور سوال بھی یہی کیا ہے کہ کتنی گرانٹ مل چکی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! جب انہوں نے بتادیا ہے تو اب کیا مسئلہ رہ گیا ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! اس کا جواب نہیں آیا۔ انہوں نے گرانٹ کا نہیں بتایا کہ کتنی مل چکی ہے؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): میں ابھی بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! سب گورنمنٹ کی ہے۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! اگر مجھے کوئی تنظیم یا کوئی معزز ممبر وہاں کے لئے کوئی سامان دیتا ہے تو کیا میں ان سے پوچھوں گا کہ یہ کتنے پیسوں کا سامان آرہا ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! یہ چیزیں noted ہوتی ہیں۔ میں آپ کو اس وقت on record کہہ رہی ہوں اور ایوان کے اندر جو بھی بات ہوتی ہے وہ مفروضے پر مبنی نہیں ہوتی۔ اگر آپ مجھے پانچ سے دس منٹ دے دیں تو میں آپ کو debates لاکر دکھاتی ہوں کہ انہوں نے یہاں گرانٹ کا دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو ساتھ لے آنا چاہئے تھا۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! لیکن اب بھی اس کا صحیح جواب نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کو محترمہ لاکر دکھادیں گی تو پھر آپ نے اس پر ایکشن لینا ہے۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 1206 جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1601 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: تھانہ شالامار کی اپنی عمارت بنانے کا معاملہ

*1601: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ شالامار لاہور کی اپنی عمارت نہ ہے۔یہ تھانہ کرائے کی بلڈنگ میں کام کر رہا ہے جو بہت پرانی ہے؟

(ب) کیا حکومت اس تھانہ کی اپنی بلڈنگ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) یہ درست ہے کہ تھانہ شالامار کی اپنی کوئی سرکاری بلڈنگ نہ ہے جس بناء پر یہ تھانہ کرایہ کی بلڈنگ میں کام کر رہا ہے جو پرانی ہے۔

(ب) تحریر ہے کہ تھانہ شالامار کے لئے سی ایم ڈائریکٹو نمبری PSO/CMS/01-09/2008 جس میں زمین کی ٹرانسفر کے لئے سیکرٹری آثار قدیمہ کو لیٹر تحریر کیا گیا ہے۔

سیکشن ہوم ڈیپارٹمنٹ کے لیٹر نمبری HP-II/3-6/2013 مورخہ 13-02-26 جس میں ریونیو بورڈ کی رپورٹ کی بابت تین کنال دس مرلے نزد رنگ روڈ لاہور جو کہ تھانہ شالامار کے لئے تجویز دی گئی ہے جس میں ایڈیشنل کلکٹر لاہور کی رپورٹ کے مطابق زمین اوقاف ڈیپارٹمنٹ کی ملکیت ہے اس سلسلے میں ان سے این او سی کے متعلق پوچھا گیا ہے جس پر ڈپٹی ڈائریکٹر اوقاف نے تحریری جواب دیا ہے کہ وقف شدہ رقبہ اللہ کی طرف سے عطیہ ہے۔چیف منتظم اعلیٰ کی حیثیت بطور متولی مینجر اور سپرنٹنڈنٹ کے مطابق ہو گی۔چیف منتظم اعلیٰ بطور امانت دار ہوتا ہے۔وقف قانون کے مطابق وقف اراضی / رقبہ کسی کے نام پر منتقل نہیں ہو سکتی اراضی / رقبہ ہمیشہ وقف رہے گا۔

مزید برآں اس سلسلہ میں سمری کے لئے بحوالہ نمبری Dev/390, مورخہ 15-02-04 انسپکٹر جنرل آف پولیس پنجاب (AIG/Development) کو لیٹر لکھا ہوا ہے اور DIG/Ops کو بحوالہ نمبری Dev/92-391 مورخہ 15-02-04 شالامار تھانہ کے لئے متبادل جگہ تلاش کرنے کے لئے لکھا گیا ہے۔کاپی متعلقہ کاغذات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! چونکہ میرے پچھلے سوال سے related تھا جس کا وزیر موصوف نے تفصیلاً جواب دے دیا تھا اس لئے میں اس سے مطمئن ہوں۔ مہربانی

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 1678 حاجی جاوید اختر انصاری صاحب۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 1680 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: ٹریفک پولیس کے لئے بجٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*1680: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی آئی جی اور ایس پی آفیسرز ٹریفک لاہور کے لئے 12-2011 میں کتنا بجٹ فراہم کیا گیا، مدوار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) اس میں سے کتنا ترقیاتی اور کتنا غیر ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوا؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران لاہور ٹریفک پولیس کو چالانوں و دیگر ذرائع سے کتنی آمدن ہوئی، آگاہ کریں؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) سٹی ٹریفک پولیس لاہور کو مالی سال 12-2011 میں کل 1538.9943 ملین روپے بجٹ فراہم کیا گیا مدوار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام بجٹ غیر ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوا۔

(ج) سٹی ٹریفک پولیس لاہور کو مذکورہ عرصہ کے دوران چالانوں و دیگر ذرائع سے کل 1313.701 ملین آمدن حاصل ہوئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو ٹریفک چالان کئے ہیں تو کیا انہیں کوئی ٹارگٹ دیا جاتا ہے کہ ایک سال میں اتنے چالان کئے جائیں گے اس کے لئے انہوں نے یہ limit touch کرنی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ کافی افواہ ہے کہ شاید حکومت یا پولیس ٹریفک ڈیپارٹمنٹ انہیں ٹارگٹ دیتی ہے کہ انہوں نے اتنا پیسا collect کرنا ہے لیکن اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہ ہر سال fluctuate ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جو ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہے اسے چالان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ ہر مہینے fluctuate ہوتا ہے اس لئے اس میں کوئی صداقت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 1917 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور: پولیس مقابلوں کی تفصیلات

*1917: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2013 سے آج تک ضلع لاہور کی حدود میں کتنے پولیس مقابلے کس کس تھانہ کی حدود میں ہوئے؟

(ب) ان پولیس مقابلوں میں کن کن پولیس ملازمین نے حصہ لیا ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) ان مقابلوں میں کتنے ملزمان مارے گئے، کتنے زخمی ہوئے اور کتنے فرار ہوئے؟

(د) کیا ان پولیس مقابلوں کی اصلی یا نقلی ہونے کی انکوائری کروائی گئی اگر ہاں تو کتنے مقابلے نقلی ثابت ہوئے؟

(ہ) کس کس پولیس مقابلہ کی انکوائری ابھی زیر کارروائی ہے اور یہ کب تک مکمل ہو گی؟

(و) نقلی پولیس مقابلہ پر کن کن پولیس ملازمین کے خلاف کیا کیا ایکشن لیا گیا؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) یکم جنوری 2013 سے 16-10-14 تک کل 71 پولیس مقابلے ہوئے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جن پولیس ملازمین نے پولیس مقابلوں میں حصہ لیا ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ تھانہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) مقدمہ نمبر 209 مورخہ 15-03-14 بجرم 13-20-65/186/353/324 تھانہ ٹاؤن شپ بابت پولیس مقابلہ درج رجسٹر ہوا۔ عدالت عالیہ کے حکم پر مقدمہ نمبر 459 مورخہ 09-06-14 بجرم 302/365 تھانہ ٹاؤن شپ لاہور برخلاف پولیس ملازمین SI دلیس محمد، ASI رزاق، ہیڈ کانسٹیبل سیف اللہ، کانسٹیبلان محمد جمیل، تنویر عنایت، صادق، شمیر اختر، اختر علی، اللہ یار درج رجسٹر ہوا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرا ایک ہی ضمنی سوال ہے کہ اس کے جز (و) میں بتایا گیا ہے کہ ایک مقابلہ جعلی ثابت ہوا تھا جس پر پرچہ دیا گیا تو اس پرچے کی آج تک کی کیا update ہے کیونکہ اس کو تقریباً ایک سال ہو گیا ہے تو ان میں کون کون چالان ہوئے ہیں اور اس کا کیا نتیجہ نکلا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! جوڈیشل انکوائریوں میں سے تین جوڈیشل انکوائریوں کا فیصلہ پولیس ملازمین کے خلاف ہوا جس کی بابت ایک مقدمہ نمبر 737/14 بجرم 302 ت پ تھانہ ڈیفنس اے، دو مقدمہ نمبر 459/14 بجرم 302,365 ت پ تھانہ ٹاؤن شپ بر خلاف پولیس ملازمین درج ہوا ہے۔ ناموں کی تفصیل annexure A پر لگی ہوئی ہے، سیریل نمبر 13 کالم 4 اور کالم نمبر 6 پر درج ہے۔ ایک مقدمہ کے متعلق پولیس افسران کی جانب سے لاہور ہائی کورٹ، اگر یہ 302 کا مقدمہ آ گیا ہے تو according to this Esta Code, as far as the Police is concerned, he is out of Police.

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 1919 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں ہونے والے پولیس مقابلوں کی تفصیلات

*1919: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2013 سے آج تک صوبہ میں کتنے پولیس مقابلہ ہوئے کہاں کہاں ہوئے ہیں، تھانہ اور ضلع کے نام سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) ان مقابلہ جات میں کتنے ملزمان پولیس مقابلہ میں مارے گئے، کتنے زخمی ہوئے اور کتنے فرار ہوئے؟

(ج) کیا ان پولیس مقابلوں کی اصلی یا نقلی ہونے کی انکوائری کروائی گئی اگر ہاں تو کتنے مقابلے نقلی ثابت ہوئے؟

(د) کس کس پولیس مقابلہ کی انکوائری ابھی زیر کارروائی ہے اور یہ کب تک مکمل ہو گی؟

(ہ) نقلی پولیس مقابلہ پر کن کن پولیس ملازمین کے خلاف کیا کیا ایکشن لیا گیا؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) یکم جنوری 2013 سے آج تک کل 443 پولیس مقابلے ہوئے ہیں جن کی تھانہ اور ضلع کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یکم جنوری 2013 سے آج تک پولیس مقابلوں میں 454 ملزمان مارے گئے اور 84 ملزمان زخمی ہوئے جبکہ 687 ملزمان دوران مقابلہ فرار ہوئے۔

(ج) تمام پولیس مقابلوں کی انکوائری کرائی گئی جن میں سے ایک پولیس مقابلہ جعلی ثابت ہوا۔

(د) 87 پولیس مقابلوں کی جوڈیشل انکوائری زیر کارروائی ہے جو کہ جلد پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے گی۔

(ہ) ایک پولیس مقابلہ جعلی قرار پایا ہے جبکہ مقدمہ نمبر172 مورخہ 14-06-14 بجرم 149/148/324/302ت پ تھانہ میانہ گوندل نقلی پولیس مقابلہ میں ملوث ملزمان کے خلاف درج ہوا۔ محکمانہ ایکشن لیتے ہوئے نامزد پولیس ملازمین کو معطل کر دیا اور ان کے خلاف ریگولر انکوائری بحکم آرپی او صاحب، اے ڈی آئی جی صاحب گوجرانوالہ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں اس کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سوال نمبر2126 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے جناب احمد شاہ کھگہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب پولیس میں ہائی وے پٹرولنگ کے شعبہ کی تفصیلات

*2126: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب پولیس میں ہائی وے پٹرولنگ کا شعبہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہائی وے پٹرولنگ پولیس کا شعبہ چوری اور ڈکیتی کے ملزمان کی سرکوبی اور گرفتاری میں اہم کردار ادا کر رہا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گزشتہ سالوں میں اس شعبے کا بجٹ کم کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے پٹرولنگ کے کام پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت پنجاب ہائی وے پٹرولنگ کی اچھی کارکردگی کے پیش نظر اس شعبہ کو مطلوبہ فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ پنجاب پولیس میں پنجاب ہائی وے پٹرول کا شعبہ موجود ہے اور فعال یونٹ کے طور پر کام کر رہا ہے۔

(ب) جن شاہراہوں پر پٹرولنگ پولیس تعینات ہے وہاں یقینی طور پر جرائم میں خاطر خواہ کمی ہوئی ہے۔

پٹرولنگ پولیس کے قیام سے لے کر اب تک پنجاب ہائی وے پٹرولنگ پولیس نے:

i. مختلف شاہراؤں پر سنگین جرائم کی 362 وارداتیں ناکام بنائی ہیں اور مختلف دفعات کے تحت 26962 مقدمات درج کرواکر 28940 ملزمان کو گرفتار کیا ہے جن میں سے 730 اشتہاری ملزم اور عدالتی مفرور بھی شامل ہیں۔

ii. 133 کلاشنکوف، 908 رائفل، 1090 بندوق/کاربین، 4212 پسٹل/ریوالور برآمد کئے۔

iii. 1187692 افراد کو دوران سفر شاہراؤں پر مختلف قسم کی ہیلپ/سروس فراہم کی گئی ہیں۔

iv. 2944 گم شدہ بچے بازیاب کرواکر ان کے والدین کے حوالے کئے گئے۔

v. 104494 مستقل و عارضی ناجائز تجاوزات متعلقہ محکمہ کے توسط سے ختم کروائی گئیں۔

iv. 17182 حادثات میں 42531 زخمیوں کو طبی امداد فراہم کی گئی۔

(ج) پنجاب ہائی وے پٹرول کے بجٹ میں گزشتہ سالوں میں کمی نہ کی گئی ہے اور سال 14-2013 میں بحوالہ آئی جی پنجاب لیٹرز نمبر FI/7553 مورخہ 14-05-23 اور FI/9071 مورخہ 14-06-06 تمام مطلوبہ فنڈز پنجاب ہائی وے پٹرول کو مہیا کئے گئے ہیں۔

(د) پنجاب ہائی وے پٹرول کو مناسب سالانہ بجٹ دیا جارہا ہے جو کہ اس شعبہ کی کارکردگی کے لئے مناسب ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! جز(ب) کے اندر لکھا ہوا ہے کہ کیا حکومت پنجاب اچھی کارکردگی میں اس شعبے کو مطلوبہ فنڈز کی فراہمی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان کریں؟ اس کے جواب میں لکھا ہے کہ بحوالہ لیٹر نمبر فنڈز ہائی وے پٹرول کو مہیا کردیئے ہیں میرا سوال تو تھا کہ فنڈز جو کم کئے گئے ہیں اس کی کیا وجوہات ہیں؟ انہوں نے کہا ہے کہ "مہیا کردیئے گئے ہیں" جبکہ سوال یہ تھا کہ کیا فنڈز actually کم ہوئے ہیں اور اگر ہوئے ہیں تو کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ بالکل ٹھیک ہے اور وزیراعلیٰ کی ایک پالیسی ہے "گڈ پرفارمنس" جہاں پر ہوگی وہاں پر ہم بالکل ان کو ایوارڈ دیتے ہیں، ان کو reward ہوتا ہے جس طرح ابھی پچھلے تین چار دن پہلے سہالہ سکول میں وزیراعلیٰ گئے تو وہاں پر انہوں نے انسٹرکٹرز کی اچھی کارکردگی پر انہیں 25 لاکھ روپے کا انعام دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ نارمل اپنا بجٹ

بناتے ہیں،انہیں جو سالانہ بجٹ ہوتا ہے وہ مل جاتا ہے لیکن جو individual اچھا کام کرے گا اور جو ٹیم اچھا کام کرے گی انہیں certainly reward دیا جاتا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ فنڈز جو کم کئے گئے ہیں تو کیوں کم کئے گئے ہیں اس کا جواب دیں لیکن انہوں نے انفرادی کارکردگی پر تو بتا دیا، ٹھیک ہے لیکن میرا سوال تو وہیں کا وہیں ہے کہ فنڈز کم کیوں کئے گئے ہیں اور مناسب کی کیا definition ہے اور کارکردگی کے بعد basically کم کیوں کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! شاید میں یہاں پر آپ کو یہ نہ بتا سکوں کہ میرے پاس وہ figures نہیں ہیں لیکن normally یہ ڈیپارٹمنٹ اپنا بجٹ بناتا ہے تو ہر ڈیپارٹمنٹ یہ تھوڑا سا over inflated بجٹ بناتا ہے لیکن جب وہ پراسیس سے گزرتا ہوا پی اینڈ ڈی میں پہنچتا ہے اور بجٹ میں آتا ہے تو اس میں کافی کٹوتی ہو جاتی ہے naturally because ہر ڈیپارٹمنٹ کو cater کرنا ہوگا تو اگر کہیں پر کٹوتی ہوئی ہے تو اس کی وجہ سے ہوئی ہوگی۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ملتان: پی پی۔195 کے تھانہ جات میں چوری و ڈکیتی کی ایف آئی آر ز کا اندراج و دیگر تفصیلات

*281: حاجی جاوید اختر انصاری: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔195 ملتان کے تھانہ جات میں 2012 سے اب تک چوری، ڈکیتی کی کتنی ایف آئی آرز کا اندراج ہوا؟

(ب) ان میں سے کتنی ایف آئی آرز پر کارروائی کرتے ہوئے چوری و ڈکیتی کے سامان کی برآمدگی ہوئی اور کتنے مالکان کو چوری و ڈکیتی کی اشیاء برآمد کر کے دی گئیں، ان کے نام و پتاجات سے آگاہ کریں؟

(ج) کتنی ایف آئی آرز ایسی ہیں جن پر ابھی تک کوئی پیشرفت نہ کی گئی ہے، اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ضلع ملتان کے حلقہ پی پی۔195 کے تھانہ جات میں سال 2012 سے اب تک 442 مقدمات چوری کے اور دس مقدمات ڈکیتی کے درج رجسٹر ہوئے۔

(ب) ضلع ملتان کے حلقہ پی پی۔195 کے تھانہ جات میں سال 2012 سے اب تک چوری کے مقدمات میں تقریباً۔/18860900 روپے مالیت کی نقدی / سامان برآمد ہوا ہے جبکہ ڈکیتی کے مقدمات میں تقریباً۔/6423900 روپے مالیت کی نقدی / سامان برآمد ہوا جن کو اصل مالکان کے حوالے کر دیا گیا ہے۔

(ج) چوری کے 442 مقدمات میں سے 192 مقدمات ٹریس کر لئے گئے جبکہ ڈکیتی کے دس مقدمات میں سے سات ٹریس ہو چکے ہیں بقیہ مقدمات کو ٹریس کرنے کے لئے ضلع ملتان پولیس اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے دن رات کوشاں ہے۔

ضلع ملتان: پولیس افسران کی تعیناتی و دیگر تفصیلات

*283: حاجی جاوید اختر انصاری: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں کتنے ایس ایس پی اور ڈی ایس پی کہاں کہاں تعینات ہیں اور کب سے، ان کے ناموں سے بھی آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ بالا افسران کی تعیناتی کے دوران جرائم کی شرح میں کمی لانے کے لئے کون کون سے اقدامات اٹھائے گئے اور کیا ان اقدامات سے جرائم کی شرح میں کمی واقع ہوئی، اگر ہوئی تو کتنے فیصد؟

(ج) ان پولیس افسران نے 2012 کے دوران کتنے تھانہ جات کے surprise visit کئے اور اس دوران کتنے ایسے لوگ تھے جو تھانوں میں بغیر ایف آئی آرز کے پکڑے ہوئے پائے گئے یا تھانوں میں بند تھے، تھانہ وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ضلع ملتان دو ایس ایس پی، تین ایس پی اور چودہ ڈی ایس پی تعینات ہیں۔ ان کے نام اور تعیناتی کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جرائم کی شرح میں کمی لانے کے لئے پٹرولنگ اور بیٹ گشت کے نظام کو مؤثر بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایس ایچ اوز کو ناکہ بندی پوائنٹ پر الرٹ اور تجارتی مراکز پر چوکیداروں کی چیکنگ اور الرٹ رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

(ج) سال 2012 میں تھانہ جات میں 126 سرپرائز visit کئے گئے ہیں اور اس دوران کسی شخص کو غیر قانونی طور پر تھانہ میں بند نہ پایا گیا ہے۔

ملتان: گاڑی چوری / راہزنی کی وارداتوں کی تفصیلات

*284: حاجی جاوید اختر انصاری: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔195 ملتان کے تھانہ جات میں 2012 کے دوران گاڑیوں کی چوری و راہزنی کی وارداتوں کے کتنے مقدمات کا اندراج ہوا؟

(ب) ان میں سے چوری / راہزنی کی کتنی وارداتوں کی برآمدگی ہوئی، کتنی گاڑیاں برآمد ہوئیں اور کتنی گاڑیاں ان کے مالکان کے سپرد کی گئیں؟

(ج) مذکورہ وارداتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے متعلقہ تھانہ جات کے انچارج صاحبان نے کیا کیا اقدامات اٹھائے اور ان اقدامات کے کیا نتائج سامنے آئے؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ضلع ملتان کے حلقہ پی پی۔195 کے تھانہ جات میں سال2012 کے دوران گاڑیوں کی چوری کے 211 مقدمات اور راہزنی کے دس مقدمات درج رجسٹر ہوئے۔

(ب) ضلع ملتان کے حلقہ پی پی۔195 کے تھانہ جات میں سال2012 کے دوران 131 گاڑیاں اور دیگر وہیکلز برآمد ہوئیں اور ان تمام کو ان کے اصل مالکان کے سپرد کر دیا گیا۔

(ج) چوری / راہزنی کی وارداتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے ایس ایچ او صاحبان نے ناکہ بندی اور گشت کے نظام کو مؤثر کیا ہے۔ دیہاتی علاقہ جات میں ناکہ بندی اور گشت کے علاوہ ٹھیکری پہرہ بھی لگایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بیٹ افسران کو اپنی بیٹ سے متعلق تمام معلومات رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ ان اقدامات سے جرائم کی شرح میں کمی آئی ہے۔

ضلع ملتان: تھانہ جات میں تعینات ایس ایچ اوز کی تعلیم کی تفصیلات

*285: حاجی جاوید اختر انصاری: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا ضلع ملتان کے تھانہ جات میں ایس ایچ اوز کی تعیناتی میرٹ پر ہوئی ان کی تعیناتی کے لئے کیا criterion بنایا گیا تھا اس سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) ان میں سے کتنے ایسے ایس ایچ اوز ہیں جو گریجویٹ ہیں۔ کتنے انڈر میٹرک اور میٹرک ہیں؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ضلع ملتان میں تعینات تمام ایس ایچ اوز کو خالصتاً میرٹ پر تعینات کیا گیا ہے۔ بوقت تعیناتی درج ذیل امور کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

1. پولیس افسران کا تفصیلی انٹرویو لیا جاتا ہے۔
2. سابقہ کارکردگی کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔
3. پولیس ورکنگ کے متعلق علم کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔
4. جرائم کے کنٹرول کرنے کی صلاحیت کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔

(ب) ضلع ملتان میں تعینات ایس ایچ اوز میں سے آٹھ ایم اے، آٹھ بی اے، تین ایف اے، نو میٹرک اور تین انڈر میٹرک ہیں۔

شیخوپورہ: انٹی کار لفٹنگ کا قیام ودیگر تفصیلات

*1206: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شیخوپورہ میں انٹی کار لفٹنگ کا شعبہ کب وجود میں آیا؟

(ب) شیخوپورہ میں انٹی کار لفٹنگ کا کل سٹاف کتنا ہے؟

(ج) شیخوپورہ میں انٹی کار لفٹنگ نے 2010 سے آج تک کتنی گاڑیاں برآمد کی، گاڑیوں کے ماڈل اور برآمد گی جگہ اور تاریخ سے آگاہ کریں؟

(د) مذکورہ شعبہ نے مالکان کو گاڑیاں کن شرائط پر واپس کیں اور 2010 سے آج تک مالکان کو جو گاڑیاں واپس کی گئیں، ان کے ماڈل اور مالکان کے نام وپتاجات سے آگاہ کریں؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں انچارج آرگنائزڈ کرائم سیل کی زیر نگرانی انٹی کار لفٹنگ کا شعبہ باقاعدہ 2011 میں قائم کیا گیا۔

(ب) ضلع شیخوزہ میں درج ذیل انٹی کار لفٹنگ سٹاف ہے۔

1۔	نوید سکندر SI	2۔	محمد امین ASI
3۔	الطاف حسین C/534	4۔	شوکت علی C/127
5۔	امجد علی C/988	6۔	اکبر علی C/214

(ج) انٹی کار لفٹنگ سٹاف ضلع شیخوپورہ نے سال 2010 سے لے کر اب تک جتنی گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں برآمد ہوئیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔

(د) انٹی کار لفٹنگ سٹاف ضلع شیخوپورہ نے سال 2010 سے لے کر اب تک کل 140 مختلف قسم کی گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں برآمد کی ہیں جن میں سے 116 کے مالکان نے عدالت سے سپرداری حاصل کی جس پر بعد از تصدیق کاغذات گاڑیاں اصل مالکان کے حوالے اس شرط پر کی گئی کہ عدالت طلب کرنے پر وہ بروقت پیش کریں گے۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجرانوالہ: تھانہ اروپ کی حدود میں منشیات کے کاروبار کی تفصیلات

*1678: حاجی جاوید اختر انصاری: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع نظام پورہ کے محلہ مہربان ٹاؤن تھانہ اروپ ضلع گوجرانوالہ کے مقام پر عرصہ دراز سے منشیات کا کاروبار عروج پر ہے جس سے نوجوان نسل تباہ ہو رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ علاقے کی عوام نے متعدد بار ارباب اختیار کو اس تمام صورتحال سے آگاہ کیا مگر کوئی کارروائی نہ کی گئی؟

(ج) کیا حکومت پنجاب مذکورہ بالا مسئلہ کے حل کے لئے کوئی مثبت اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) منشیات فروشی کے خلاف تھانہ اروپ پولیس نے بھرپور ایکشن لیا ہے مورخہ 13۔01۔01 سے آج تک کل 381 مقدمات برخلاف اشخاص منشیات فروش و نوش درج کئے گئے ہیں اور گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوائے ہیں مقدمات زیر سماعت عدالت ہیں پولیس نے نہ صرف نظام پورہ بلکہ پورے علاقہ تھانہ اروپ میں منشیات کی لعنت کے خلاف کریک ڈاؤن کر رکھا ہے۔

افسران بالا کے احکامات متعلق انسداد منشیات بھی تواتر سے موصول ہوتے رہتے ہیں جن پر بھی پولیس تھانہ اروپ نے سختی سے عمل کیا ہے اور انسداد منشیات کے لئے بھرپور قانونی کارروائی کرتے ہوئے منشیات بیچنے اور پینے والوں کے خلاف بلاامتیاز کارروائی کی ہے اور آئندہ بھی انسداد منشیات کے لئے بھرپور کارروائی کی جائے گی۔

پولیس تھانہ اروپ نے منشیات فروشی کے خاتمے کا تہیہ کر رکھا ہے اور انشاء اللہ اس لعنت کا خاتمہ کیا جائے گا۔

(ب) یہ درست ہے کہ علاقے کی عوام نے متعدد بار ارباب اختیار کو اس تمام صورتحال سے آگاہ کیا جس پر پولیس تھانہ اروپ نے بھرپور ایکشن لیا اور مورخہ 13۔01۔01 سے آج تک کل 381 مقدمات برخلاف اشخاص منشیات فروش و نوش درج کئے گئے ہیں اور ملزمان کو گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوادیا گیا۔

(ج) حکومت پنجاب اس مسئلے کے حل کے لئے مثبت اقدامات کر رہی ہے جس سلسلہ میں سپورٹس میلے منعقد کروائے جاتے ہیں جس سے نوجوان نسل میں کھیلوں کا شوق پیدا ہوتا ہے اور نشہ سے نوجوان نسل کو بچایا جا سکتا ہے نیز حکومت پنجاب انٹی نارکوٹکس فورس کے ذریعے

مختلف قسم کے سپورٹس گالا اور عوام کی آگاہی کے لئے واک کا اہتمام کرواتی ہے اور سیمینار منعقد کرواتی ہے تاکہ لوگوں کو نشے سے باز رکھا جا سکے۔

صوبہ کی اہم سڑکات کو موٹرویز اور ہائی ویز پولیس کے دائرہ اختیار میں دینے کی تفصیلات

*2498: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب کی کون کون سی اہم سڑکات ہائی ویز و موٹرویز پولیس کے دائرہ اختیار میں ہیں؟

(ب) کیا حکومت پنجاب دیگر اہم سڑکات کو بھی موٹرویز و ہائی ویز پولیس کے دائرہ اختیار میں دینے کو تیار ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور شیخوپورہ، فیصل آباد روڈ پر ٹریفک کو مؤثر کنٹرول کرنے کا کوئی انتظام موجود نہیں ہے جس کے نتیجہ میں مختلف جگہوں پر ون ویز کی خلاف ورزی خصوصاً گدھا گاڑیوں وغیرہ کا معمول بن چکا ہے؟

(د) کیا اس سڑک پر جانوروں کے کھینچنے والی گاڑیوں اور جانوروں کو سڑک پر آنے سے روکنے کا کوئی انتظام موجود ہے، اگر نہیں تو کیوں اور اگر جواب ہاں میں ہے تو تفصیل سے مطلع فرمائیں؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ٹریفک پولیس پنجاب صوبہ ہذا کے 31 اضلاع میں عموماً شہری علاقہ جات میں ڈیوٹی سرانجام دیتی ہے جبکہ پانچ بڑے شہر لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد اور راولپنڈی سٹی ٹریفک پولیس کے زیر نگرانی ہیں۔ جو متعلقہ CCPO، CPO اور RPO کے ماتحت ہیں۔ تاہم ٹریفک پولیس پنجاب صوبہ کے 31 اضلاع کے شہری علاقہ جات میں ڈیوٹی دینے کے علاوہ صوبائی شاہرات پر پنجاب ٹرانسپورٹ اتھارٹی اور MVE کے ساتھ مل کر مشترکہ چیکنگ بھی سرانجام دیتے ہیں۔

صوبہ پنجاب میں نیشنل ہائی ویز N-5 اٹک سے صادق آباد اور موٹروے M-1، M-2 اور M-3 واقع ہیں جن پر موٹروے پولیس ڈیوٹی سرانجام دیتی ہے جبکہ صوبہ کی 12 اہم

شاہرات پنجاب ہائی وے پٹرولنگ پولیس کی زیر نگرانی ہیں جن کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) نیشنل ہائی ویز اینڈ موٹر ویز پولیس، پنجاب میں موٹر وے اور N-5 پر اپنی ذمہ داریاں سرانجام دے رہی ہے تاہم پنجاب میں اور بھی نیشنل ہائی ویز موجود ہیں جیسا کہ N-70 (ملتان تالورالائی)، انڈس ہائی ویز(N-55) وغیرہ پر موٹر ویز پولیس نے اپنا کنٹرول نہیں سنبھالا چونکہ یہ نیشنل ہائی ویز ہیں لہٰذا موٹر ویز پولیس کو ان شاہرات پر بھی کنٹرول سنبھالنا چاہئے کیونکہ ان ہائی ویز پر ٹریفک کے زیادہ حجم کی وجہ سے حادثات میں اضافہ ہو رہا ہے۔

جہاں تک پراونشل ہائی ویز کا تعلق ہے ان میں سے اہم بارہ پراونشل ہائی ویز ٹریفک کنٹرول کے لئے پنجاب ہائی وے پٹرولنگ کے سپرد کی گئی ہیں جن پر وہ اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہی ہے ان ہائی ویز کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لاہور، شیخوپورہ اور فیصل آباد روڈ کی ٹریفک کو کنٹرول کرنے کے لئے پنجاب ہائی ویز پٹرولنگ پولیس کی چوکیاں موجود ہیں اور ون وے کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف پٹرولنگ پولیس کا عملہ ہی کارروائی عمل میں لاتا ہے۔

(د) لاہور، شیخوپورہ، فیصل آباد روڈ ان بارہ شاہرات میں سے ایک ہے جو پنجاب ہائی ویز پٹرولنگ کی زیر نگرانی ہیں۔اس سلسلہ میں پنجاب ہائی ویز پٹرولنگ بہتر جواب دے سکتی ہے۔

ضلع قصور: پولیس چوکیاں اور ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2520: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کل کتنی پولیس چوکیاں کہاں کہاں قائم ہیں؟

(ب) ضلع قصور میں پولیس اہلکاران کو ادویات مہیا کرنے کے لئے کل کتنی ڈسپنسریاں کہاں کہاں واقع ہیں اور یہاں پر کن کن بیماریوں کی ادویات پولیس ملازمین کو مفت فراہم کی جاتی ہیں؟

(ج) مفت ادویات کی فراہمی کے لئے کل کتنا بجٹ سال 11-2010 میں رکھا گیا تھا؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ضلع قصور میں مستقل طور پر آٹھ پولیس پوسٹ ہائے قائم ہیں جن کی تفصیل مع لوکیشن درج ذیل ہیں:

1. چوکی نمبر 1 اندرون موری گیٹ قصور
2. چوکی لاری اڈا نزد پرانا جنرل بس سٹینڈ قصور
3. چوکی سبزی منڈی نزد چوک قتل گڑھی قصور
4. چوکی کوٹ رادھا کشن قصبہ کوٹ رادھا کشن
5. چوکی ہلہ گاؤں ہلہ
6. چوکی روشن بھیلہ گاؤں روشن بھیلہ
7. چوکی ستی پتو کی ریلوے روڈ ستی پتو کی
8. چوکی واں رادھارام مین ملتان روڈ واں رادھارام

(ب) ڈسٹرکٹ پولیس لائن قصور میں پولیس ملازمین کی ویلفیئر کے لئے اپنی مدد آپ کے تحت ایک ڈسپنسری قائم ہے جہاں پر نزلہ، زکام، کھانسی اور بخار وغیرہ کا علاج کیا جاتا ہے تاہم دیگر امراض وغیرہ کے علاج کا بندوبست نہ ہے۔

(ج) مفت ادویات کی فراہمی کے لئے سال 11-2010 کے لئے کوئی فنڈز مہیا نہ کئے گئے تھے۔

ضلع لاہور: پرائیویٹ سکیورٹی کمپنیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2522: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں کل کتنی پرائیویٹ سکیورٹی کمپنیاں کام کر رہی ہیں نیز ان میں سے کتنی رجسٹرڈ ہیں اور کتنی غیر رجسٹرڈ؟

(ب) ضلع لاہور میں موجود سکیورٹی کمپنیوں کا چیک اینڈ بیلنس جانچنے کے لئے حکومت کیا کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ضلع لاہور میں 284 رجسٹرڈ سکیورٹی کمپنیاں کام کر رہی ہیں۔

(ب) ضلع لاہور میں موجود سکیورٹی کمپنیوں کے چیک اینڈ بیلنس کو جانچنے کے لئے ہوم ڈیپارٹمنٹ نے ایک ویب سائٹ www.pmuphp.gop.pk/security/loginform.aspx ڈیزائن کی ہے جس پر تمام سکیورٹی کمپنیاں اپنا درج ذیل ڈیٹا لوڈ کرتی ہیں۔

i. گارڈز کی تفصیل
ii. کمپنی پروفائل
iii. اسلحہ کی تفصیل
iv. ڈائریکٹر اور کمپنی کے عملہ کی تفصیل

سکیورٹی گارڈز اور متعلقہ عملہ کی سپیشل برانچ سے رپورٹ منگوائی جاتی ہے۔ اس ضمن میں سپیشل برانچ نے ایک جامع proforma مرتب کیا ہے جس میں گارڈز کی مکمل ہسٹری / تفصیل شامل ہے اور گارڈز کی ٹریننگ کے لئے ضلع level پر پولیس ٹریننگ، APSAA ٹریننگ سکول اور فونکس ٹریننگ سکول رجسٹرڈ کئے گئے ہیں۔

نئے اسلحہ لائسنس کے اجراء کے لئے شرائط۔

1. سکیورٹی گارڈ کی سکیورٹی کلیرنس بذریعہ سپیشل برانچ، پنجاب لاہور
2. سکیورٹی گارڈ کی ٹریننگ بذریعہ مجاز ٹریننگ سکول۔
3. نئے ہتھیار کے لئے Justification/Rationalization کی تفصیل۔
4. سکیورٹی کمپنی کو ملنے والے نئے کنٹریکٹ کی کاپی او تھ کمشنر سے تصدیق شدہ۔
5. سکیورٹی گارڈ کی تعیناتی کی تفصیل۔

کمپنی کے لائسنس کی تجدید کے لئے شرائط۔

1. سکیورٹی گارڈ کی سکیورٹی کلیرنس بذریعہ سپیشل برانچ، پنجاب لاہور۔
2. سکیورٹی گارڈ کی ٹریننگ بذریعہ مجاز ٹریننگ سکول۔
3. نئے ہتھیار کے لئے Justification/Rationalization کی تفصیل۔
4. سکیورٹی کمپنی کو ملنے والے نئے کنٹریکٹ کی کاپی او تھ کمشنر سے تصدیق شدہ۔
5. سکیورٹی گارڈ کی تعیناتی کی تفصیل۔

صوبہ میں اغواء برائے تاوان کے واقعات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2546: ڈاکٹر سید وسیم اختر : کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) گزشتہ دو سالوں کے دوران صوبہ پنجاب میں اغواء برائے تاوان کے کل کتنے واقعات رونما ہوئے اور کتنے معزوی قتل کر دیئے گئے؟

(ب) کیا کسی اغواء ہونے والے کو تاوان لینے کے باوجود قتل کیا گیا؟

(ج) متذکرہ بالا گھناؤنے واقعات کا سد باب کرنے کے لئے حکومت نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) گزشتہ دو سالوں (جنوری 2012 تا اپریل 2014) اغواء برائے تاوان کے کل 357 مقدمات درج ہوئے جن میں 24 مغویان کو قتل کر دیا گیا۔

(ب) دو مغویان کو تاوان کی وصولی کے باوجود قتل کر دیا گیا۔

(ج) اغواء برائے تاوان کے واقعات کو روکنے کے لئے حکومت پنجاب کی ہدایت پر ہر ضلع میں مشترکہ تفتیشی ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں جن کو IB، CTD اور ISI کا تعاون حاصل ہے۔

گوجرانوالہ: تھانہ باغبانپورہ میں ناجائز طور پر بند کئے گئے افراد کو بازیاب کروانے کی تفصیلات

*2675: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:—

(الف) تھانہ باغبانپورہ گوجرانوالہ کا یکم جنوری 2013 سے آج تک کتنی دفعہ ڈی ایس پی یا آر پی او نے وزٹ کیا، تاریخ وار بتائیں؟

(ب) ہر دفعہ کتنے افراد کو اس تھانہ کی حوالات میں ناجائز طور پر بند کئے ہوئے پایا گیا اور ان کو وہاں سے ریلیز کروایا گیا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 15۔ جولائی 2013 کو اس تھانہ کا visit متعلقہ ڈی ایس پی وحید خان نے کیا اور اس تھانہ کے ایک کمرہ میں چند افراد کو بازیاب کروایا جو کہ تشدد کے باعث بُرے حال میں تھے؟

(د) کیا اس واقعہ پر متعلقہ ایس ایچ او، سب انسپکٹر یا اے ایس آئی کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) سال 2013 میں افسران کی طرف سے تھانہ باغبانپورہ کے کئے گئے visit کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. مورخہ 13-01-21 کو جناب حامد مختار ڈی ایس پی نے visit کیا۔
2. مورخہ 13-02-18 کو جناب حامد مختار ڈی ایس پی نے visit کیا۔
3. مورخہ 13-03-26 کو جناب ایس پی سٹی ڈویژن نے visit کیا۔
4. مورخہ 13-03-27 کو جناب حامد مختار ڈی ایس پی نے visit کیا۔
5. مورخہ 13-04-15 کو جناب ڈی ایس پی کوتوالی نے visit کیا۔
6. مورخہ 13-04-17 کو جناب نعیم الحسن ڈی ایس پی نے visit کیا۔
7. مورخہ 13-05-15 کو جناب نعیم الحسن ڈی ایس پی نے visit کیا۔
8. مورخہ 13-06-01 کو جناب ڈی ایس پی ماڈل ٹاؤن نے visit کیا۔
9. مورخہ 13-06-03 کو جناب سید جنید ارشد ایس پی صدر ڈویژن نے visit کیا۔
10. مورخہ 13-06-06 کو جناب ڈی ایس پی کوتوالی نے visit کیا۔
11. مورخہ 13-06-16 کو جناب ڈی ایس پی ماڈل ٹاؤن نے visit کیا۔
12. مورخہ 13-07-08 کو جناب ڈی ایس پی ماڈل ٹاؤن نے visit کیا۔
13. مورخہ 13-07-16 کو جناب ڈی ایس پی ماڈل ٹاؤن نے visit کیا۔
14. مورخہ 13-07-16 کو جناب ڈی ایس پی کوتوالی نے visit کیا۔
15. مورخہ 13-08-01 کو جناب ڈی ایس پی ماڈل ٹاؤن نے visit کیا۔
16. مورخہ 13-08-19 کو جناب ڈی ایس پی کوتوالی نے visit کیا۔
17. مورخہ 13-09-12 کو جناب ڈی ایس پی کوتوالی نے visit کیا۔
18. مورخہ 13-10-22 کو جناب ڈی ایس پی کوتوالی نے visit کیا۔
19. مورخہ 13-11-18 کو جناب ڈی ایس پی کوتوالی نے visit کیا۔
20. مورخہ 13-11-25 کو جناب ڈی ایس پی کوتوالی نے visit کیا۔
21. مورخہ 13-11-25 کو جناب سی پی او نے visit کیا۔
22. مورخہ 13-12-16 کو جناب ڈی ایس پی کوتوالی نے visit کیا۔

(ب) دوران visit تھانہ ہذا کی حوالات میں کوئی فرد / افراد ناجائز طور پر بند کئے ہوئے پائے گئے اور نہ ہی کسی کو ریلیز کروایا گیا۔

(ج) مورخہ 15۔ جولائی 2013 کو تھانہ ہذا میں ڈی ایس پی نے visit کیا، وحید خان متعلقہ ڈی ایس پی رہے ہیں اور نہ ہی تھانہ ہذا کے کسی کمرہ سے کوئی افراد بازیاب ہوئے۔

(د) چونکہ یکم جنوری سے آج تک تھانہ میں کوئی بھی فرد / افراد ناجائز طور پر برآمد ہوئے اور نہ ہی کسی اے ایس آئی، ایس آئی، ایس ایچ او کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی۔

ضلع گجرات: تھانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2722: میاں طارق محمود: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں کتنے تھانہ جات ہیں؟

(ب) ان میں سے کس کس تھانہ کی عمارت اپنی ہے اور کس کس تھانہ کے پاس کرایہ کی عمارات ہیں؟

(ج) جن کی عمارات کرایہ کی ہیں ان کا ماہانہ کرایہ کتنا ہے؟

(د) کیا حکومت ان تھانہ جات کی اپنی عمارات بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت نے موجودہ مالی سال کے بجٹ میں ان تھانہ جات کی عمارات کی تعمیر کے لئے کوئی رقم مختص کی ہے تو کتنی اور کس کس تھانہ کے لئے مختص کی گئی ہے؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ضلع گجرات میں بائیس تھانہ جات ہیں۔

(ب) انیس تھانہ جات سرکاری عمارات میں ہیں اور تین تھانہ جات کرایہ کی عمارات میں ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

تھانہ جات جو سرکاری عمارات میں ہیں۔

1۔	اے ڈویژن	2۔	بی ڈویژن	3۔	لاری اڈا
4۔	سول لائن	5۔	صدر گجرات	6۔	صدر لالہ موسیٰ
7۔	سٹی لالہ موسیٰ	8۔	صدر جلالپور جٹاں	9۔	سٹی جلال پور جٹاں
10۔	ٹانڈہ	11۔	کنجاہ	12۔	صدر کھاریاں
13۔	کینٹ کھاریاں	14۔	گلیانہ	15۔	ڈنگہ
16۔	ککرالی	17۔	سٹی سرائے عالمگیر	18۔	صدر سرائے عالمگیر
19۔	کڑیانوالہ				

(ج) تھانہ جات جو کرایہ کی عمارات میں ہیں۔

1۔ رحمانیہ 2۔ دولت نگر 3۔ بولانی

1۔	رحمانیہ	ماہانہ کرایہ 15000 روپے
2۔	دولت نگر	ماہانہ کرایہ 15000 روپے
3۔	بولانی	ماہانہ کرایہ 20000 روپے

(د) جی ہاں! محکمہ ان تھانہ جات کی تعمیر کا ارادہ رکھتا ہے۔

(ہ) تھانہ کڑیانوالہ اور صدر لالہ موسیٰ کی عمارات کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ موجودہ مالی سال میں تھانہ صدر لالہ موسیٰ کے لئے دس ملین اور تھانہ کڑیانوالہ کے لئے 9.324 ملین فنڈز الاٹ ہوئے ہیں جو خرچ کئے جا رہے ہیں جبکہ باقی تین تھانہ جات کے لئے مناسب جگہ کی تلاش کر لی گئی ہے۔ اگلے مالی سال میں ان تھانہ جات کی تعمیر کے لئے Rough Cost Estimate اور PC-1 پروفارماجات بھجوائے جا چکے ہیں۔

ضلع سیالکوٹ: پٹرولنگ پولیس کی نفری اور گاڑیوں میں اضافہ کی تفصیلات

*2767: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔130 ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں پٹرولنگ پولیس کے پاس بہت کم گاڑیاں ہیں؟

(ب) کیا حکومت پٹرولنگ پولیس کی نفری بڑھانے اور پٹرولنگ پولیس کو مزید گاڑیاں دینے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ پٹرولنگ کا نظام مؤثر طریقے سے چلایا جائے؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں پنجاب ہائی وے پٹرول کی تمام آٹھ آپریشنل پوسٹوں پر گاڑیاں موجود ہیں اور بمطابق SOP ہر پوسٹ پر ایک گاڑی موجود ہے جو کہ 24 گھنٹے پٹرولنگ ڈیوٹی سرانجام دے رہی ہے۔ اسی طرح پی پی۔130 تحصیل ڈسکہ میں پٹرولنگ پوسٹ گلوٹیاں موڑ واقع ہے جس پر سرکاری گاڑی مسلسل 24 گھنٹے گشت سرانجام دے رہی ہے اور منظور شدہ تعداد کے مطابق تحصیل ڈسکہ اور حلقہ پی پی۔130 میں سرکاری گاڑیوں کی کمی نہ ہے البتہ یہ گاڑیاں بمطابق رولز مقرر کردہ حد کلومیٹرز سے زائد چلنے کے باوجود پٹرولنگ / گشت ڈیوٹی میں مصروف عمل ہیں۔

(ب) ضلع سیالکوٹ میں آٹھ پٹرولنگ پوسٹیں آپریشنل ہیں جہاں 217 کانسٹیبلان، گیارہ ڈرائیور کانسٹیبلان، 39 ہیڈ کانسٹیبلان، 21 اے ایس آئی اور 15 سب انسپکٹر ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ ضلع سیالکوٹ کی پٹرولنگ پوسٹوں پر منظور شدہ نفری موجود ہے اور کمی نفری نہ ہے جبکہ پنجاب کی سطح پر سال 11-2010 پنجاب ہائی وے پٹرول میں 1500 کانسٹیبلان

اور 253 ڈرائیور کانسٹیبلان بھرتی کئے گئے ہیں۔ اس کے باوجود بھی پنجاب ہائی وے پٹرول میں 2405 کانسٹیبلان اور 262 ڈرائیور کانسٹیبلان کی کمی ہے جن کو بھرتی کئے جانے کی ضرورت ہے۔

ضلع فیصل آباد: انسپکٹرز، سب انسپکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2836: میاں طاہر: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں اس وقت کتنے انسپکٹرز، سب انسپکٹرز اور اے ایس آئی کام کر رہے ہیں؟

(ب) کتنے ملازمین ان میں سے اسی ضلع کے رہائشی ہیں؟

(ج) ان میں سے کس کس ملازم کے خلاف اس وقت کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائی کی جا رہی ہے؟

(د) کیا حکومت ایسے ملازمین جن کے خلاف سنگین نوعیت کی شکایات ہیں ان کو اس ضلع سے دوسرے اضلاع میں ٹرانسفر کرنے اور ان کے خلاف سخت سے سخت ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں ذیل ملازمین کام کر رہے ہیں:

1۔	انسپکٹر	=	65
2۔	سب انسپکٹرز	=	344
3۔	اسسٹنٹ سب انسپکٹرز	=	682

(ب) ضلع ہذا کے رہائشی ملازمین کی تعداد ذیل ہے:

1۔	انسپکٹر	=	22
2۔	سب انسپکٹرز	=	201
3۔	اسسٹنٹ سب انسپکٹرز	=	549

(ج) ضلع فیصل آباد میں 315 ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پولیس ملازمین کے خلاف شکایات درست ثابت ہوں تو ان کے خلاف سخت محکمانہ کارروائی کی جاتی ہے اور ضلع ہذا سے ٹرانسفر کرنے کی سفارش بھی کی جاتی ہے۔

ضلع فیصل آباد: پولیس ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2837: میاں طاہر: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں پنجاب پولیس کے کل کتنے ملازم کام کر رہے ہیں، عہدہ اور گریڈ وار تفصیل بتائیں؟

(ب) اس وقت کتنی اسامیاں گریڈ اور عہدہ وار خالی ہیں؟

(ج) ان ملازمین کے سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے اخراجات کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان ملازمین کے موجودہ مالی سال 14۔2013 کے اخراجات کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) ان ملازمین کو کیا کیا مراعات دی جا رہی ہیں؟

(و) ان ملازمین کو کیا کیا مراعات مزید حکومت دینا چاہتی ہے؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں مندرجہ ذیل ملازمین کام کر رہے ہیں:

عہدہ	تعداد	عہدہ	تعداد
1۔ایس ایس پی۔ گریڈ19	(1)	2۔ایس پی، گریڈ18	(7)
3۔DSP/اے ایس پی، گریڈ17	(15)	4۔ڈی ایس پی لیگل۔ گریڈ17	(2)
5۔انسپکٹر لیگل، گریڈ16	(1)	6۔انسپکٹر، گریڈ16	(65)
7۔سب انسپکٹر، گریڈ14	(344)	8۔ASI۔ گریڈ9	(687)
9۔ہیڈ کانسٹیبل۔ گریڈ7	(874)	10۔کانسٹیبل گریڈ5	(6266)

(ب) ضلع فیصل آباد میں اس وقت مندرجہ ذیل اسامیاں خالی ہیں۔

عہدہ	خالی اسامی
ایس ایس پی، گریڈ19	01
ڈی ایس پی، گریڈ17	02
ڈی ایس پی لیگل، گریڈ17	02
انسپکٹر لیگل، گریڈ16	16
انسپکٹر، گریڈ16	12
سب انسپکٹر، گریڈ14	36
اسسٹنٹ سب انسپکٹر، گریڈ09	14
ہیڈ کانسٹیبلان، گریڈ7	15

(ج) درج بالا ملازمین کو سال 12-2011 میں کل تنخواہ مبلغ -/1358954085 روپے جبکہ مجموعی اخراجات مبلغ -/2662253560 روپے ہوئے اور سال 13۔2012 میں کل تنخواہ مبلغ -/1589839866 روپے جبکہ مجموعی اخراجات مبلغ -/2961403123 روپے ہوئے۔

(د) سال 15۔2014 ملازمین کے اخراجات کی تفصیل مبلغ -/2303473478 روپے لگائی گئی ہے۔

(ہ) بلحاظ عہدہ سرکاری گاڑی ورہائش (مہیا ہونے کی صورت میں) دی جارہی ہے۔

(و) ملازمین کی فلاح کے لئے بہتر سے بہتر اقدامات کئے جارہے ہیں۔ مزید مراعات کا اعلان حکومت پنجاب جیسے ہی کرے گی اس پر عملدرآمد کیا جائے گا۔

ضلع فیصل آباد: کرائسز سنٹر کا قیام و دیگر تفصیلات

*3237: محترمہ ثریا نسیم: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں کرائسز سنٹر ہے اگر ہاں تو کہاں پر ہے اور اس میں کتنے ملازم کام کر رہے ہیں؟

(ب) اگر یہ سنٹر اس پوری تحصیل میں نہ ہے تو کب تک یہ قائم کر دیا جائے گا؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں کوئی کرائسز سنٹر قائم نہ ہے تاہم عوام الناس کی سہولت کے لئے کرائسز سنٹر کا قیام عمل میں لایا جانا مناسب ہے۔

(ب) حکومت پنجاب تحصیل کی سطح پر Facilitation Centres بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جہاں One Window Operation کے ذریعہ شہریوں کو سہولیات فراہم کی جائیں گی۔

ضلع اوکاڑہ: تھانہ بصیرپور کی نئی عمارت کی تعمیر کی تفصیلات

*3251: چودھری افتخار احمد چھچھر: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ بصیرپور تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کی بلڈنگ خستہ حال ہو چکی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ تھانہ کے لئے موجودہ جگہ ناکافی ہے اور اس کے لئے کوئی اور جگہ نامزد کی گئی ہے، اس کا انتقال بھی تھانہ کے نام ہو چکا ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ تھانہ کو منتقل کرنے اور نئی بلڈنگ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) تھانہ بصیرپور قبل ازیں تھانہ دیپالپور کی چوکی تھی جو ایک وفاقی حکومت کی خستہ حال عمارت ہے۔ 1984 میں چوکی بصیرپور کو تھانہ بصیرپور کا درجہ دیا گیا جو کہ خستہ حال ہے اور قصبہ بصیرپور کے وسط میں واقع ہے۔

(ب) یہ بلڈنگ ملازمین کے لئے ناکافی ہے تھانہ ہذا کی جدید بلڈنگ تعمیر ہونی چاہئے۔ تھانہ ہذا کی جگہ کا انتقال پہلے سے نہ ہے۔

(ج) محکمہ تھانہ بصیرپور کو منتقل کرنے اور نئی جگہ منتخب کرکے جلد از جلد نئی بلڈنگ بنانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

ساہیوال: پٹرولنگ پولیس چوکی 45/5 ایل سے متعلقہ تفصیلات

*3357: جناب شہزاد منشی: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چوکی 45/5۔ایل پٹرولنگ پولیس بونگہ حیات روڈ ساہیوال کے ملازمین کی تعداد، عہدہ اور گریڈ وار بتائیں؟

(ب) کتنے ملازم اسی چوکی کے ایریا کے رہائشی ہیں، ان کے نام، ولدیت اور پتا جات بتائیں؟

(ج) اس چوکی کے کس کس ملازم کے خلاف کس کس بناء پر کارروائی کی جارہی ہے؟

(د) اس چوکی میں یکم جنوری 2013 سے آج تک کتنے جرائم پیشہ افراد کو پکڑا ہے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ اس چوکی کے ملازمین کے خلاف یہ شکایت ہے کہ وہ رات کے وقت مختلف جگہوں پر ناکہ لگاکر راہگیر افراد کو تنگ کرتے ہیں اور اجنبی افراد کو لوٹ لیتے ہیں؟

(و) کیا حکومت اس بابت کوئی خفیہ انکوائری پولیس کے علاوہ دیگر کسی ادارے سے کروانے کو تیار ہے؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) PHP پوسٹ 45/5-L کے ملازمین کی کل تعداد 28 ہے عہدہ اور گریڈ وار تفصیل ذیل ہے:

سب انسپکٹر، گریڈ 14، 2۔ ASIs گریڈ 09، 02 ہیڈ کانسٹیبل گریڈ 07، 17 کانسٹیبل گریڈ 05، 02 ڈرائیور کانسٹیبل گریڈ 05، 02 وائرلیس آپریٹر کانسٹیبل گریڈ 05، 02 درجہ چہارم ملازم گریڈ 04۔

(ب) اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ SP/PHP صاحب وقتاً فوقتاً ملازمین کے تبادلہ جات کرتے رہتے ہیں اور ملازمین ضلع ہذا کی دیگر پوسٹوں پر شفٹ ہوتے رہتے ہیں بیٹ ایریا پوسٹ ہذا کے رہائشی ملازمین کی پوسٹنگ کی تفصیل ذیل ہے:

1) عرفان شبیر HC/9941 ولد شبیر احمد سکنہ L-5/47 ساہیوال، تاریخ تعیناتی 13-11-26
2) الطاف حسین HC/9926 ولد اللہ دتہ سکنہ چک نمبر L-5/45، تاریخ تعیناتی 13-09-10
3) سرفراز شکیل C/9798 ولد شکیل احمد سکنہ چک نمبر L-5/71، تاریخ تعیناتی 12-12-22
4) عمران ناصر C/9831 ولد محمد اسلم سکنہ چک نمبر L-5/78، تاریخ تعیناتی 13-11-29
5) مشتاق احمد C/9779 ولد میر احمد سکنہ چک نمبر L-5/82، تاریخ تعیناتی 12-06-22
6) نعیم عباس C/9909 ولد سکندر سکنہ L-5/80 ساہیوال، تاریخ تعیناتی 13-11-28
7) زاہد شکیل C/9934 ولد شکیل احمد چک نمبر L-5/71، تاریخ تعیناتی 12-01-23
8) وسیم اختر C/10868 ولد محمد سلیم چک نمبر L-5/71 ساہیوال، تاریخ تعیناتی 13-01-22
9) روبن مسیح C/10874 ولد رفیق مسیح سکنہ L-9/86 ساہیوال۔ تاریخ تعیناتی 13-01-22
10) یوسف لطیف C/9882 ولد محمد لطیف سکنہ L-5/78، تاریخ تعیناتی 12-04-23
11) محمد آفتاب DHC/10690 ولد محمد حسین سکنہ L-5/77، تاریخ تعیناتی 14-01-04

(ج) فی الوقت PHP پوسٹ L-5/45 کے کسی ملازم کے خلاف کوئی کارروائی جاری نہ ہے اگر کوئی ملازم کسی خلاف ڈسپلن فعل / غیر حاضری کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کے خلاف مناسب محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(د) PHP پوسٹ L-5/45 کے ملازمین نے کارروائی کرتے ہوئے یکم جنوری 2013 سے تاحال بارہ جرائم پیشہ افراد کو گرفتار کر کے ان کے خلاف مقدمات کا اندراج کروایا جن کی تفصیل ذیل ہے:

01 مقدمہ Police Encounter بجرم 324/353,186/34,411PPC
06 مقدمات بجرم 13/20/65AO
02 مقدمات شراب نوشی 11/4/79EM
برآمدگی 7 پسٹل 30 بور، 03 رائفل 44 بور 300 گولیاں، 9 میگزین۔

مزید یکم جنوری 2013 سے اب تک عوام الناس کو 1324 Helps فراہم کی جاچکی ہیں۔ علاوہ ازیں پولیس مقابلہ میں اشتہاری مجرم اجی جتالہ اور اس کے دو ساتھیوں کے مارے جانے

کی وجہ سے PHPپوسٹ L-5/45کے بیٹ ایریا میں جرائم کی شرح میں خاطر خواہ کمی واقع ہوئی ہے۔

(ہ) یہ بات قطعی درست نہ ہے اور نہ ہی اس چوکی ملازمین کے خلاف اس طرح کی کوئی شکایت تاحال عوام الناس کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ مؤثر گشت /چیکنگ کی جاتی ہے اور پوری کوشش کی جاتی ہے کہ اپنے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے بیٹ ایریا میں کسی قسم کا کوئی کرائم نہ ہونے دیا جائے یہی وجہ ہے کہ بیٹ ایریا کے لوگ پٹرولنگ پولیس کی کارکردگی سے مطمئن ہیں۔

سال 2013 میں PHPپوسٹ L-5/45کے ملازمین نے بدنام زمانہ اشتہاری غلام مرتضیٰ عرف اجی جتالہ جو کہ بین الااضلاعی متعدد مقدمات / وارداتوں میں مطلوب تھا جس کی 10 سے 15 لاکھ ہیڈ منی مقرر کرنے کی سفارش تھی کو دو ساتھیوں سمیت پولیس مقابلہ میں ہلاک کر دیا جس پر عوام الناس نے سکھ کا سانس لیا اور پٹرولنگ پولیس ساہیوال کی کارکردگی کو سراہا ہے اس بابت جوڈیشل انکوائری PHPملازمین کے حق میں ہو چکی ہے۔

(و) پولیس کے علاوہ کسی اور ادارے سے خفیہ انکوائری کروانے کی بابت حکومت تھرڈ پارٹی انسپکشن کے معاملے پر غور کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں لاء اینڈ آرڈر کے متعلق کیبنٹ کمیٹی کی میٹنگ میں معاملہ زیر بحث ہے۔ کیبنٹ کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں حکومت مزید کارروائی کرے گی۔

مزید اس بابت PHPپوسٹ L-5/45کے بیٹ ایریا سے متعلقہ علاقہ ایم پی اے جناب پیر خضر حیات شاہ کھگہ نے اپنے لیٹر پیڈ پر تحریر کیا ہے کہ وہ پٹرولنگ پولیس ضلع ساہیوال کی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور پٹرولنگ پولیس کی مؤثر گشت کی وجہ سے جرائم نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ایم پی اے کے لیٹر پیڈ درج شدہ تحریر کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں قائم کئے گئے نئے پولیس سٹیشنز کی تعداد و دیگر تفصیل

*3428: جناب احمد علی خان دریشک: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران کتنے نئے پولیس سٹیشن کن کن اضلاع میں قائم کئے گئے، فہرست فراہم کی جائے؟

(ب) ان پولیس سٹیشنز پر کتنے کتنے اخراجات ہوئے، تھانہ وار مع کمرہ جات کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) آئندہ پانچ سال میں کن کن اضلاع میں نئے تھانہ جات بنائے جائیں گے، ان کی تفصیلات سے بھی ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) اے آئی جی ڈویلپمنٹ، سی پی او کے مطابق پچھلے سالوں میں صوبہ بھر میں 57 پولیس سٹیشن قائم کئے گئے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) متعلقہ اضلاع کی رپورٹ کے مطابق:

اضلاع	پولیس سٹیشن	اخراجات	کمرہ جات
سی سی پی او لاہور	ہنجروال، مصطفیٰ ٹاؤن	19.215(M)	30
سیالکوٹ	ائرپورٹ	7,07.413	09
قصور	تھانہ منڈی عثمان والا سٹی، تھانہ سٹی چونیاں	25210568	05
اٹک	تھانہ رنگو	16.08(M)	15
چنیوٹ	رجوعہ	12,00,000	07
ڈی جی خان	گدائی	15,00,000	12
مظفر گڑھ	تھانہ محکمہ اوقاف کی بلڈنگ	89,796	06
گجرات	دولت نگر، بولائی	35,000	21
ننکانہ	تھانہ وار برٹن، مانگٹانوالہ	44.154(M)	20

باقی تمام اضلاع کی رپورٹ بحوالہ جز (ب) Nil ہے۔

(ج) انسپکٹر جنرل آف پولیس، پنجاب نے 44 نئے تھانوں کی سفارش بھجوائی ہے جن پر تقریباً 4۔ارب کے فنڈز درکار ہیں جس کے لئے محکمہ خزانہ سے خط وکتابت جاری ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈی جی خان: درج مقدمات کی تعداد ومتعلقہ دیگر تفصیلات

*3429: جناب احمد علی خان دریشک: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع ڈی جی خان کے پولیس سٹیشنز میں 14۔2013 کے دوران اب تک کتنی گاڑیاں، موٹر سائیکل چوری کے مقدمات درج ہوئے، کتنی برآمد کرلی گئیں اور کتنی ابھی تک لاپتا ہیں؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران کل کتنے فوجداری مقدمات کس کس تھانہ میں درج ہوئے، کتنے مقدمات کے چالان مکمل ہوئے اور کتنے تھانہ کی سطح پر فارغ کئے گئے؟

(ج) مذکورہ ضلع کی پولیس نے جرائم کی روک تھام کے لئے پچھلے پانچ سالوں کے دوران کون کون سے اقدامات اٹھائے اور ان سے بتدریج کتنی کمی واقع ہوئی؟

(د) کیا حکومت جرائم میں کمی لانے کے لئے مذکورہ ضلع میں مزید تھانہ جات قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ضلع ڈی جی خان میں کل اٹھارہ پولیس سٹیشن ہیں سال 14-2013 کے دوران کل 438 مسروقہ وہیکل کے مقدمات درج ہوئے جن میں 414 موٹر سائیکل اور 24 گاڑیاں چوری ہوئیں۔ مسروقہ وہیکل میں سے 269 موٹر سائیکل اور 20 گاڑیاں برآمد کر کے حوالے مالکان کی گئی۔

(ب)

سال	کل مقدمات	چالان	خارج
2013	0532	5369	669
2014	1417	967	85
میزان	7949	6336	774

تھانہ وار کرائم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع ڈیرہ غازی خان کا محل وقوع اس طرح کا ہے کہ جانب شمال صوبہ خیبر پختونخوا، جانب مغرب صوبہ بلوچستان اور پہاڑی سلسلہ جو تقریباً 200 کلو میٹر پر محیط ہے اور بارڈر ملٹری پولیس کے زیر کنٹرول ہے۔ جانب جنوب ضلع راجن پور جس کے آگے صوبہ سندھ ہے جبکہ جانب مشرق دریائے سندھ اور کچا کا علاقہ جو 200 کلو میٹر پر محیط ہے۔ ضلع ہذا میں کریمنل لوگ واردات کر کے جانب مغرب پہاڑوں میں جا کر چھپ جاتے ہیں یا دریائے سندھ کے کچا کے علاقہ میں چھپ جاتے ہیں۔ جن کے خلاف وقتاً فوقتاً مناسب وقت پر آپریشن کیا جاتا ہے۔

جرائم کی روک تھام کے لئے مؤثر حکمت عملی مرتب کی گئی ہے۔ 9 ریور ائن پوسٹیں اور ضلع کے داخلی و خارجی راستوں پر چیک پوسٹیں قائم ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا کی سرحد کے ساتھ

پانچ چیک پوسٹیں بھی قائم کی گئی ہیں۔ سٹریٹ کرائم کی روک تھام کے لئے موٹر سائیکل (ایگل سکواڈ) قائم کی گئی ہے جو 24 گھنٹے گلی محلوں میں گشت کرتے رہتے ہیں۔ ریورائن پوسٹوں کو بھی فعال کیا گیا ہے جس سے مسروقہ مویشی کی واردات میں نمایاں کمی ہوئی ہے اور گشت کے نظام کو مؤثر کیا گیا جس سے سٹریٹ کرائم کو کنٹرول کرنے میں کافی مدد ملی ہے۔

(د) بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر جرائم میں کمی لانے کے لئے پولیس نفری بڑھانے اور نئے تھانہ جات قائم کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

ساہیوال: تحصیل ساہیوال میں قائم تھانہ جات اور چوکیوں سے متعلقہ تفصیلات

*3459: محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل ساہیوال (ضلع ساہیوال) کی حدود میں کون کون سے تھانہ جات اور چوکیاں ہیں، ان کے نام ان میں تعینات ملازمین کی تعداد، عہدہ اور گریڈوار بتائیں؟

(ب) ان تھانہ جات اور چوکیوں میں کون کون سی اپنی عمارات میں چل رہے ہیں اور کون کون سے کرایہ کی عمارات میں کب سے کام کر رہے ہیں؟

(ج) ان تھانہ جات اور چوکیوں کے سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے اخراجات کی تفصیل مدوار بتائیں؟

(د) ان تھانہ جات اور چوکیوں کے پاس سرکاری گاڑیوں کی تفصیل بتائیں؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) تحصیل ساہیوال میں کل دو سرکل سٹی سرکل اور صدر سرکل ہیں ان میں تھانہ جات اور چوکیات کی تفصیل اس طرح ہے:

سٹی سرکل

سٹی ساہیوال، سول لائن، غلہ منڈی، فرید ٹاؤن، فتح شیر

صدر سرکل

یوسف والا، نور شاہ، بہادر شاہ، ہڑپہ، ڈیرہ رحیم، کمیر

چوکیات

چوکی کوٹ خادم علی شاہ (تھانہ فرید ٹاؤن)، چوکی بائی پاس (تھانہ غلہ منڈی)،

چوکی شریں موڑ (تھانہ ڈیرہ رحیم)، چوکی گیمبر (تھانہ یوسف والا)،
چوکی محمد پور (بہادر شاہ)، چوکی ہڑپہ سٹیشن (تھانہ ہڑپہ)
(ان تھانہ جات اور چوکیات میں تعینات ملازمین کی تعداد
کی تفصیل عہدہ وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) تحصیل ساہیوال کے تمام تھانہ جات اپنی عمارات میں کام کر رہے ہیں سوائے تھانہ کمیر اور تھانہ غلہ منڈی، تھانہ کمیر اور تھانہ غلہ منڈی قیام سے ہی کرایہ کی عمارات میں کام کر رہے ہیں۔ چوکی شریں موڑ، چوکی کوٹ خادم علی شاہ، چوکی محمد پور، چوکی ہڑپہ سٹیشن بھی کرائے کی عمارات میں کام کر رہی ہیں۔

(ج) مد وار تفصیل اخراجات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تحصیل ساہیوال کے تھانہ جات میں موجود گاڑیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گجرات: یکم جنوری 2013 سے آج تک اندراج شدہ مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

*3483: میاں طارق محمود: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2013 سے آج تک ضلع گجرات میں قتل، اقدام قتل اور ڈکیتی کے کتنے مقدمہ جات کا اندراج ہوا، ان کی تفصیل تھانہ وار بتائیں؟

(ب) ان مقدمہ جات میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے، کتنے مفرور ہیں، کتنے مقدمہ جات کا چالان مکمل ہو کر عدالتوں میں پیش کر دیئے گئے ہیں اور کتنے مقدمہ جات کا ابھی تک چالان مکمل نہ ہوا ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کتنے ملزمان ان مقدمہ جات کے اشتہاری ہیں، اشتہاری ملزمان کے نام و پتا جات بتائیں، ان کو گرفتار کرنے کے لئے محکمہ پولیس کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) یکم جنوری 2013 سے آج تک قتل کے 272، اقدام قتل 289 اور ڈکیتی کے 64 مقدمات درج رجسٹر ہوئے جن کی تفصیل تھانہ وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مقدمات قتل میں178،اقدام قتل میں46اور ڈکیتی کے مقدمات میں 34 مجرمان اشتہاری ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ پولیس ان اشتہاری ملزمان کو گرفتار کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کر رہا ہے:

1. تھانہ کی سطح پر ان مقدمات کے مجرمان اشتہاریوں کے مدعیوں کے ساتھ باقاعدگی سے میٹنگز کی جارہی ہیں۔
2. مجرمان اشتہاریوں کی گرفتاری کے لئے ضلع، سرکل اور تھانہ وار سپیشل ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں۔
3. ان مجرمانہ اشتہاریوں کے خلاف88ض ف کی کارروائی کی جارہی ہے۔
4. 216ت پ کے مقدمات کااندراج کیاجارہاہے۔
5. بیرون ملک فرار مجرمان اشتہاریوں کے ریڈوارنٹ جاری کروائے جارہے ہیں۔
6. انٹرپول کے ذریعے ان کی گرفتاری کا تحرک کیاجارہاہے۔
7. پرائیویٹ سورس و مخبر قائم کئے گئے ہیں۔
8. پیروی افسران اور نائب کورٹس سے انفارمیشن کے حصول کی خاطر ان کو مجرمان اشتہاریوں کے بروشر تقسیم کئے گئے ہیں۔
9. اشتہاری مجرمان کے بنک اکاؤنٹس کے بارے میں مکمل معلومات لی جارہی ہیں اور بنک حکام سے مسلسل رابطہ رکھاجارہاہے۔
10. مجرمان اشتہاریوں کے ہمراہی ملزمان سے انفارمیشن کاحصول جاری ہے۔
11. تھانہ کے نوٹس بورڈ اور دیگر اہم جگہوں / دفاتر میں نمایاں مقامات پر اشتہاریوں کی تصاویر ان کے مکمل کوائف کے ساتھ انفارمیشن کے حصول کے لئے چسپاں کی گئی ہیں۔
12. لوکل پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر اشتہاریوں کی تصاویر ان کے مکمل کوائف کی بار بار تشہیر انفارمیشن کے حصول کے لئے کی جارہی ہے۔
13. ریجن ہذا کے دیگر اضلاع کے مجرمان اشتہاریوں کی گرفتاری کے لئے علیحدہ SDPO صاحبان کی نگرانی میں ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں۔
14. مجرمان اشتہاریوں کی انفارمیشن اور گرفتاری کے لئے مجرمان اشتہاریوں کا پروفائل مرتب کیا گیا ہے۔

لاہور: مصری شاہ میں پولیس فلیٹس سے متعلقہ تفصیلات

*3488: جناب شہزاد منشی: کیاوزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مصری شاہ لاہور میں پنجاب پولیس کے پاس کتنے فلیٹس ہیں؟

(ب) یہ فلیٹس کن کو الاٹ کئے جاتے ہیں؟
(ج) اس وقت ان فلیٹس کے الاٹیز کے نام، عہدہ، گریڈ اور فلیٹس کے نمبر ز بتائیں؟
(د) کتنے الاٹیز کے خلاف اس وقت غیر اخلاقی حرکات اور عورتوں کو فلیٹس میں لانے پر انکوائری کس کے پاس کب سے چل رہی ہیں؟
(ہ) جن الاٹیز کے خلاف یہ انکوائریاں مکمل ہو چکی ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور ان انکوائریوں کی روشنی میں ان کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا ہے؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):
(الف) مصری شاہ میں پنجاب پولیس کے پاس کل 176 فلیٹس ہیں۔
(ب) یہ فلیٹس پنجاب پولیس کے بی ایس۔1 تا بی ایس۔16 کے ملازمین کو الاٹ کئے جاتے ہیں۔
(ج) متعلقہ تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔
(د) اس قسم کی کوئی انکوائری نہیں ہو رہی ہے۔
(ہ) کسی آفیشل کے خلاف اس قسم کا ایکشن نہیں لیا گیا۔

سرگودھا: مقدمات کی تھانہ وار متعلقہ تفصیلات

*3590: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) یکم جنوری 2013 سے آج تک ضلع سرگودھا میں قتل، اقدام قتل اور ڈکیتی کے جن مقدمہ جات کا اندراج ہوا، ان کی تفصیل تھانہ وار بتائیں؟
(ب) ان مقدمہ جات میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے، کتنے مفرور ہیں، کتنے مقدمہ جات کا چالان مکمل ہو کر عدالتوں میں پیش کر دیا گیا ہے اور کتنے مقدمہ جات کا ابھی تک چالان مکمل نہ ہوا ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں؟
(ج) کتنے ملزمان ان مقدمہ جات کے اشتہاری ہیں، اشتہاری ملزمان کے نام و پتا جات بتائیں اور ان کو گرفتار کرنے کے لئے محکمہ پولیس کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):
(الف) یکم جنوری 2013 سے آج تک ضلع سرگودھا میں قتل، اقدام قتل اور ڈکیتی کے درج مقدمہ جات کی تفصیل تھانہ درج ذیل ہے:

نام تھانہ	قتل	اقدام قتل	ڈکیتی
سٹی	4	۔	۔
سیٹلائٹ ٹاؤن	9	18	8
کینٹ	5	12	4
ساجد شہید	2	8	6
اربن ایریا	۔	۔	۔
فیکٹری ایریا	3	3	۔
صدر	12	25	7
جھال چکیاں	31	43	14
کڑانہ	9	12	5
عطاء شہید	16	11	6
بھاگٹانوالہ	15	14	12
سٹی بھلوال	17	18	10
صدر بھلوال	4	10	10
بھیرہ	14	24	9
پھلروان	12	24	1
میانی	8	12	2
کوٹ مومن	17	44	14
مڈھ رانجھا	13	24	10
میلہ	14	16	−
لکسیاں	5	6	3
شاہپور صدر	11	24	1
شاہپور سٹی	6	9	1
جھاوریاں	13	8	−
ساہیوال	17	22	1
ترکھانوالہ	9	8	1
سلانوالی	2	3	3
شاہ نکڈر	9	8	4

(ب) مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مجرمانہ اشتہاری کی تفصیل جرائم وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چائلڈ پروٹیکشن بیورو سے متعلقہ تفصیلات

*3649: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چائلڈ پروٹیکشن بیورو کا قیام کب عمل میں آیا اور اس کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) اس ادارے کے صوبہ کے کس کس ضلع میں دفاتر قائم ہیں؟

(ج) صوبہ میں اس ادارے کے لئے پچھلے تین سالوں کے دوران کتنے کتنے فنڈز کن کن مدات میں مختص کئے گئے؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) چائلڈ پروٹیکشن بیورو کا قیام 2004 میں عمل میں آیا، چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا مقصد بے سہارا عدم توجہی لاوارث، یتیم، جنسی تشدد کا شکار ذہنی و جسمانی معذور گمشدہ گھر سے بھاگے ہوئے بھکاری بچوں کو ریسکیو کرنا ان کی کفالت کرتے ہوئے رہائش کھانا، میڈیکل، تعلیمی، نفسیاتی وو کیشنل تعلیم کا انتظام کرتے ہوئے معاشرے کا ذمہ دار شخص بنانا اور ان کے خاندانوں سے ملوانا اور اب عوام الناس میں آگاہی پیدا کرنے کے لئے رابطہ مہم شروع کی جا چکی ہے۔ ان سنٹروں میں صرف ان بچوں کو رکھا جاتا ہے جن کے والدین کسی بھی وجہ سے ان کو رکھنے کے قابل نہ ہوں یا والدین کی تلاش جاری ہو یا unclaimed ہوں۔ یہاں یہ بچے پولیس، ہسپتال اور بیورو کی ریسکیو ٹیموں ہیلپ لائن 1121 کے ذریعے آتے ہیں۔

(ب) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو پنجاب کے یونٹ اور انسٹیٹیوشنز چھ اضلاع لاہور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، فیصل آباد، ملتان اور راولپنڈی میں کام کر رہے ہیں۔

(ج) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کو پچھلے تین سالوں میں 604.387 ملین کے فنڈز مختلف مدات میں مختص کئے گئے جبکہ 322.455 ملین خرچ ہوئے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چائلڈ پروٹیکشن بیورو لاہور کو ملنے والے فنڈز سے متعلقہ تفصیلات

*3650: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چائلڈ پروٹیکشن بیورو لاہور کو پچھلے پانچ سالوں کے دوران کتنے فنڈز کن کن مدات میں فراہم کئے گئے، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) اس وقت لاہور کے ان اداروں میں کتنے بچے بوڑھے و خواتین رہائش پذیر ہیں؟

(ج) ان لوگوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں، پچھلے دو سالوں میں ان پر کل کتنے اخراجات ہوئے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس ادارے پر جتنے اخراجات ہو رہے ہیں اتنے فوائد حاصل نہیں ہو رہے، اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف)

(1) مالی سال 10–2009 میں 159.876 ملین فنڈز فراہم کئے گئے جن میں سے 75.372 ملین ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ کئے گئے جبکہ 84.504 ملین بچوں کی خوراک، صحت، یونیفارم اور کپڑوں پر علاوہ ازیں تعلیم اور دیگر سہولیات پر خرچ کئے گئے۔

(2) مالی سال 11–2010 میں 164.794 ملین فنڈز فراہم کئے گئے جن میں سے 79.678 ملین ملازمین کی تنخواہوں اور مندرجہ بالا مدات پر خرچ کئے گئے۔

(3) مالی سال 12–2011 میں 185.456 ملین فنڈز فراہم کئے گئے جن میں سے 129.580 ملین ملازمین کی تنخواہوں اور مندرجہ بالا مدات پر خرچ کئے گئے۔

(4) مالی سال 13–2012 میں 254.137 ملین فنڈز فراہم کئے گئے جن میں سے 113.197 ملین ملازمین کی تنخواہوں اور مندرجہ بالا مدات پر خرچ کئے گئے۔

(5) مالی سال 14–2013 میں 367.615 ملین فنڈز فراہم کئے گئے جن میں سے 150.191 ملین ملازمین کی تنخواہوں اور مندرجہ بالا مدات پر خرچ کئے گئے۔

(ب) چائلڈ پروٹیکشن بیورو صرف عدم توجہی کا شکار اور بے سہارا بچوں کے لئے کام کرتا ہے اس وقت یہ ادارہ پنجاب کے چھ اضلاع لاہور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، فیصل آباد، ملتان اور راولپنڈی میں کام کر رہا ہے۔ اس وقت ان تمام اضلاع میں 410 بچے اور بچیاں رہائش پذیر ہیں۔ بوڑھوں اور خواتین کے لئے یہ ادارہ کام نہیں کرتا۔

ڈسٹرکٹ	بوائز	گرلز	ٹوٹل
لاہور	150	73	223
گوجرانوالہ	52	01	53
سیالکوٹ	23	–	23
ملتان	39	–	39
فیصل آباد	32	01	33
راولپنڈی	38	01	39

(ج) چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو بچوں کو رہائش، خوراک، صحت اور تعلیم کی سہولیات مہیا کرتا ہے۔ پچھلے دو سالوں کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

مالی سال 13–2012 میں 27.930 ملین فنڈز فراہم کئے گئے جن میں سے 216.619 ملین ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ کئے گئے جبکہ 54.311 ملین مندرجہ بالامدات پر خرچ کئے گئے۔

مالی سال 14–2013 میں 351.302 ملین وصول ہوئے۔ تنخواہوں پر 258.918 ملین جبکہ 92.384 ملین مندرجہ بالامدات پر خرچ کئے گئے۔

(د) یہ درست نہیں ہے بلکہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو نادار، مفلس، لاوارث اور بے سہارا بچوں کو سڑکوں سے حفاظتی تحویل میں لیتا ہے وہ غلط ہاتھوں میں جانے سے بچ جاتے ہیں۔ پاکستان عالمی معاہدہ برائے تحفظ اطفال کا پابند ہے اور چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو گورنمنٹ آف پنجاب کا واحد ادارہ ہے جو عالمی معاہدہ برائے اطفال کی شقوں پر عمل پیرا ہے اور نادار، مفلس، غریب بچوں کو قانون کے مطابق تحفظ فراہم کر رہا ہے چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو کی ہیلپ لائن 1121 قائم ہے جس کے ذریعے گھریلو تشدد کا شکار متعدد بچوں کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے اور اس کارکردگی کو ارباب اختیار نے سراہا ہے۔ چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو 2005 سے لے کر اب تک 29340 بچوں کو حفاظتی تحویل میں لے چکا ہے اور 2005 سے لے کر آج تک 7645 بچوں کو ان کے خاندانوں سے ملوایا ہے جو مختلف صوبوں اور اضلاع سے آئے ہوئے تھے چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو نادرا کے ساتھ مل کر ایسے تمام بچوں کی رجسٹریشن پر شناخت کا عمل کیا ہے جس سے ایسے تمام بچے جن کی کوئی شناخت نہ تھی شناخت دی گئی ہے تاکہ بچے بھی پاکستانی شہری ہو سکیں ان تمام بچوں کو طبی امداد اور سہولیات مہیا کی جارہی ہیں۔ ان تمام بچوں کو پرائمری تک بیورو میں اور پرائمری سے اوپر دوسرے سکولوں، کالجز میں تعلیم دلوائی جاتی ہے۔ یہ سماجی بھلائی کا ادارہ ہے اور اس کی خدمت کو پیمانہ پے جانچنے کے لئے انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرے سوال رہ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رہ گئے ہیں تو رہ گئے۔ میاں صاحب! میں تو اب کچھ نہیں کر سکتا. sorry for that

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ سات آٹھ روز پہلے بہاولپور کا مین بازار جسے ہم شاہی بازار کہتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کون سا بازار؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! شاہی بازار جو کہ بہت بڑا بازار ہے جس میں ہزاروں دکانیں ہیں۔ وہاں ایک مقام پر شارٹ سرکٹ کی وجہ سے آگ لگی اور 15/20 کے قریب دکانیں مکمل طور پر خاکستر ہو گئیں۔ عملہ نے آگ بجھانے کی پوری کوشش کی لیکن وہ آگ تیزی سے پھیلی اور دکانداروں کا کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔ بہاولپور میں کوئی بڑی انڈسٹری نہیں ہے، بڑے کاروبار نہیں ہیں، چھوٹے چھوٹے دکاندار ہیں اور میں چونکہ وہاں سے منتخب ہوں تو وہاں کے معاملات کو براہ راست جانتا ہوں۔ اس واقعہ کی وجہ سے تاجروں کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ وزراء بھی تشریف فرما ہیں تو میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہاں پر ہونے والے نقصان کی assessment بھی کروائی جائے اور ان دکانداروں کو compensate کیا جائے تاکہ وہ از سر نو اپنے کاروبار کو شروع کر کے اپنے بچوں کے لئے روزی روٹی کا بندوبست کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس بات کو نوٹ کریں اور اچھے طریقے سے جواب دیں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آئی مہربانی کر کے یہ دوبارہ اپنی بات مجھے بتا دیں۔

جناب سپیکر: ان کے بازار میں آگ لگی ہے تو ان کے بقول کافی دکانیں جل گئی ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ بہاولپور میں ایک مین بازار ہے جسے شاہی بازار کہتے ہیں جہاں پر آگ لگی ہے اور پندرہ بیس کے قریب چھوٹے دکانداروں کا بڑا نقصان ہو گیا ہے اور ان کے کاروبار مکمل ختم ہو گئے ہیں تو میں حکومت سے یہ مطالبہ اور گزارش کر رہا ہوں کہ ان کی assessment کروا کر ان کی humanitarian یا مالی مدد کی جائے تاکہ وہ از سر نو اپنے کاروبار کو شروع کر کے اپنے بچوں کے لئے روزی روٹی کما سکیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ compensate کر سکتے ہیں تو اسے دیکھ لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اس سلسلے میں آپ سے گزارش ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ جی! بس کریں۔ انہوں نے نوٹ کر لیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): شکریہ۔ جناب سپیکر کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح الحمد للہ 11۔ مئی 2013 کو عوام نے اعتماد کا اظہار کیا، جس طرح 25۔ اپریل 2015 کو کنٹونمنٹ بورڈ کے الیکشن میں اعتماد کا اظہار کیا تو الحمد للہ کل ملتان کی سرزمین اور بزرگوں کی سرزمین پر پی پی۔196 میں بھی عوام نے ہماری حکومت پر اعتماد کا اظہار کیا ہے اور مسلم لیگ (ن) کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کیا ہے جس پر میں ایوان کی جانب سے انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 269 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

پنجاب یونیورسٹی کی اراضی فروخت کرنے کا انکشاف

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس کی انتہائی قیمتی زمین جو نہ صرف موجودہ بلکہ آنے والی نسلوں کی دو سو سالہ ضروریات کو مدنظر رکھ کر حاصل کی گئی تھی مسلسل کمرشلائزیشن اور حقیقتاً لیز کی آڑ میں فروخت کا سلسلہ جاری ہے۔ یونیورسٹی کے ارباب اختیار نام نہاد خسارے کو قیمتی اثاثے بظاہر لیز پر دے کر پورے کر رہے ہیں جبکہ ایک عام کاروباری فہم رکھنے والا شخص بآسانی ان تمام زمینوں کو پنجاب یونیورسٹی کی ملکیت اور قبضہ میں رکھتے ہوئے موجودہ عملہ میں سے ہی صرف ایک دو (in-house) ماہر کمرشل آرکیٹیکٹ لے کر کروڑوں روپے ماہانہ آمدنی پیدا کی جا سکتی ہے۔ سبھی جانتے ہیں کہ جب بھی کوئی زمین (long lease) پر دی جاتی ہے تو اس کا واپس ملنا ناممکن ہوتا ہے کیونکہ لاکھ معاہدوں میں شرائط کے باوجود (lessee) اپنا چارج جائیداد مذکورہ پر چاہے ملبہ کی شکل میں ہی ہو پکا کر لیتا ہے اور یہاں تو پلازے، شادی ہال، کمرشل سنٹرز بنانے کے لئے زمینیں دی جا رہی ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی

کے ارباب اختیار نے یہی کچھ کرنا تھا تو (soft loans) کے لئے سٹیٹ بنک سے رجوع کرتے۔ یونیورسٹی کے تمام اثاثوں پر اپنا قبضہ رکھنے کے ساتھ ساتھ اتنی آمدن ہو سکتی ہے کہ ہزار ہا مستحق طلباء و طالبات کو مفت تعلیم اور تمام سہولتیں مہیا ہو سکتی ہیں۔ بجائے اس کے کہ یونیورسٹی کا خسارہ جو تنخواہوں اور (غیر ترقیاتی) اخراجات کی وجہ سے دردسر بنا ہوا ہے کو قابو میں لایا جا سکتا ہے۔ تعلیمی اداروں کی قیمتی (جائیدادوں) کی بندر بانٹ ایک پرانا مرض ہے۔ محرک مشن ہائی سکول، رنگ محل جو حقیقتاً اربوں روپے کی جائیداد ہے اور یہ وہ جگہ ہے جہاں سے (ایف سی کالج) کا آغاز ہوا تھا۔ اس تاریخی جگہ کو بھی اس طرح استعمال میں لایا جا سکتا ہے جس سے (Walled City) کی بہت بڑی آبادی کی نہ صرف تعلیمی ضروریات پوری ہوں بلکہ کروڑوں کی سالانہ آمدنی بھی حاصل ہو۔ پنجاب میں ایسے تمام تعلیمی اداروں کی املاک کی سخت نگرانی کی ضرورت ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس کی تو اجازت آپ دے ہی دیں یہ پنجاب یونیورسٹی کا آپ پر بھی اور مجھ پر بھی احسان ہے اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے بہت سے ممبران پر بھی احسان ہے اس کی تو آپ مہربانی کر کے اجازت دے ہی دیں۔ میں کچھ بتانا چاہتا ہوں کہ پنجاب یونیورسٹی کی زمینوں کے ساتھ ہوا کیا اور یہ اسی طرح رنگ محل مشن ہائی سکول کے ساتھ جو ہونا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی! میں پوچھتا ہوں اس کا جواب۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کبھی granted بھی کہہ دیا کریں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہم سب پر یہ پنجاب یونیورسٹی کا قرض ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 270/15 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کبھی موڈ میں grant کر دیا کریں ویسے ہی بعد میں reverse کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، اپنی تحریک التوائے کار پڑھ دیں۔

رائٹرز گلڈ آف پاکستان، لاہور کی عمارت زبوں حالی کا شکار

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ رائٹرز گلڈ آف پاکستان کی عمارت جو پاکستان بننے سے پہلے ایک فائیو سٹار ہوٹل تھا اور جو اس معزز ایوان سے چند قدم کے فاصلہ پر ہے آج بھی اپنی حالت زار کا اظہار کر رہا ہے اس کا فوری تدارک کیا جائے۔ یہ اربوں روپے کی ملکیتی جگہ جو محترم قدرت اللہ شہاب نے صدر ایوب خان سے ادیب اور شاعروں کی مالی مدد اور بھلائی کے لئے رائٹرز گلڈ کو لے کر دی تھی۔ ایک شاعر قتیل شفائی نے فلم ساز آغا گل کو اس کا ایک حصہ غیر قانونی طور پر فروخت کر دیا۔ یہ وہ تحریک التوائے کار ہے جس سے آپ کے ایم پی ایز کی رہائش کا مسئلہ بھی حل ہو سکتا ہے اگر آپ تھوڑا سا غور کر لیں۔ جس میں ڈیوٹی فری اشیاء کا بہت بڑا شوروم بنایا گیا تھا۔ وہ فروخت آج بھی سربستہ راز ہے اور اس معزز ایوان کی توجہ کی طالب بھی ہے۔ خیر آج کی صورتحال یہ ہے کہ اس بلڈنگ میں ایک Zero کا بلب بھی روشن نہیں ہوتا اور اس طرح اس اہم اثاثے سے جو ادیبوں اور شاعروں کے خاندانوں کی کفالت کے لئے دی گئی تھی کسی وقت بھی قبضہ مافیا کی نذر ہو جائے گی۔ اس تمام جگہ کو انتہائی کمرشل استعمال کے ساتھ ساتھ معزز ممبران اور خواتین ممبران کی رہائش کے مسئلے کو Top Floor جو کہ تقریباً مفت میسر ہو گا سے بآسانی حل کیا جا سکتا ہے۔ کئی ریسٹورنٹ، ڈرامہ ہال اور جدید سینما ہالز بن سکتے ہیں لیکن عمارت مذکورہ پر جو صاحب قبضہ کئے بیٹھے ہیں ان کا منصوبہ اور ارادہ کیا ہے اس کو جاننے کے لئے کوئی راکٹ سائنس کی ضرورت نہ ہے۔ عظیم ادیبوں اور شاعروں جو اب اس دنیا میں نہ ہیں کے خاندانوں کی بھلائی اور موجودہ ادیبوں اور شاعروں کی بھلائی کے لئے ایوان کی ایک کمیٹی اس عمارت کے بہترین استعمال اور آمدن کے لئے جس کے رکن چیئرمین پی اینڈ ڈی، سیکرٹری خزانہ اور President BOP بھی ہوں بنانا انتہائی ضروری ہے تاکہ محرک کے ذہن میں جو مطلوبہ نتائج ہیں کو حاصل کیا جا سکے اور ایک تاریخی کام اس معزز ایوان کے ذریعے پایۂ تکمیل کو پہنچے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! آپ اس پر کمیٹی بنا دیں۔ پارلیمانی سیکرٹری کی طرف سے جو جواب آئے گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ جواب تو آنے دیں پھر دیکھتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سنیں آپ اس پر ایک کمیٹی بنا دیں یہ اس ایوان کا تاریخی کارنامہ ہوگا۔ میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ اس سے کروڑوں روپے کی آمدن ہو گی اور مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جتنی تحریک التوائے کار آتی ہیں شاید ہی کسی تحریک کا بروقت جواب آتا ہے ماشاء اللہ آپ بہت experienced ہیں میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس کا نوٹس لیں جب ایک تحریک التوائے کار آجاتی ہے کافی وقت ہوتا ہے اس کا جواب آنا چاہئے, pending, pending یہ اچھا طریق کار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ میرے اختیارات کو استعمال نہ کیا کریں۔ بڑی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ دس کروڑ عوام کا ایوان ہے میری عرض سن لیں آپ خود ایک اچھے وکیل بھی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سنیں چلیں اچھے نہیں درمیانے وکیل ہیں میں یہ کہہ رہا تھا کہ اگر ایک writ petition دائر ہوتی ہے اُس میں ہائی کورٹ کا جج کہتا ہے Parawise comments within 7 days وہ کیسے آجاتے ہیں؟ وہ بھی تو آتے ہیں ہر writ petition کے Parawise comments within 7 days.

جناب سپیکر: میری بات سنیں آج آپ نے تحریک پڑھی ہے اس کا جواب آئے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کو ایوان کے اندر ابھی پیش کرتا ہوں میری آٹھ یا نو تحاریک التوائے کار ہیں آپ ذرا دیکھیں کہاں پڑی ہیں یہ lapse ہو جاتی ہیں جواب نہیں آتے۔

جناب سپیکر: جو قاعدہ کے مطابق ہو گا وہی کریں گے بے قاعدگی نہیں ہو گی۔ بڑی مہربانی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/300 چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔ اسے پڑھ دیں۔

حلقہ پی پی۔32 سرگودھا میں تباہ شدہ فصلوں کا سروے کروانے اور ریلیف دینے کا مطالبہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 3۔اپریل 2015 کی خبر کے مطابق حالیہ بارشوں اور ژالہ باری کی وجہ سے فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ کسانوں نے گندم کی فی ایکڑ پیداوار کا ہدف چالیس من لگا رکھا تھا جو اب بارشوں اور ژالہ باری کے باعث دس من کا امکان ہے۔ گندم کے ساتھ چارے کی فصل بھی تباہ سیم و تھور زدہ علاقوں میں کسانوں کو کروڑوں کا نقصان ہوا ہے۔ کماد کی بوائی بھی متاثر ہوئی ہے۔ کسانوں نے قرض اٹھا کر گندم کی فصل کاشت کی ہے۔ حالیہ بارشوں، طوفانی ہواؤں اور ژالہ باری سے ہزاروں ایکڑ پر کھڑی گندم کی فصلیں تباہ ہو گئیں۔ زمینداروں کا کروڑوں کا نقصان، حکومت نقصان کا ازالہ کرے، وزیراعلیٰ پنجاب اور وزیر زراعت سے اپیل۔ تفصیل کے مطابق پچھلے چند یوم سے ہونے والی طوفانی بارشوں تیز ہواؤں اور ژالہ باری کے باعث جہاں مختلف نقصانات ہوئے ہیں، ان علاقوں کا سروے کیا جائے اور متاثرہ کسانوں کی امداد کی جائے۔ میرے حلقہ پی پی۔32 میں حالیہ بارشوں کی وجہ سے کسانوں کو بے حد نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔ حتیٰ کہ کینوں کے باغوں کو بھی بہت نقصان پہنچا ہے، حکومت میرے حلقے میں ہونے والے ان حالیہ بارشوں کے علاقے کا سروے کرے اور متاثرہ کسانوں کو ریلیف دیا جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ذرا خیال سے مہربانی کریں آپ ایک دوسرے کے قریب بھی رہتے ہیں اور آپ کے نزدیک ہی ایسا کام ہوا ہے۔ اس میں نقصان ہوا اب آپ کیا کریں گے؟ اس کو صرف پڑھنے کی حد تک ہی نہ رہنے دیں بلکہ اس میں sympathetically consideration ہونی چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! چیمہ صاحب خوش قسمت ہیں کہ ان کے بارے میں آپ ایسے remarks دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں ان کو خوش کرنے کے لئے بات نہیں کر رہا ہوں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض ہے کہ یہ واقعی درست ہے کہ حالیہ بارشوں کی وجہ سے نہ صرف سرگودھا بلکہ پنجاب کے اکثر علاقوں میں جزوی یا کسی لحاظ سے نقصان ہوا ہے۔ چیمہ صاحب کی جب یہ تحریک التوائے کار موصول ہوئی تو فوراً ہی PDMA کو تحریر کیا گیا کہ اس بارے میں وہ سروے کرائیں۔ انہوں نے اسی وقت 9۔ مئی 2015 کو ڈی سی او صاحب کو لیٹر ارسال کیا کہ ہمیں اس تاریخ کے مطابق جو متعلقہ چکوک ہائے کا ذکر کیا گیا ہے ان کا تفصیلی سروے کر کے رپورٹ پیش کریں جس کے مطابق انہوں نے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر کو 16۔ مئی کو ہی تحریر کر دیا اور ان کی اس رپورٹ کے مطابق یہ واضح کیا گیا ہے کہ فیلڈ عملہ کی رپورٹ کے مطابق حالیہ بارشوں کی وجہ سے نقصان کے بارے میں معلوم کیا گیا ہے۔ عملہ فیلڈ نے رپورٹ دی ہے کہ حالیہ بارشوں اور ژالہ باری کی وجہ سے گندم کی پیداوار اوسطاً کم ہوئی ہے اور باغات کا بھی نقصان ہوا ہے۔ خاص طور پر نشیبی اور سیم زدہ علاقوں میں زیادہ نقصان ہوا ہے۔ حکومت پنجاب کی پالیسی یہ ہے کہ اگر کوئی بھی موضع کی مجموعی اراضی کا پچاس فیصد سے کم اراضی متاثر ہو تو اس کو آفت زدہ declare نہیں کیا جا سکتا۔ اس تفصیلی رپورٹ کے مطابق جس حلقے اور چکوک کا ذکر کیا گیا ہے ان کا نقصان چونکہ پچاس فیصد سے کم ہے تو موجودہ قانون کے مطابق ان کو آفت زدہ declare نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر: اس پر افسوس ہی کر سکتے ہیں۔ چلیں، میں اس کا اپنے طور پر خود پتا کرتا ہوں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے خود فرمایا ہے کہ انہوں نے سروے کیا اور بتایا کہ نقصان ہوا ہے اب یہ کہتے ہیں کہ پچاس فیصد سے کم نقصان ہوا ہے تو اس کو از سر نو دیکھا جائے۔

جناب سپیکر: ابھی اس تحریک التوائے کار کو dispose of نہیں کیا جائے گا اس کو pending کیا جاتا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: بہت شکریہ

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 303 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔ اللہ اکبر کسی زمانے میں 303 بڑی چیز ہوا کرتی تھی۔

لاہور کی سڑکوں اور پلازوں کے سامنے ناجائز پارکنگ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اب بھی بڑی چیز ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور صوبائی دارالحکومت ہے اور اس وقت لاہور کی سڑکوں پر ٹریفک کا اژدھام ہوتا ہے اس کی بنیادی وجہ جا بجا سڑکوں پر موجود پارکنگ ہے جس کی وجہ بڑی سڑکوں، پلازوں کے سامنے کی جانے والی ناجائز پارکنگ ہے جس سے پیدل چلنے والے متاثر ہوتے ہیں، وہیں پر ٹریفک متاثر ہوتی ہے اور عوام کو دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ضرورت ہے کہ حکومت پارکنگ کے لئے سڑکوں کی بجائے مستقل جگہ الاٹ کرے اور پارکنگ کے لئے مختص جگہ سے تجاوز کرنے اور زائد فیس وصول کرنے والے ٹھیکیداروں کے خلاف کارروائی کرے اور اس ناسور سے عوام کو نجات دلائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیں۔ اس کا جواب منگوالیا جائے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 304/15 جناب امجد علی جاوید صاحب کی ہے۔

لاہور ڈرائی پورٹ پر فوڈ سپلیمنٹ کی آڑ میں مضر صحت اور جعلی قوت بخش ادویات کی درآمد کا انکشاف

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ٹی وی "چینل 92" پر چلنے والی ایک documentary کے مطابق کراچی کسٹم حکام کی طرف سے فوڈ

سپلیمنٹ کی آڑ میں بیرون ممالک سے آنے والی مضر صحت اور جعلی قوت بخش ادویات کی امپورٹ پر سختی سے چیکنگ اور باز پرس کی وجہ سے اس مافیا نے پنجاب لاہور کا رخ کر لیا ہے۔اب یہ لوگ جو فوڈ سپلیمنٹ کے روپ میں steroid based جعلی قوت بخش ادویات جو انسانی صحت اور جسم کے لئے زہر قاتل کا کام کرتی ہیں ان کو لاہور ڈرائی پورٹ سے کلیئر کروانا شروع کر دیا ہے۔حکومت پنجاب کے لئے اہم اور توجہ دلانے کی بات یہ ہے کہ کراچی میں جب اس قسم کے steroid based فوڈ سپلیمنٹ اور جعلی قوت بخش ادویات کو درآمد سے روکا گیا تو اس کے بعد اس طرح کی ساری درآمدات پنجاب خصوصاً لاہور ڈرائی پورٹ پر شروع ہو گئی ہیں جو اب صوبہ پنجاب کی مارکیٹوں میں سر عام فروخت ہو رہی ہیں۔ ان ادویات کے استعمال سے گردوں، دل کی بیماریوں اور ان سے ہونے والی اموات میں بے تحاشا اضافہ ہوا ہے۔ جعلی ادویات، فوڈ سپلیمنٹ، جسم کو فربہ کرنے والی steroid based مضر صحت و قوت بخش ادویات کی پنجاب میں دھوکا دہی سے درآمد اور فروخت سے صوبہ پنجاب کے عوام میں بالعموم اور اس معاملہ کو سنجیدگی سے سمجھنے والے شہریوں اور شعبہ طب سے وابستہ افراد میں بالخصوص انتہائی بے چینی، اضطراب اور غم وغصہ پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ ادویات درآمد، برآمد، تیاری، رجسٹریشن اور لائسنسنگ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے اور صوبائی حکومت صرف ادویات کی خرید وفروخت کو چیک کرتی ہے۔ محکمہ صحت پنجاب اپنے فرائض سے بخوبی آگاہ ہے اور وزیر اعلیٰ کا وژن بھی جعلی اور غیر معیاری ادویات سے فری پنجاب ہے۔اس ضمن میں ٹاسک فورسز برائے کنٹرول جعلی اور غیر معیاری ادویات مئی کے پہلے ہفتے سے شب و روز کام کر رہی ہیں۔ جعلی اور غیر معیاری ادویات جن کا ذکر اس تحریک میں کیا گیا ہے کے نمونہ جات تمام پنجاب کے sales outlet سے برائے چیکنگ لئے جاتے ہیں اور اگر غیر معیاری یا مضر صحت پائے جائیں تو مجرموں کو قرار واقعی سزائیں دی جاتی ہیں۔ محکمہ صحت کی ٹیمیں ہمراہ ڈرگ انسپکٹر غیر معیاری، مضر صحت اور جعلی ادویات کی تیاری میں ملوث افراد اور فیکٹریوں کو چیک کرتی ہیں۔ان فیکٹریوں کو سیل بھی کرتی ہیں اور ملوث افراد کو جیل بھی بھیجا جاتا ہے۔ رواں سال یعنی 2015 میں جعلی اور غیر معیاری ادویات بنانے والی فیکٹریوں کے خلاف Drug Act 1996 (amended) 2012 کے تحت ایکشن لیا

گیا۔ آٹھ فیکٹریاں سیل کی گئیں، آٹھ ایف آئی آر(مقدمات) درج کئے گئے، بائیس ملزمان کو گرفتار کیا گیا۔ صرف دو جگہ سے امپورٹڈ ادویات جن کا ذکر کیا گیا ہے برآمد ہوئیں ان کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی گئی جس کے تحت ملزمان ذیشان ادریس ولد محمد ادریس دیال سنگھ لائبریری نسبت روڈ لاہور کے خلاف 7۔ جنوری 2015 کو مقدمہ درج کیا گیا۔ اسی طرح ایم حیات ولد نوبہار علی 10۔ ایبٹ روڈ لاہور کی دکان کو 27۔ جنوری 2015 کو سیل کیا گیا اور اس کے خلاف کیس درج کیا گیا جو کہ زیر تفتیش ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اس ضمن میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ انہوں نے بات بتا دی اور آپ نے سن لی یہ فیڈرل گورنمنٹ کا معاملہ ہے۔ جہاں تک ان کا اختیار ہے وہ استعمال کرتے ہیں۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر دو introduction of Bills ہیں اس کے بعد لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی۔

مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹس پنجاب 2015

MR SPEAKER: Minister to introduce the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill, 2015. Minister for Human Rights and Minorities Affairs!

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITIES AFFAIRS (Mr Khalil Tahir Sindhu): Mr Speaker! I introduce the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015.

MR SPEAKER: The Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill, 2015 has been introduced in the House under rule 91(5) of Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Labour and Human Resources for report within two months.

MR SPEAKER: Minister to introduce the Stamp (Amendment) Bill, 2015. Minister for Human Rights and Minorities Affairs!

مسودہ قانون (ترمیم) اسٹامپ 2015

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITIES AFFAIRS (Mr Khalil Tahir Sindhu): Mr Speaker! I introduce the Stamp (Amendment) Bill 2015.

MR SPEAKER: The Stamp (Amendment) Bill 2015 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation for report within two months.

بحث

امن وامان پر عام بحث

جناب سپیکر: اب لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی، لاء اینڈ آرڈ پر آپ سے وزیر داخلہ صاحب مخاطب ہیں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں آپ کا اور پورے ایوان کا نہایت شکر گزار ہوں کہ مجھے آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث کا موقع ملا۔ لاء اینڈ آرڈر کے لئے آج جمعہ کا دن مقرر ہے اور انشاء اللہ Monday کو لاء اینڈ آرڈر پر second phase discussion کی جائے گی۔

جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر ایک ایسا مسئلہ ہے اور خاص کر اس وقت ہم جس دور سے گزر رہے ہیں جبکہ دہشت گردی پورے ملک میں اور میں خاص طور پر پنجاب کی بات کروں گا کہ یہاں پر دہشت گردی کے بہت زیادہ خدشات ہیں اور ان چند مہینوں میں بھی کافی دہشت گردی کے واقعات ہو چکے ہیں۔ اس وقت نیشنل ایکشن پلان بھی آگیا ہے اس پر بھی عمل کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نیشنل ایکشن پلان اس وقت آیا جب اس کی پاکستان اور خاص کر پنجاب کو نہایت ہی ضرورت تھی۔ اس پر پنجاب حکومت بڑی تیزی سے عمل کئے جا رہی ہے، اس وقت اس کے نتائج کافی satisfactory ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کو اور بھی بہتر کریں گے۔ اسی اثنا میں لاء اینڈ آرڈر ہر ایک کا مسئلہ ہے، آج صبح بھی

Question Hour میں معزز ممبران نے جو ضمنی سوال کئے ہیں وہ سارے لاء اینڈ آرڈر سے متعلق تھے، پولیس اور Law Enforcing Agencies پر focus تھا۔ جہاں تک کہ پنجاب حکومت کا تعلق ہے، وزیراعلیٰ پنجاب نے صوبہ پنجاب کے دس کروڑ عوام سے یہ وعدہ کیا ہے کہ ہم نے تھانہ کلچر کو بدلنا ہے اور وزیراعلیٰ کا سہالہ پولیس کالج میں جو پچھلا خطاب تھا انہوں نے یہی بات کی تھی کہ اس وقت تک ملک ترقی نہیں کر سکتا جب تک غریبوں کی دہلیز پر انہیں انصاف مہیا نہ ہو۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ جب آپ تھانے میں جاتے ہو تو وہاں کی body language اور atmosphere اتنی friendly اور مددگار ہونی چاہئے کہ آپ کو تھانہ level پر ہی انصاف مل جائے۔

جناب سپیکر! یہ بڑا پیچیدہ مسئلہ ہے۔ جب میرا اس ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ واسطہ نہیں تھا تو میں بھی سمجھتا تھا کہ شاید تھانہ کلچر کا مقصد یہ ہے کہ تھانے بدل جائیں اور اس میں جو لوگ تعینات ہیں ان کی uplift ٹھیک ہو جائے لیکن ہمارا criminal justice system جو کہ تھانے سے شروع ہوتا ہے اور جب تک انصاف مہیا نہیں ہوتا ہے تو وہ سسٹم کورٹس تک جاتا ہے۔ ہم اس کو بھی پورا change کر رہے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ پولیس ریفارمز لا رہے ہیں اور ہم اس میں آئی ٹی کی induction کر رہے ہیں تو میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے دنوں میں اس کی بہتری کی طرف قدم اٹھایا ہے اور یہ Law Enforcing Agencies جن سے عوام کو بڑی توقعات ہیں، خاص طور جو ہمارے یہاں پر elected members ہیں ان کو بڑی توقعات ہیں اور ہم انشاء اللہ اس کو بہتر بنائیں گے۔ یہاں آج اس پر ضرور discussion ہو گی، اس میں کافی چیزیں آئیں گی اور کافی لوگ criticize کریں گے مجھے خوشی ہے کہ openly اس کو criticize کریں، ہماری جہاں جہاں پر خامیاں ہیں آپ ان کو بالکل point out کریں تاکہ ہم ان کو درست کر سکیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک چیز کو اس ایوان میں discuss کرنا بہت ضروری ہے کہ ہم پولیس کو depoliticize کس طرح کر سکتے ہیں؟ ہمارے elected ممبران پولیس کی performance اور ان کے ایکشن میں interference نہ کریں بلکہ پولیس کو independent ادارہ بنا دیں۔ باقی ممالک کی طرح یہاں پر بھی اس کو ایک friendly ادارہ بنائیں تاکہ وہ صحیح ایکشن کر سکے۔ ہم totally اپنے آپ کو اس سے دور رکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر focus زیادہ رہے تو بہتر ہو گا اور ہم اس میں بہتری لا سکیں گے۔ جب آج discussion ختم ہو جائے گی تو پھر Monday کو ہو گی اور آپ کے جتنے بھی points ہیں وہ میں سارے note کرتا جاؤں گا اور ان کا جواب بھی دوں گا لیکن آپ کو ایک detailed presentation دینی ہو گی کہ اس وقت پنجاب

حکومت کیا کرنے جا رہی ہے اور ہمارا آئندہ ایکشن پلان خاص طور پر ہم نیشنل ایکشن پلان پر کیا کر رہے ہیں اور پولیس ریفارمز پر کیا کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ discussion بڑی مثبت اور بڑی concentrated ہونی چاہئے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ ممبران اجلاس میں آئیں تاکہ اس discussion میں حصہ لیں اور یہ discussion پورے پنجاب کے عوام کے لئے مفید ہو۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ اب تشریف لائے ہیں؟ آپ کی مہربانی، ہم نے آپ کو دیکھ لیا ہے ماشاءاللہ آپ بڑے خوبصورت ہیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی تشریف رکھیں۔ میں آپ تمام حضرات کو ایک گزارش کرنے لگا ہوں۔ میری تمام معزز ممبران سے درخواست ہو گی کہ کسی کی قیادت کو ہدف تنقید نہ بنایا جائے۔ اپنی بات لاء اینڈ آرڈر پر ضرور پوری کریں لیکن ایک دوسرے کا ذرا خیال کریں تو میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ میرے خیال میں اگر ہم اس کا ٹائم بھی طے کر لیں تو بہتر ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ ٹائم limit نہ رکھیں۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں ناں! اگر ٹائم limit نہ رکھیں تو کس طرح کام چلے گا۔ میرے خیال میں آپ کے بھی ادھر سے بارہ صاحبان کے نام ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرے خیال میں اپوزیشن والے زیادہ بولنا چاہیں گے۔۔۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میں floor ادھر دینے لگا ہوں۔ آپ جلدی کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ بحث Tuesday کو بھی رکھ لیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں قائد حزب اختلاف کو ٹائم دے رہا ہوں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: Come forward. Who to speak?

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا نام ادھر میرے پاس نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا نام ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ قائد حزب اختلاف کی جگہ پر انہوں نے بولنا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! انہوں نے Monday کو اپنی باری لینی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! پھر ان کو دے دیتے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں ان کی جگہ پر بول رہا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! لیکن جب وہ آئیں گے تو وہ خود بھی بولیں گے۔

جناب سپیکر: پھر میاں صاحب! Monday کو نہیں بول پائیں گے۔ this I tell you.

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کے behalf پر بولنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر میں آپ سے request کروں گا کہ وہ قائد حزب اختلاف کی جگہ پر آ گئے۔۔۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ایک منٹ میں ذرا ان کی بات سن لوں۔ جی، اچھی بات کرنا۔ میں آپ سے اچھی بات کی توقع رکھتا ہوں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں اچھی بات ہی کروں گا۔ ادھر ہماری طرف سے ہمیشہ اچھی بات ہی آتی ہے۔

جناب سپیکر: کدھر سے؟ میں تو تمام سے توقع کرتا ہوں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! ہمارے جتنے بھی معزز ممبران ہیں یہ سارے اچھی باتیں کرنے کے لئے آتے ہیں اور آپ یہ کہہ کے ممبران کی توہین نہ کیا کریں۔ ہم یہاں پر اپنا مؤقف بیان کرنے کے لئے آتے ہیں۔ ہم یہاں پر باتیں سننے یا باتیں کرنے کے لئے نہیں آتے۔ یہ بڑا serious issue ہے۔ جس کے لئے میں پوائنٹ آف آرڈر مانگ رہا تھا۔ میں نے پچھلے سیشن میں on the floor of the House کھڑے ہو کر کہا تھا کہ فیصل آباد میں ٹارگٹ کلنگ ہو رہی ہے۔ فیصل آباد میں کچھ ملزمان گرفتار کئے ہیں اور کچھ باقی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے آپ اس میں اپنا نام لکھوائیں اور پھر بات کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ انہیں کہیں کہ وہ اپنی باری پر بات کریں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ان کو کہہ دیا ہے۔ وہ گوہر آفشانی کریں گے میں ان کی سنوں گا۔ جی، ڈاکٹر مراد راس صاحب! آپ بات کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ "The term "law and order پر بات کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ اس ملک، صوبے، شہر کے laws بڑے خوبصورت ہیں لیکن ان پر implementation نہیں ہوتی۔ اس وقت لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو رہی ہے، کتابوں کے اندر laws بڑے اچھے لکھے ہوئے ہیں لیکن There is no implementation of the laws. جب law implement نہیں کیا جائے گا تو order کس طرح آ سکتا ہے سو کتابیں ہم پڑھ لیتے ہیں، سب دیکھ لیتے ہیں، سب اس ایوان کے اندر آکر سنا بھی دیتے ہیں کہ کون کون سے laws ہیں، کیا ہیں۔ ہم سے پہلے لوگوں نے بھی بنائے ہوئے تھے، ان سے پہلے لوگوں نے بھی بنائے ہوئے تھے جو بڑے خوبصورت laws ہیں۔ پچھلے دو مہینوں کے اندر آپ نے دیکھا ہو گا بلکہ اگر آپ دو مہینوں سے بھی زیادہ پیچھے کے اخبارات کے اندر چلے جائیں تو ان میں کس طرح سے لکھا ہوا آتا تھا۔ میں صرف لاہور شہر کی بات کرتا ہوں، ڈکیتیاں بڑھ گئی ہیں phone snatching گاڑیوں کی چوریاں، گھروں، بنکوں کے اندر ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کون سا جرم ایسا ہے جو نہیں ہو رہا۔ اس کے علاوہ جہاں بھی آپ چلے جائیں کون سا crime ایسا ہے جس کا rate نیچے آیا ہے؟ ہوم منسٹر ہمارے بھائی ہیں، بڑے competent ہیں، ان کو اب یہ پوزیشن ملی ہے اور بڑی اچھی بات ہے، میرے خیال میں ایک بہت قابل آدمی کو یہاں پر لگایا گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جتنی اچھی باتیں وہ کر رہے ہیں، بہتر ہو گا کہ اگر وہ law کی implementation کی طرف جائیں تو کہیں زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر! ہر دفعہ ہر سال جب بجٹ آتا ہے تو پولیس کے بجٹ کو بڑھا دیا جاتا ہے، پولیس کا بجٹ جس ratio سے بڑھتا جاتا ہے وہ لاکھوں کروڑوں میں نہیں بلکہ اربوں روپے سے بڑھایا جاتا ہے۔ جیسے ہی بجٹ بڑھتا ہے آپ دیکھتے ہیں ہر سال crime بھی بڑھتا ہے۔ دونوں چیزیں simultaneously بڑھ رہی ہیں۔ جس طرح بجٹ بڑھاتے جاتے ہیں اس طرح سے crime بھی

بڑھتا جارہا ہے۔ مجھے ابھی تک اس کی ratio کی سمجھ نہیں آرہی کہ اس سال یہ کتنا بجٹ بڑھائیں گے جو کہ ابھی اگلے مہینے ہی شروع ہو جانا ہے and compare to that اسی حکومت کے نیچے اور انہی قوانین کے نیچے ہمیں کتنا crime اور برداشت کرنا پڑے گا۔ وزیر خزانہ کی سال 15-2014 کی تقریر میں وزیر خزانہ نے ہمیں یہ بتایا تھا کہ اس وقت پولیس کا بجٹ 16 فیصد بڑھا دیا گیا ہے جو کہ 70 بلین 5 کروڑ روپے سے 81 بلین 68 کروڑ روپے پر چلا گیا۔ انہوں نے یہ سب کچھ کہا اور شواہد بھی دیئے گئے کہ یہ بجٹ کیوں بڑھایا جارہا ہے، کس لئے بڑھایا جارہا ہے، کتنی بہتری آنے والی ہے، کتنی trainings دی جائیں گی، کتنی جگہوں کو بہتر کیا جائے گا اور اس کے علاوہ بھی پتا نہیں کیا کچھ کریں گے۔ مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ یہ بجٹ بہتری کے لئے بڑھایا گیا تھا اور اب اسی شہر کے اندر میرے حلقہ کے اندر آج سے ایک سال پہلے ماڈل ٹاؤن میں سولہ بندوں کو مار دیا جاتا ہے۔ وہاں پر پولیس عورتوں اور بچوں کے منہ پر گولیاں مارتی ہے، مجھے یاد ہے کہ جب مجھے اس سلسلے میں کال آئی تھی تو میں یہاں سے اجلاس چھوڑ کر چلا گیا تھا، اب اس بات کو ایک سال ہو گیا ہے۔ میں کہتا ہوں آپ کے laws بڑے خوبصورت ہیں، ہم نے بڑے خوبصورت laws بنائے ہوئے ہیں لیکن کوئی implement کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ رپورٹ آتی ہے لیکن ?Nobody is responsible! Is anybody responsible چودہ بندے مر گئے اور سو بندوں کو گولی لگ گئی۔ نیچے کے لوگوں کا نام دے دیا گیا، ان کے پاس کوئی پاور بھی نہیں ہے، جن کی کوئی بات تک نہیں سنتا، جن پولیس افسران پر حکمرانی کی جاتی ہے ان کو، ان کے حوالے کر دیا گیا۔

جناب سپیکر! پھر وہی بات ہے کہ جہاں پر جزا اور سزا کا سسٹم نہیں ہو گا وہی حالات ہوں گے جو آج ہمارے حالات ہیں۔ ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ کر کم از کم ہمیں اس ایوان میں تو سچ بولنا چاہئے۔ یہاں پر آکر یہ کہہ دینا کہ سب زبردست ہے، کچھ زبردست نہیں ہے، آپ کو بھی یہ پتا ہے ان کو بھی پتا ہے، ان کے حلقوں میں بھی وہی کچھ ہو رہا ہے جو ہمارے حلقوں میں ہو رہا ہے۔ وہ کوئی الگ ملک نہیں ہے تو اس لئے میں عرض کروں گا کہ میرے حلقہ کے اندر ماڈل ٹاؤن کا جو حادثہ ہوا اس میں تو کبھی کسی کو responsible ٹھہرایا جانا ہے اور نہ ہی پتا چلنا ہے کہ یہ کس نے کیا۔ کیونکہ ہمارے ملک کے اندر سب سے زیادہ یہ ہوتا ہے کہ جب طاقتور پر پرچہ ہوتا ہے یا طاقتور لوگوں کو پکڑنے کی کوشش کی جاتی ہے تو اس کے لئے کوئی سزا نہیں ہے کیونکہ اس واقعہ کے پرچہ کے اندر ہر important بندہ شامل تھا، جب important لوگ اس میں آ گئے تو میل ملاپ کر کے سب کچھ ختم کر دیا گیا۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے 15-2014 کے بجٹ کے اندر بڑی زبردست بات کی تھی کہ ہم لاہور کے شہریوں کو سکیورٹی دینے کے لئے 5۔ارب روپے کے cameras لگا رہے ہیں۔ پورے شہر کے اندر کیمرے لگیں گے، یہ security cameras جو ہمیں بتائیں گے کہ شہر میں کیا وارداتیں ہو رہی ہیں۔ 5۔ارب روپے بھی چلے گئے لیکن مجھے تو کہیں پر یہ کیمرے نظر نہیں آ رہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ وزیر داخلہ صاحب اپنی wind up تقریر میں یہ ضرور بتائیں کہ ان کیمروں کی locations کہاں پر ہیں اور یہ بھی بتائیں وہ کہاں پر کام کر رہے ہیں ان کیمروں کے ذریعے کتنے لوگ پکڑے گئے ہیں کیونکہ ہم نے تو ٹیلی ویژن پر کبھی یہ نہیں سنا کہ ان کیمروں کے ذریعے اس وقت تک کوئی لوگ پکڑے گئے ہیں۔ شاید پکڑے گئے بھی ہوں مگر 5۔ارب روپے کا کتنا فائدہ ہمیں ہوا ہے وہ ہمیں ضرور بتایا جائے کیونکہ عوام کو اس کی سمجھ نہیں آ رہی۔ بجٹ بھی بڑھا دیا جاتا ہے پھر extra five billion بھی نکالا جاتا ہے۔ اب تک یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ پیسے تو بڑھتے جا رہے ہیں crime rate بھی بڑھتا جا رہا ہے پھر تحفظ کس کو دیا جا رہا ہے؟ وزیر خزانہ نے بجٹ تقریر میں ایک اور بڑی زبردست چیز کہی کہ 1500 نئے زبردست آفیسرز تیار کئے جائیں گے جن کے پاس modern weaponry ہو گی اور اس کے علاوہ بھی سب کچھ ہو گا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ 1500 بندے کدھر ہیں، مجھے پتا ہے کہ وہ 1500 بندے انہوں نے جو تیار کئے ہیں وہ کدھر ہیں اور پورے ایوان کو یہ پتا ہے کہ وہ لوگ کدھر ہیں؟ وہ 1500 بندے protocol duty میں لگے ہوئے ہیں۔ جو best police officers ہم تیار کرتے ہیں، جو best force تیار کی جاتی ہے وہ ساری کی ساری protocol duty پر چلی جاتی ہے۔ سب سے زیادہ تحفظ اس ملک میں کس کو مل رہا ہے۔ حکمرانوں کو، بیوروکریٹس کو، کس کو تحفظ دیا جا رہا ہے؟ politicians کی families کو تحفظ دیا جا رہا ہے، بیوروکریٹس کی families کو دیا جا رہا ہے۔ جو اس ملک میں powerful ہے اس کی فیملی بھی safe ہے، اس کے بچے بھی safe ہیں، وہ خود بھی safe ہے، اس کا مال بھی safe ہے، اس کی جائیداد بھی safe ہے اور اس کا سب کچھ safe ہے۔

معزز ممبر: بنی گالہ کی بات کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بنی گالہ کی باتیں چھوڑیں جو اس وقت بات ہو رہی ہے on point رہیں اور وہاں پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھی آپ کو پتا ہے اس لئے تحفظ جو مل رہا ہے وہ صرف طاقتور کو مل رہا ہے اور کسی کو نہیں مل رہا۔ میں آپ کو یہ بتا دوں کہ good governance کا دعویٰ کرتے کرتے ہم نے وزیر خزانہ کی پچھلی بجٹ تقریر میں یہ بھی سنا کہ Elite Force کے اندر بہت زیادہ بہتری لائی

جائے گی اس کے لئے اور fundsنکالے جائیں گے extra funds اس Elite Force کو دیئے جائیں گے تاکہ Elite Force کو improve کیا جا سکے۔ یہ Elite Force تو ہم نے لاہور کے اندر صرف VIP کے ساتھ دیکھی ہے، میں نے کہیں سڑکوں پر کھڑی ہوئی نہیں دیکھی۔ اس وقت زمبابوے کی ٹیم کے ساتھ پورے پنجاب سے پولیس لاہور میں آئی ہوئی ہے، پوری پنجاب پولیس اس وقت لاہور میں میرے حلقہ کے اندر ہے۔ قذافی سٹیڈیم کو تو انہوں نے ایک پنجرہ بنا دیا ہے اور ایک پنجرے میں جا کر لوگوں نے میچ دیکھنا ہے، سارے پنجاب کی فورس لاہور میں آ گئی ہے مجھے یہ نہیں سمجھ آ رہی ہے باقی پنجاب کے حالات کیا ہوں گے؟

جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں ایک اور زبردست بات کی تھی کہ ہم پہلے مرحلہ میں ایک سو ماڈل پولیس سٹیشن بنائیں گے، میں پوچھتا ہوں کہ کدھر ہیں یہ ماڈل پولیس سٹیشن، میں نے یہ جا کر دیکھنا ہے کہ یہ ماڈل پولیس سٹیشن کدھر ہیں؟ میں وزیر داخلہ کو اپنے حلقہ میں invite کرتا ہوں کہ وہ آئیں اور میرے حلقہ میں پولیس سٹیشنز کی حالت دیکھیں۔ جوتوں کی فیکٹری کے اندر پولیس سٹیشن ہے، میرے پاس اس فون کے اندر تصویریں موجود ہیں، آپ دیکھ لیں کہ پولیس سٹیشن کی حالت کیا ہے لیکن ہم expect کرتے ہیں پولیس سے کہ وہ perform کرے۔
But they will not perform under these conditions. It is not possible.

جناب سپیکر! اس طرح کی جو ساری stories ہیں، سارا کچھ جو آپ کو نظر آتا ہے، ہر روز ہم ٹیلی ویژن پر دیکھتے ہیں پولیس کی نااہلی اور رشوت خوری کی ساری stories کھل کر سامنے آنا شروع ہو گئی ہیں۔ اگر آپ ARY پر اقرار حسین صاحب کا show دیکھیں وہ تو سارا live دکھا رہے ہیں کہ لوگوں کو کس طرح پکڑا جا رہا ہے، پولیس کا action کیا ہے اور اس ساری activity میں پولیس کا ردعمل کیا ہے؟ میں اپنے حلقے کا بتا دوں کہ میرے حلقے گارڈن ٹاؤن، طارق بلاک اور دوسرے بلاکس میں چوریاں اس لئے بڑھ گئی ہیں کہ پولیس خود ان میں ملوث ہے۔ وہاں کے لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ وہاں پر محافظ موٹر سائیکلوں پر پھر رہے ہیں وہ ان کے ساتھ involve ہیں وہ point out کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! عوام کے ٹیکس کے اربوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ جو اچھے آفیسرز ہیں، پولیس کے اندر واقعی جو اچھے لوگ ہیں انہیں بھی کام کرنے کا موقع دیا جائے۔ جس طرح ڈی آئی جی چودھری ذوالفقار صاحب نے گوجرانوالہ کے اندر ٹھیک کام کرنا شروع کیا جب وہاں حالات بہتر ہونا شروع ہوئے تو انہیں وہاں سے ٹرانسفر کر دیا گیا۔ اس ملک کے اندر جو سب سے بڑا

جرم ہے وہ political influence on the police ہے، ہم کہتے ہیں کہ پولیس آزاد ہے لیکن ہم تو تھانہ کلچر سے نکل ہی نہیں سکے۔یہاں پر کھڑے ہو کر کہہ دینا بڑا آسان ہے کہ تھانہ کلچر ختم ہو گیا۔ تھانہ کلچر کہاں سے ختم ہوا ہے اور کس نے ختم کیا ہے؟ مجھے تو ابھی تک کہیں بھی ختم ہوتا نظر نہیں آیا۔ میں تو سارا دن تھانوں میں جاتا ہوں اس لئے مجھے پتا ہے کہ تھانہ کلچر ختم نہیں ہوا۔ مجھے پتا ہے کہ جب تک میں وہاں سر پر نہیں پہنچوں گا تب تک مظلوم کی ایف آئی آر درج نہیں ہو گی۔ یہ بات granted ہے کہ اس کی ایف آئی آر درج نہیں ہو گی۔ محمد علی نیکو کارہ کو اسلام آباد میں ایس ایس پی کی سیٹ سے ہٹا دیا گیا چونکہ وہ بھی ایک اچھا کام کرنے والا تھا۔ میں آپ کو یہ بتاؤں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: بھائی! پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو رہی ہے۔آپ پنجاب کے متعلق ہی بات کریں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہ کیا بات کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ غیر متعلقہ بات کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھ رہا ہوں کہ میں بات کر لوں؟

جناب سپیکر: جی، آپ بات کریں Please carry on

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ہر دو تین مہینے کے بعد۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ انتخابی مہم نہیں۔

جناب سپیکر: بھائی آپ کیا کر رہے ہیں؟ .not good آپ کی بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں ان سے بہت اونچا بول سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: ان کو بات کرنے دیں میں نے ان کو floor دیا ہے۔آپ تشریف رکھیں آپ کا یہ کیا طریقہ ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! تب تک کوئی لاء اینڈ آرڈر اس ملک، اس صوبے یا اس شہر کے اندر ٹھیک نہیں ہو سکتا جب تک پولیس کو independent نہیں کیا جائے گا اور فی الحال حکومت کا پولیس کو independent کرنے کا کوئی plan نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں پر آ کر اس کمرے میں صرف بات چیت کی جاتی ہے، ٹیلیویژن پر آ کر بات چیت کی جاتی ہے لیکن implementation of the law کہیں پر

بھی نہیں ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ انہوں نے آج کل لاء اینڈ آرڈر کا جو نیا سسٹم نکالا ہے کہ جب ان کا دل چاہتا ہے جگہ جگہ موٹر سائیکلیں اور گاڑیاں روک لیتے ہیں لیکن ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اگر میں نے بیلٹ نہیں لگائی ہوئی تو مجھے کیوں نہیں روک رہا؟ وہ صرف یہ دیکھتا ہے چونکہ میری گاڑی پر ایم پی اے کی پلیٹ ہے اس لئے وہ مجھے نہیں روک رہا۔

معزز ممبران: یہ تو غلط بات ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں تو کہتا ہوں کہ یہ غلط بات ہے اگر گاڑی پر پلیٹ بھی نہیں تو میں نے آج تک رُک کر کبھی کسی کو نہیں بتایا کہ میں کون ہوں تاکہ آپ وہاں پر جرمانہ دیں مگر یہاں پر کوئی implementation نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو ویسے ہی جانتے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! نہیں۔ میں آپ کو یہ بتاؤں کہ جب تک political influence ختم نہیں کی جائے گی تو ہم جو لاء اینڈ آرڈر کی بات کر رہے ہیں اس پر کوئی implementation ہو گی نہ کوئی آرڈر ہو گا بلکہ کچھ بھی نہیں ہو گا اور وہی حالات ہوں گے ۔ ہم ہر دفعہ یہاں آ کر خوبصورت باتیں کر کے چلے جاتے ہیں۔ مجھے پتا ہے کہ جب اپوزیشن نے بات کر لی۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بھی شکر ہے کہ ہم خوبصورت باتیں کر جاتے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جب یہاں باتیں ختم ہوں گی تو وزیر داخلہ اٹھیں گے پندرہ بیس تعریفیں کریں گے اور ایک plan بتائیں گے کہ ہم نے یہ کرنا ہے لیکن ہونا کچھ بھی نہیں چونکہ کوئی کچھ کرنا ہی نہیں چاہتا۔ یہاں بڑی اچھی باتیں ہوں گی۔ ہم point اٹھا کر یہاں سے چلے جائیں گے، سارے points آپ کے پاس آ جائیں گے اور ان کے پاس بھی آ جائیں گے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ ان points پر کب implement کیا جائے گا، کبھی بھی نہیں، پہلے بھی نہیں کیا گیا تو اب کیوں کریں گے؟ میرا تو یہی سوال ہے کہ جب تک implementation نہیں ہو گی اس وقت تک بہتری نہیں آ سکتی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے وقت عنایت کیا۔ میں ابتداء میں چند اصولی باتیں آپ کی خدمت اور آپ کے توسط سے ایوان کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ملک دستور، قانون اور آئین کے مطابق چلتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ ملک کی لیڈرشپ اس آئین اور دستور کے مطابق اسے لے کر چلتی ہے تو ملک ترقی کی طرف جاتے ہیں۔ اس کائنات کے مالک و خالق کا بڑا احسان ہے کہ اس نے نبی کریم کے ذریعے ایک مکمل ضابطہ حیات رہتی دنیا تک کے لئے عنایت کر دیا۔ یہ بھی اللہ کا احسان ہے کہ پاکستان دنیا کے خطے پر ایسی مملکت ہے جو ایک ideology کے تحت وجود میں آئی اور یہ ہم سب جانتے ہیں کہ جب پاکستان بن رہا تھا تو ایک popular نعرہ تھا پاکستان کا مطلب کیا **لا الہ الا اللہ**۔ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا وژن اس حوالے سے بالکل clear تھا۔ صفدر محمود صاحب جو ایک سینئر بیوروکریٹ اور سابق سیکرٹری تعلیم رہے ہیں انہوں نے اس پر کتاب بھی لکھی ہے اور انہوں نے اس میں لکھا ہے کہ پاکستان کی آزادی کی تحریک میں آزادی سے پہلے ایک سو ایک مرتبہ اور پاکستان بننے کے بعد چودہ دفعہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات کہی کہ ہم اس ملک کو اسلام کی ایک تجربہ گاہ بنائیں گے اور 1946 میں ایک تقریب کے اختتام پر صحافیوں نے یہ سوال کیا کہ مسٹر جناح پاکستان اب بنا چاہتا ہے اور ملک آئین اور دستور کے مطابق چلتے ہیں تو آپ پاکستان میں کس قسم کا دستور بنائیں گے؟ تو قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر ایک لمحہ کے توقف کے فوراً جواب دیا کہ ہمارا آئین تو چودہ سو سال پہلے ہمارے پاس آ چکا ہے۔ ہمارا جو دین اسلام ہے نبی ﷺ کے ذریعے سے آیا اور اس میں پہلی چیز جو commit کی گئی وہ امن و امان ہے۔ بالکل ابتدائی دور میں جب ابھی اسلام کی تبلیغ، اسلام کی طرف لوگوں کو دعوت کے سلسلے کا آغاز نبی کریم ﷺ نے کیا تو آپ ﷺ نے اس بات کا اظہار کیا کہ جب یہ نظام قائم ہو جائے گا تو کیفیت یہ ہو گی کہ صنعا سے حضر موت تک۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ جی! پنجاب میں آ جائیں۔ مہربانی کر کے لاء اینڈ آرڈر پر آئیں۔ میں روک نہیں سکتا لیکن آپ لاء اینڈ آرڈر پر بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ صنعا سے حضر موت تک ایک خاتون چلے گی اکیلی زیورات کو اچھالتی ہوئی اور کوئی اس کی طرف نظر بد سے نہیں دیکھے گا۔ آپ نے جو پیشین گوئی فرمائی یہ حضرت عمر فاروقؓ کے دور کے اندر باقاعدہ طور پر ظہور پذیر ہو گئی اور آپؓ نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا کہ آقا علیہ السلام نے جو پیشین گوئی فرمائی وہ میرے دور کے اندر مکمل ہوئی۔ میں یہ اصولی باتیں اس حوالے سے کر رہا ہوں کہ ظاہر ہے کہ لاء اینڈ آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر: دوسروں کا بھی خیال کیجئے انہوں نے بھی بات کرنی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں کر رہا ہوں قانون اور نظام اس حوالے سے ایک بنیادی چیز ہے جو اس چیز کو govern کرتی ہے۔اس وقت ہمارے ہاں نظام اور قانون اور جس طرح اس کی implementation ہے یہ بات مجھے اور آپ کو معلوم ہے کہ فوجداری مقدمات، قتل کے مقدمات دس دس سال تک نتیجے تک پہنچنے سے محروم رہتے ہیں اسی طرح سول مقدمات پچاس پچاس، ساٹھ ساٹھ سال تک عدالتوں کے اندر انصاف کے منتظر رہتے ہیں۔ یہ جو دو تین بنیادی چیزیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: اب ہم پورا Civil Procedure Code پڑھیں؟ must come to be relevant، شاہ صاحب! پلیز relevancy میں آئیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نہیں پڑھتا۔ میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ قانون کے حوالے سے بنچ اور بار کا conduct بھی questionable ہے۔ ہمیں اس پر بھی بھرپور توجہ دینی چاہئے کیونکہ اگر فیصلے جلد نہیں ہوں گے، مشہور مقولہ ہے کہ .Justice delayed is justice denied تو اس کے نتیجے میں معاشرے کے اندر ایک مستقل ردعمل رہتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ دہشت گردی ہے اور اس کی بیرونی اور اندرونی وجوہات موجود ہیں۔ فرقہ واریت کا عنصر بھی ہے، ظاہر ہے یہ فرقہ واریت اب کا موضوع نہیں بلکہ یہ بہت پُرانا ہے۔ایک بین الاقوامی ایجنڈے کے تحت اسلام کو بدنام کرنے کے لئے فرقہ واریت کو موضوع بنایا جاتا ہے اور اس کو ہوا دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب فرقہ واریت کا جن باہر نکلتا ہے تو بیرونی اور ہماری اندرونی ایجنسیاں اپنے اپنے مقاصد کے لئے اس کو استعمال کرتی ہیں۔ایک مسئلہ Schedule 4 کے حوالے سے درپیش ہے۔اس وقت Schedule 4 اور Afghan Trained Boys(ATB) کی terms چل رہی ہیں۔افغانستان کے حوالے سے یہاں سے لوگوں کو دینی جماعتوں کے ذریعے enroll کیا گیا۔ ہمارے ملک کی ایجنسیوں نے ان لوگوں کو جنگ کے لئے trained کیا اور پھر ان کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا گیا۔اسی طرح کشمیر کے حوالے سے مذہبی لوگوں سے رابطہ کیا گیا، ان کو enroll کیا گیا اور ان کو مقبوضہ کشمیر بھجوایا گیا۔ جب پرویز مشرف اقتدار پر قابض ہوئے، ماشاء اللہ وہ اپنے آپ کو کمانڈو claim کرتے ہیں اور وہ ہمارے آرمی چیف تھے۔ایک ٹیلیفون کال پر ان کی ساری کمانڈوگری ڈھیر ہو گئی اور وہ امریکہ کے آگے سجدہ ریز نہیں بلکہ مکمل طور پر لیٹ گئے۔اس کے نتیجے کے

اندر ہماری ساری policy reverse ہوئی،اس کی repercussions ابھی تک ditto چل رہی ہیں اور ہماری یہ حکومت بھی اب تک اسی پر عمل پیرا ہے۔اس میں بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو کہ کئی سالوں سے اپنے کاروبار کر رہے ہیں اور معاشرے کے اندر ایک مفید فرد کے حوالے سے اپنا کردار ادا کر رہے ہیں لیکن نیچے سے جو رپورٹ ہوتی ہے اس کے نتیجے کے اندر یہ شرفاء ایک مشکل سے دوچار ہیں۔ انہیں اپنے تھانے کے علاقے کو چھوڑنے کے لئے یا وہاں سے کسی دوسرے ضلع میں جانے کے لئے باقاعدہ اجازت لینی پڑتی ہے۔احمد پور شرقیہ میں ہمارے دوست اور بھائی مفتی ارشاد ہیں۔ان کا حقیقی بھائی فوت ہو گیا،پندرہ بیس کلومیٹر کے بعد اگلا ضلع رحیم یار خان شروع ہوتا ہے تو وہ وہاں پر اس کا جنازہ پڑھانے گئے اور پیچھے سے پولیس نے رابطہ کیا۔انہوں نے واویلا بھی کیا کہ میں تو صرف جنازہ پڑھانے گیا تھا لیکن انہوں نے اس کے خلاف پرچہ دے کر اس کو جیل میں ڈال دیا اور اب تک وہ جیل میں ہے۔میں اس سلسلے میں ہوم سیکرٹری،آئی جی پولیس پنجاب اور کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ سے بھی ایک دو دفعہ بات کر چکا ہوں کہ اس policy کو review کریں۔ایسے لوگ جو کسی بھی قسم کی منفی سرگرمیوں میں ملوث نہیں ہیں ان کو relief دیا جائے۔

جناب سپیکر!چونکہ وقت مختصر ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پولیس کا ایک بنیادی role ہے اور اس پر تنقید بھی بڑی کی جاتی ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ پولیس کو ان کی بنیادی ضروریات لازماً مہیا کی جانی چاہئیں۔بہت سارے تھانے پرائیویٹ جگہوں پر ہیں،بہت سارے تھانے ٹینٹ کے اندر ہیں اور جو اس حوالے سے ایک بہتر performance ہو سکتی ہے اس کے لئے conducive ماحول میسر نہیں ہے۔اس کے لئے حکومت کو اخراجات کرنے چاہئیں۔ماڈل پولیس سٹیشن قائم کئے جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ جو نفری وہاں پر کام کر رہی ہوتی ہے ان کی رہائش کا بھی کوئی مناسب بندوبست کیا جانا چاہئے۔اسی طرح میں یہ عرض کروں گا کہ پولیس والوں کے بھی دوسرے سرکاری ملازمین کی طرح duty hours ہونے چاہئیں۔ہم بھی اس سسٹم کو دیکھتے رہتے ہیں۔میں ایک انسپکٹر سے بات کر رہا تھا تو اس نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب!اگر میں کسی task پر گیا ہوں،تین دن میں سو نہیں سکا،میں تین دن مسلسل جاگتا رہا ہوں،چوتھے روز میں آرام کرنے کے لئے اپنے گھر پہنچتا ہوں اور وائرلیس پر پیغام آتا ہے کہ ڈی پی او صاحب نے بلایا ہے تو میں یہ کہنے کی جرأت نہیں رکھتا کہ میں تین دن سے ڈیوٹی پر تھا بلکہ مجھے اسی وقت وردی پہن کر جا کر ان کو سلام کرنا ہے اور جو نیا task وہ مجھے دے دیں گے اس پر مجھے کام کرنا ہو گا۔بعض اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پولیس کی نفری اور افسران

کے ساتھ ایک inhuman treatment ہوتا ہے۔ اس کو دیکھنے اور غور کرنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح باقی سرکاری ملازمین کے duty hours ہیں اسی طرح پولیس والوں کے بھی duty hours ہونے چاہئیں اس کے لئے آپ پولیس کی نفری میں اضافہ کریں۔

جناب سپیکر! محترم وزیر داخلہ نے کہا ہے کہ پولیس کو depoliticize کرنا بھی ایک مشکل task ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ صوبہ خیبر پختونخوا کے اندر ہر چیز بہت درست ہو گئی ہے لیکن براہ راست میں اس بات کو جانتا ہوں کیونکہ جماعت اسلامی خیبر پختونخوا کے اندر پی ٹی آئی کے ساتھ coalition government کے اندر رہے۔ وہاں پولیس کے سربراہ کو بہت زیادہ freehand حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی سے آر پی اوز اور ڈی پی اوز کی ٹیم کو منتخب کریں۔ اسی طرح ڈی پی اوز کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے ایس ایچ اوز کی ٹیم کو خود منتخب کریں اور independently perform کریں۔ یہ اس حوالے سے بڑا ضروری ہے۔ میں عرض کروں گا کہ پنجاب کے اندر مشتاق سکھیرا صاحب کو میں براہ راست جانتا ہوں کیونکہ جب میں 93-1990 میں ایم پی اے تھا تو یہ بہاولپور میں ایڈیشنل ایس پی تھے۔ وہ الحمدللہ morality، کردار اور مالی معاملات کے حوالے سے ایک above board آفیسر ہیں۔ میں ایک دو دفعہ ان کے ساتھ بیٹھا ہوں اور پولیس کے معاملات کے حوالے سے discussion ہوئی ہے تو وہ اس بارے میں ایک اچھی سوچ رکھتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ انہیں freehand دیں اور پھر ان سے performance مانگیں۔ اسی طرح ان کی ٹیم کے اندر جو ایک دو ایڈیشنل آئی جی پولیس ہیں ان کو بھی میں اچھی طرح جانتا ہوں وہ بڑے اچھے آفیسرز ہیں۔ آپ ان کو موقع اور freehand دیں۔ پنجاب کے اندر جب کسی ضلع میں ڈی پی او یا آر پی او کو تعینات کیا جاتا ہے تو ان کو پہلے انٹرویو کے لئے بلایا جاتا ہے اور پھر ان کی selection ہوتی ہے یہ طریق کار ٹھیک نہیں اس کو چھوڑ دیں اور آئی جی پولیس پنجاب کو اس حوالے سے freehand دیں کہ وہ اپنی ٹیم کو خود منتخب کر کے perform کریں۔ اسی طرح یہ بھی اچھی بات ہے کہ آپ نے نئے آفیسر trained کئے ہیں لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ جب تک آپ اس پورے پولیس نظام کو renovate نہیں کرتے تو اُس وقت تک بہتر performance نہیں ملے گی۔ ابھی میں وقفہ سوالات کے دوران ایک جواب پڑھ رہا تھا جس میں بتایا گیا ہے کہ ملتان میں تین انڈر میٹرک ایس ایچ اوز تعینات ہیں۔ اگر آپ پورے سسٹم کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں تو پھر انڈر میٹرک لوگوں کو کیوں ایس ایچ او لگا رہے ہیں؟ آپ ان کو کسی اور ڈیوٹی کے اُوپر تعینات کر دیں اور تھانوں میں پڑھے لکھے افسران کو لگائیں۔ اسی طرح میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی training کے اندر

تربیت کے elements بھی شامل کئے جائیں تاکہ یہ انسان کو انسان سمجھیں۔ موجودہ صورتحال کے تحت کوئی بھی شریف آدمی تھانے میں جانا پسند نہیں کرتا۔ وہاں پر جس طرح کی زبان استعمال ہوتی ہے، جس طرح کا behaviour عام لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے اس میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ میں نے ابھی اپنے ایک ضمنی سوال کے اندر چھتر اور رول کا ذکر کیا تھا تو یہ ہر تھانے کا کلچر ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ چند تھانوں میں ہوتا ہے اور باقی میں نہیں ہوتا بلکہ ہر تھانے کے اندر یہی قصہ کہانی ہے۔ بعض افسران بھی اسی طرح کا رویّہ اختیار کرتے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کے علاقے میں انہوں نے جو ایس پی لگایا ہوا ہے وہ بھی اسی قسم کا رویہ اختیار کئے ہوئے ہے۔ وہ موصوف جب مختلف حوالوں سے طالب علموں کو پکڑتے ہیں تو تھانے کے اندر الف ننگا کر کے ان کی چھتر پریڈ کرواتے ہیں۔ یہ میں براہ راست knowledge رکھتا ہوں۔ اسی طرح میں سیالکوٹ کی بات کرنے لگا تھا تو آپ نے ٹوک دیا۔ وہاں پر ایک تھانے کے علاقے میں منشیات اور شراب فروخت ہوتی تھی۔ وہاں نوجوانوں نے مل کر اس کے خلاف مظاہرہ کیا تو وہاں پر اے ایس پی صاحب پہنچ گئے اور انہوں نے کہا کہ بالکل ہم اس کی روک تھام کے لئے اقدامات اُٹھائیں گے جس پر ان نوجوانوں نے مظاہرہ ختم کر دیا۔ رات 10:00 بجے کے قریب انہوں نے ان نوجوانوں کو فون کیا کہ ہم نے اس کے خلاف ایف آئی آر درج کر لی ہے لہٰذا آپ آکر اس کی نقل لے جائیں اور ہماری راہنمائی بھی فرمائیں۔ جب یہ تین چار نوجوان تھانے پہنچ گئے تو تھانیدار نے ان کو اندر بلا کر الف ننگا کیا اور پھر چھتر پریڈ کی۔ وہ اے ایس پی صاحب بھی موقع پر پہنچ گئے اور انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ ان کو اور مارو اور ان کی فلمیں بھی بناؤ۔ انہوں نے ان نوجوانوں کی فلم بھی بنائی اور کہا کہ جب یہ آئیں تو ان کو دوبارہ دکھاؤ کہ ان کی کیا حیثیت ہے اس حوالے سے تو اس پر بڑا ردعمل ہوا اور وہاں پر معززین نے پھر ڈی پی او سے بات کی اور ڈی پی او صاحب نے اُن کے اس رویّے کے اوپر معذرت کی۔ میں نے یہاں چیف منسٹر سیکرٹریٹ سے رابطہ کر کے ساری صورتحال بتائی تو انہوں نے سابق آئی جی رانا مقبول صاحب اور دو تین رُکنی ٹیم بنائی۔ ٹیم نے اس معاملہ کو investigate کیا، اے ایس پی صاحب کو بھی بُلایا اور بھی کچھ لوگوں کو بُلایا ہوگا۔ بعد میں پھر میں نے رانا مقبول صاحب سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ اے ایس پی صاحب کی بھی بڑی زیادتی تھی اور اہلکاروں کی بھی زیادتی تھی لیکن میں اہلکاروں کی زیادہ ذمہ داری نہیں سمجھتا جب سینئر افسر یہ بات کرے گا تو ظاہر ہے اہلکاروں نے اُس پر عملدرآمد کرنا ہے وہ نہ کرتے تو وہ مزید پھنستے تھے۔ وہ انکوائری ہو گئی لیکن اب وہ انکوائری کسی فائل کے اندر دب کر رہ گئی ہے۔ میں وزیر داخلہ سے کہوں گا کہ

سیالکوٹ کے اُس واقعہ کے حوالہ سے جو انکوائری ہوئی ہے اس کا نوٹس لیں اور جو اے ایس پی اس کا responsible ہے اُس کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے تاکہ افسران میں بھی یہ message جائے کہ اگر وردی اور کندھے پر چار پھول لگ گئے ہیں تو وہ خدا نہیں بن بیٹھے ہیں۔ وہ سب کچھ کے مالک نہیں ہیں کہ قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے لوگوں کے ساتھ اس قسم کی زیادتیاں کریں۔

جناب سپیکر! اسی طرح نارووال کے اندر ایک نئے اے سی تعنیات ہوئے انہوں نے خود ایک rice mills کی حد براری کے orders کئے اُن کے orders کے تحت تحصیلدار نے باقاعدہ حد براری کر دی تو وہ اپنی دیوار بنا رہے تھے تو اے سی صاحب نے کسی اور pressure میں آکر موقع پر پہنچ کر کہا کہ یہ روک دو۔ فیکٹری کے مالک نے کہا کہ آپ کے orders پر تحصیلدار نے ہمیں یہ حد براری کر کے دے دی ہے تو ہمارے مزدور اور مستری لگے ہوئے ہیں تو ہم اس کام کو نہیں روک سکتے اور اس حوالہ سے ہمارے پاس آپ کے orders ہیں۔ اے سی صاحب اپنی افسری کے نشے میں تھے انہوں نے گالیاں نکالیں اور اپنی جیب میں سے pistol نکال کر انہوں نے firing شروع کر دی۔ ایک نوجوان کے پیٹ میں گولی لگی جو اُس کے جگر کو پھاڑتی ہوئی نکل گئی، وہ یہاں میو ہسپتال میں کئی دن موت و حیات کی کشمکش میں رہا، دوسرے نوجوان کے بازو میں گولی لگی جس سے fracture ہو گیا اور تیسرے نوجوان کے بازو میں بھی گولی لگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ نارووال کے اُس وقت کے ڈی پی او تگڑے تھے انہوں نے بہت سارے pressure کو engage کرتے ہوئے اے سی صاحب کے خلاف براہ راست ایف آئی آر درج کر دی لیکن ہماری پوری کی پوری حکومت اُس اے سی صاحب کے ہاتھوں ایسی مجبور تھی اور ہماری بیوروکریسی اتنی مضبوط ہے کہ میں جب اس حوالہ سے سابقہ چیف سیکرٹری صاحب کے پاس گیا، نارووال کے ایک معزز ممبر بھی میرے ساتھ گئے اور وہاں مدعی بھی آئے ہوئے تھے تو ہم نے چیف سیکرٹری صاحب سے بات کی تو وہ ایسے بھولے بن رہے تھے کہ جیسے انہیں پہلی دفعہ اس واقعہ کا علم ہوا حالانکہ اس واقعہ کو سات آٹھ روز گزر چکے تھے۔ انہوں نے میرے سامنے کمشنر کو فون کیا کہ یہ کیا ہوا، کیا نہیں ہوا، تم کیا recommend کرتے ہو، یہ کرتے ہو، وہ کرتے ہو؟ پھر مجھے کہنے لگے کہ ڈاکٹر صاحب! ہم دو تین دن میں آپ کو نتیجہ دیں گے اور ساتھ ہی مدعی سے کہنے لگے کہ اللہ معافی کو بڑا پسند کرتا ہے تو معاف کر دینا چاہئے، یہ کرنا چاہئے، وہ کرنا چاہئے تو مدعی نے کہا کہ ہم آپ کے پاس یہ درس لینے نہیں آئے بلکہ ہم آپ کے پاس انصاف کے لئے آئے ہیں۔ اے سی صاحب نے جو کچھ کیا ہے اُن کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے آپ کم از کم یہ تو کریں کہ اُس کو یہاں سے shift کر دیں لیکن دس بارہ دن گزر گئے اور وہ چیف

سیکرٹری ریٹائر ہو گئے اور اے سی صاحب shift نہیں ہو سکے اور وہ بعد میں بھی وہاں پر لگے رہے۔ اب اے سی صاحب کا تبادلہ بڑی مشکل سے کیا گیا یعنی اُس کو suspend نہیں کیا، اُن کے خلاف اس طرح کی کوئی کارروائی نہیں ہوئی بلکہ اُن کو وہاں سے اُٹھا کر کسی اور تحصیل کے اندر اے سی لگا دیا گیا ہے۔ اُس واقعہ میں جو لوگ زخمی ہوئے وہ ابھی بھی انصاف کے منتظر ہیں۔ میں وزیر داخلہ سے گزارش کروں گا کہ یہ دو اہم واقعات اور یونیورسٹی کے علاقہ میں بھی جو ایس پی صاحب تعینات ہیں وہ غالباً پٹھان ہیں اُن کو بھی تھوڑی سی تنبیہہ کی جائے کہ طلباء کے ساتھ اس طرح کا سلوک نہ کریں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں لاء اینڈ آرڈر کی شبیہہ پیش کروں گا۔

ہر چارہ گر کو چارہ گری سے گریز تھا
وگرنہ ہمیں جو دُکھ تھے بہت لادوا نہ تھے

جناب سپیکر! شاید فیض صاحب نے یہ شعر میرے بارے میں کہا ہو گا۔ میں آج کی تقریر لاء اینڈ آرڈر کے نام، صوبائی اسمبلی پنجاب کے نام، وزیر اعلیٰ / خادم اعلیٰ پنجاب (صدر مسلم لیگ پنجاب کے نام)، وزیر اعظم پاکستان (صدر مسلم لیگ (ن) پاکستان کے نام)، قومی پارلیمنٹ اسلام آباد کے نام، سپیکر قومی اسمبلی اسلام آباد کے نام، قائد ایوان قومی اسمبلی کے نام، سینیٹ کے نام، قانون اور انصاف کی حکمرانی کے نام، good governance and justice کے نام، جناب سپیکر صوبائی اسمبلی کے نام، معزز ممبران پنجاب اسمبلی کے نام منسوب کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! مجھے لاء اینڈ آرڈر کہیں نظر نہیں آتا۔ اگر لاء اینڈ آرڈر کا وجود ہو تو good governance اور انصاف و قانون کا وجود بھی آ جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اُدھر حزب اختلاف سے میرے ایک دوست نے یہ تقریر کی تھی کہ جب تک وہ خود نہ جائیں تب تک ایف آئی آر درج نہیں ہوتی۔ آپ کو حیرت ہو گی کہ ایک مہینہ گزر گیا میری ذاتی ایف آئی آر درج نہیں ہوئی۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم شیم" کی آوازیں)

(اس مرحلہ پر میاں مناظر حسین رانجھا جناب چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! لوگ کہتے ہیں کہ جب تمہیں ایم پی اے کو انصاف نہیں ملتا تو لوگوں کو انصاف کیسے دلاؤ گے؟ میں اب اصل معاملہ کی طرف آتا ہوں۔ یہ معاملہ 18۔اپریل 2015 کا ہے

ڈی پی او ٹوبہ ٹیک سنگھ کے دفتر میں ڈویلپمنٹ کمیٹی کی میٹنگ تھی۔ میں چونکہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کا "اناہزارے" ہوں اور مجھے فخر بھی ہے کہ میں ٹوبہ ٹیک سنگھ کا "اناہزارے" ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں کرپشن کے خلاف آواز اُٹھاتا ہوں، اس حوالہ سے میرا ایک image ہے اور لوگ خوفزدہ ہیں کیونکہ میں اُن کے دلوں میں کھٹکتا ہوں جو انتظامیہ میں ہیں، عام عوام میں ہیں یا سیاستدان ہیں۔ 18۔ اپریل کو ایک دہشت گرد جو کمالیہ سے ایم این اے ہے اور وہ قومی اسمبلی میں استحقاقات کمیٹی کا چیئرمین ہے اُس نے اُس روز نہ جانے کیوں، کیونکہ اُس سے پہلے میں نے کبھی اُن کے خلاف کوئی بات نہیں کی حالانکہ اُس نے مجھے ہروانے کے لئے میرے انتخابات میں بھی پی ٹی آئی کو ووٹ ڈلوائے۔ یہ تو رب کریم کا کرم تھا جس نے مجھے اتنے رنگ عطا کئے:

جو مٹا رہے تھے نشاں میرا
نہ سوال ہے نہ جواب ہے

جناب چیئرمین! اُس روز اس سیاسی دہشت گرد چوہدری اسد الرحمٰن، ایم این اے چیئرمین Federal Privileges Committee نے مجھے ماں بہن کی ننگی گالیاں دیں اور میں اُس کے الفاظ کو اپنے لفظوں میں repeat نہیں کر سکتا یا reproduce نہیں کر سکتا لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ اُس دہشت گرد نے لفظوں اور اشاروں میں میری ماں بہن۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر میاں محمد رفیق کی آواز بھرا گئی اور وہ آبدیدہ ہو گئے)

(اس مرحلہ پر جناب امجد علی جاوید نے معزز ممبر میاں محمد رفیق کو حوصلہ دیا)

جناب چیئرمین! شاید جذبات نے مجھے بے بس کر دیا ہے۔ اُس نے لفظوں اور اشاروں میں میری ماں بہن کو متعدد بار rape کیا اور کرسی کو ہتھیار بنا کر مجھے مارنے کے لئے بار بار اُچھل کُود کرتا رہا۔ وہاں پر موجود ایم این ایز/ایم پی ایز حضرات نے میری جان بچائی۔ وہاں پر چوہدری خالد وڑائچ، ایم این اے گوجرہ، چوہدری جنید انوار، ایم این اے ٹوبہ ٹیک سنگھ، جناب امجد علی جاوید، ایم پی اے ٹوبہ ٹیک سنگھ، کرنل (ریٹائرڈ) محمد ایوب خان گادھی، ایم پی اے اور دیگر ایم پی ایز حضرات کے نمائندگان بھی موجود تھے۔ وہ کمیٹی چونکہ ڈویلپمنٹ کی کمیٹی تھی تو ضلعی انتظامیہ کے چالیس سے پچاس افسران و اہلکاران بھی موجود تھے جو سارے گواہ ہیں۔ وہاں پر ڈی سی او وقاص عالم بھی بیٹھا تھا بھیگی بلی بن کر بیٹھا رہا میں یہ سمجھتا ہوں کہ he was also a game player میرا کردار چونکہ کرپٹ لوگوں کے خلاف اناہزارے کا ہے اس لئے میں ان لوگوں کے دلوں میں کھٹکتا ہوں۔ میں نے سب سے پہلے

چیف سیکرٹری کو درخواست بھیجی، اس کے بعد میں نے وزیراعلیٰ کو درخواست بھیجی، میں نے پھر آئی جی پنجاب کو ایف آئی آر درج کرنے کے لئے بھی درخواست بھیجی، اس کے بعد میں نے صوبائی اسمبلی پنجاب میں تحریک استحقاق پیش کی جس کو چیمبر میں killکر دیا گیا۔ میں نے تحریک التوائے کار بھی دے رکھی ہے جس کو ایوان میں پیش نہیں کیا جا رہا۔ میں توقع کرتا ہوں کہ اس کو ایوان میں اس اجلاس میں پیش کیا جائے یا اگلے میں کیا جائے بہر حال اس کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔

جناب چیئرمین!اب یہاں پر لاء اینڈ آرڈر جو نظر نہیں آتا وہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس واقعہ پر چیف سیکرٹری نے کوئی نوٹس لیا، نہ وزیراعلیٰ نے کوئی نوٹس لیا اور نہ ہی آئی جی پنجاب نے کوئی نوٹس لیا۔ ایک مہینہ گزر چکا ہے اور ایف آئی آر تک درج نہیں کی گئی۔ لوگ کہتے ہیں کہ جب ایم پی اے کو انصاف نہیں ملتا تو دوسروں کو انصاف کیسے دلاؤ گے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم شیم" کی آوازیں)

جناب چیئرمین!ان حالات میں، میں آج زبان کھول رہا ہوں اس سے پہلے میں نے اسد الرحمٰن سیاسی دہشت گرد کے خلاف زبان نہیں کھولی۔ ان لوگوں نے mini capital بنائے ہوئے ہیں جس کا ایک کیمپ آفس لاہور میں ہے اور اس کا ایک کیمپ آفس ٹبی کمالیہ میں ہے۔ انہوں نے ساری ضلعی انتظامیہ کو یرغمال بنا رکھا ہے اور 7/8۔ کلب روڈ کو بھی یرغمال بنا رکھا ہے۔ میں آج ضلعی انتظامیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کو آزاد کرانے کے لئے نکلا ہوں۔ آج میں 7/8۔ کلب روڈ کو بھی آزاد کرانے کے لئے نکلا ہوں۔ میں آج تھوڑی سی زبان کھولوں گا کہ کوآپریٹو سوسائٹیز کے قرضے کس کے نام پر لئے گئے اور کچھ لوگ "ہوکے نال" مر گئے۔ سیاسی، انتظامی اور جوڈیشری کی طاقت سے مربع جات کس نے الاٹ کرائے، جعلی الاٹمنٹس ممنوعہ حدود کے اندر جس کے خلاف کلکٹر، ڈی سی او، تحصیلدار اور اسسٹنٹ کمشنر ٹوبہ ٹیک سنگھ نے 2003 میں اپیلیں کر رکھی ہیں ان اپیلوں کی بھی شنوائی یہ لوگ نہیں ہونے دیتے اس لئے میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ اس سیاسی دہشت گرد سے میری جان بچائی جائے۔ مجھے اس بات کی کوئی پروا نہیں ہے، میری جان بھی چلی جائے تو میں پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ مجھے انصاف نہ ملا تو میں واک آؤٹ بھی کروں گا، احتجاج بھی کروں گا اور پھر بھی مجھے انصاف نہ ملا تو میں استعفیٰ بھی دے دوں گا۔ لوگ کہتے ہیں کہ اتنے بے غیرت ہو کہ ماں بہن کو لفظوں اور اشاروں میں rapeکروا کر اسمبلی میں بیٹھے ہو۔ میں آپ کے ذریعے سے یہ پیغام صوبائی اسمبلی پنجاب، قومی اسمبلی اسلام آباد، وزیراعظم، وزیراعلیٰ کو بھی دینا چاہتا ہوں کہ وہ اس بات کا نوٹس لیں کہ یہ کیسا سیاسی دہشت گرد ہے جو کہ وفاقی

استحقاق کمیٹی کا چیئرمین بھی ہے۔ کیا وہ اس قابل بھی ہے کہ اسے وفاقی استحقاق کمیٹی کا چیئرمین بنایا جائے؟ ایک محاورہ ہے کہ when the gold rusts what shall the iron do جب ایک ایم پی اے اپنے colleague کا استحقاق مجروح کرتا ہے تو وہ کوئی حق نہیں رکھتا کہ اس کو اس کمیٹی کا چیئرمین رکھا جائے اس لئے وزیراعظم، سپیکر قومی اسمبلی اور سینیٹ کو بھی اس کا نوٹس لینا چاہئے۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! میں آپ سے گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ اس اسمبلی کی ساری ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں کیونکہ آپ اس کے معزز ممبر ہیں۔ proper forum کوئی اور تھا جس کو اگر آپ adopt کرتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! یہ لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے irrelevant نہیں ہے۔ کہاں ہے لاء اینڈ آرڈر؟ اگر لاء اینڈ آرڈر ہوتا تو وزیراعلیٰ نوٹس لیتے، چیف سیکرٹری نوٹس لیتے، صوبائی اسمبلی نوٹس لیتی اور آئی جی پنجاب اس بات کا نوٹس لیتا۔ کہاں ہے لاء اینڈ آرڈر؟ مجھے باتیں تو اور بھی کرنے کی ضرورت تھی۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں فیض صاحب کے چند اشعار پیش کرنا چاہتا ہوں چونکہ آج 3۔شعبان ہے جو حضرت امام حسینؓ کا بھی یوم پیدائش ہے اور میں عملی طور پر حسینی ہوں۔ جہاں ظلم ہے میں وہاں مظلوم کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں۔

جناب چیئرمین! چند اشعار عرض ہیں کہ:

تا حشر زمانہ تمہیں مکار کہے گا
تم عہد شکن ہو تمہیں غدار کہے گا
جو صاحب دل ہے ہمیں ابرار کہے گا
نام اُونچا زمانے میں ہر انداز رہے گا
نیزہ پہ بھی سر اپنا سرفراز رہے گا

شاید یہ شعر میرے لئے کہے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! میں دوبارہ ایک بات آپ کو note کروا رہا ہوں۔ پنجاب کا capital لاہور ہے اور ان کا mini capital لاہور کیمپ آفس بھی ہے اور ایک ٹبی میں بھی ہے۔ میں یہ بات دوبارہ کہہ رہا ہوں کہ انہیں خالی الفاظ نہ سمجھا جائے۔ اگر مجھے انصاف نہ ملا تو ہر روز میں واک آؤٹ بھی

کروں گا اور ہر روز اسمبلی کی سیڑھوں پر بیٹھ کر احتجاج بھی کروں گا۔ اگر مجھے پھر بھی انصاف نہ ملا تو میں اس اسمبلی سے ویسے ہی استعفیٰ دے دوں گا اور گھر چلا جاؤں گا۔

جناب چیئر مین: میاں صاحب! آپ اتنے جذباتی نہ ہوں۔ آپ بہت پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ نے بہت نشیب و فراز دیکھے ہوئے ہیں۔ بہت مہربانی۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب چیئر مین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: فتیانہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر تو وہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی غلطی کر رہا ہو تو اٹھایا جاتا ہے۔ اگر انہوں نے کوئی غلطی کی ہے تو آپ اس کی indication کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب چیئر مین! میں غلطی کی بات نہیں کر رہا۔ یہاں ممبران کی سوچ کو bulldoze کیا جا رہا ہے۔

جناب چیئر مین: اس کا فیصلہ سپیکر صاحب نے کیا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب چیئر مین! اس وقت آپ Chair کر رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: میرے پاس ان کی تحریک استحقاق نہیں آئی اس لئے میں فیصلہ نہیں کر سکتا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب چیئر مین! اس وقت آپ سپیکر ہیں، Custodian of the House ہیں۔ آپ فیصلہ کر سکتے ہیں۔

جناب چیئر مین: فتیانہ صاحب! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے حسب ضابطہ سپیکر صاحب کو تحریک استحقاق دی تھی اور انہوں نے اس کو قانون کے مطابق نہیں سمجھا اس لئے انہوں نے اسے kill کیا ہے۔ اگلے ہمارے speaker ملک محمد احمد خان صاحب ہیں۔ آپ ذرا ملک صاحب تشریف رکھیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئر مین! 1993 کے بعد آپ آج دوبارہ اس سیٹ پر جلوہ فروز ہوئے ہیں ہم آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جناب چیئر مین: بہت شکریہ

ملک محمد احمد خان: جناب چیئر مین! بہت شکریہ۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔ آج بہت important matter ہے جس پر آج general discussion کے لئے آپ نے مجھے بھی وقت دیا

ہے۔ لاء اینڈ آرڈر بہت ہی important اور انتہائی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے۔ حکومت پنجاب جتنی بھی کوشش لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے کر رہی ہے اس کے جو اثرات اور نتائج نکلنے ہیں، پولیس سسٹم بہتر ہونا ہے لوگوں کی زندگیوں میں اس کا فرق پڑنا ہے۔ کرائم کنٹرول ہونا ہے اور بڑھتے ہوئے criminal trends and changing criminal trends میں کوئی فرق آنا ہے۔ اس بات کا اندازہ ہم کیسے کرتے ہیں اس کا ہمارے پاس ایک ہی طریقہ ہے اور وہ میڈیا رپورٹس ہیں۔ میڈیا انتہائی احسن طریقے سے اپنی ذمہ داری نبھا رہا ہے۔ کہیں کہیں پر ایسے لگتا ہے کہ شاید کوئی بنیادی غلطیاں ہو رہی ہیں جن کو ٹھیک کرنا بہت ضروری ہے۔ میں اس ایوان میں آج آپ کی وساطت سے وزیر داخلہ سے یہ درخواست کروں گا کہ پنجاب پولیس ڈیپارٹمنٹ نے 2004 میں ایک initiative لیا تھا کہ Specialize Police Units بنائے جائیں گے murder کا علیحدہ robbery کا علیحدہ اور theft کا علیحدہ ہوگا اور اس وقت ایک epidemic approach رکھنے والے اظہر حسن ندیم ایڈیشنل آئی جی تھے، انہوں نے اس کو اپنی کتاب میں بھی قلم بند کیا اور یہ تفصیل بتا دی کہ ایک defect جو پولیس کی حد تک ہے وہ کیا ہے کہ بکری چوری کی تفتیش بھی نیک محمد اے ایس آئی کی بغل میں اور ایک high profile murder case بھی اس کی بغل میں اور دونوں لے کر عدالت میں پیش وہ ہو جائے تو کام کیسے چلے گا؟ جب تک پولیس سٹیشن level پر آپ انتہائی نچلے tier پر police unit کی تشکیل نہیں کریں گے اور ایک ایسی formation نہیں دیں گے تب تک آپ کا نظام ٹھیک نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین! دوسری بات یہ ہے کہ میرا جو لوکل تھانہ کھڈیاں ضلع قصور ہے۔ اس میں سولہ پولیس ملازمین بشمول ایس ایچ او، سب انسپکٹر اور اے ایس آئی تعینات ہیں اور اس تھانے کی آبادی کم و بیش ساڑھے تین لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ میں نے ابھی ملک صاحب سے پوچھا ہے کہ اگر ساڑھے تین لاکھ کو میں سولہ سے تقسیم کروں تو 21867 افراد پر ایک پولیس ملازم معمور ہوگا تو وہ کیا duty perform کر سکے گا پھر اس کے working hours دیکھیں تو ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم فوری طور پر ایک ایسا کمیشن تشکیل دیں جو parliamentary empowerment رکھتا ہو جس کے پیچھے پارلیمنٹ کی backing ہو اور وہ کمیشن reforms لے کر آئے یہ اگر alienation میں ڈیپارٹمنٹ کے اندر reforms لائیں گے تو وہ reflect نہیں کریں گی۔ یہ اس پارلیمنٹری کمیشن کی recommendation پر اُن reforms کو عملی جامہ پہنائیں اور پولیس کو depoliticize کریں ہم اس کے داعی اور ایڈووکیٹ ہیں۔ یہ بات ختم ہونی چاہئے کہ ایم پی ایز، ایم این ایز ہر وقت پولیس میں

interfere کر رہے ہوں۔ ہمیں تھانوں میں ہر وقت جا کر تفتیشوں میں بیٹھنا پڑے اور کیسا مذاق ہے کہ میں نے وزیر داخلہ سے پہلے بھی in a private meeting ایک دن submit کیا۔ میں نے کہا کہ میرے پاس اس وقت دس فائلز پڑی ہیں میں آپ کو دیتا ہوں ہر تفتیش کے نتیجے میں آخر میں کیا لکھا ہوتا ہے؟ بالمشافہ گفتگو کروائی اور اس نتیجے پر پہنچے۔ پولیس کی تفتیش پنچایت کا نظام بنتی جا رہی ہے۔ کہاں پر گئیں وہ expert opinions کہاں پر گئیں forensic sciences کہاں پر گئیں وہ کرائم کو trace کرنے کے لئے criminological trends adopt کرنا؟ پنجاب حکومت کا ایک بہت زبردست کارنامہ ہے کہ a state of the art ایک forensic انہوں نے بنایا ہے جس میں ٹیسٹ وغیرہ ہوتے ہیں۔ اس میں بہت ساری چیزیں ابھی بہتری کی طرف جا رہی ہیں لیکن میری درخواست یہ ہوگی کہ اس سسٹم کو جتنا زیادہ پھیلایا جائے اور یہ جو scientific approach method کے ساتھ انوسٹی گیشن کی ہے یہ پولیس سسٹم کے اندر جتنی بہتری کے ساتھ لائی جا سکے اس کو لانا چاہئے۔ میں اپنی بات کو آگے لے کر جاؤں گا کہ قوانین پر پابندی کروانا۔۔۔

جناب چیئرمین: تھوڑا وقت کا بھی خیال رکھا جائے۔

ملک محمد احمد خان: جناب چیئرمین! I will try to ensure. کہ مجھے سات منٹ کا اندازہ ہے کہ آپ نے اتنی اجازت دی ہے۔ غالباً میں ساڑھے تین سے چار منٹ تک ہوں میں ساتویں منٹ سے ایک سیکنڈ آگے کھڑا نہیں ہوں گا۔ اگر بات relevant نہیں ہوگی تو ویسے ہی بیٹھ جاؤں گا۔ میری گزارش یہ ہے کہ قوانین پر عملدرآمد کرانا اور میں اسمبلی میں کھڑے ہو کر بات بھی کروں تو مجھے کچھ آج الجھن سی ہے اور مجھے بات کرنے کے لئے بے چینی سی ہے۔ لاء اینڈ آرڈر پر میں نے اپنا مدعا آپ کے سامنے رکھ دیا ہے کہ جو reflection ہے وہ ٹھیک نہیں آ رہی۔ گورنمنٹ کے initiatives میں doubt نہیں ہے لیکن اگر cosmetic ہوگا in real term help نہیں ملے گی پولیس سٹیشن کے اندر بہتری نہیں لائیں گے۔ پولیس کے نظام اور کارکردگی میں scientific methods کو adopt نہیں کریں گے اس بالمشافہ پنچایت سے ہماری پولیس تھانوں کے اندر جان نہیں چھڑوائیں گے تو یہ نظام ایسے ہی رینگتا رہے گا اور انصاف ایسے ہی بلکتا رہے گا۔

جناب چیئرمین! میری آپ سے درخواست ہوگی کہ لاء ڈیپارٹمنٹ یا ہوم ڈیپارٹمنٹ کو تو ہم بعد میں کچھ کہیں گے جس کرسی پر آپ تشریف رکھتے ہیں آپ سے تین دن قبل یہاں پر Acting Speaker تھے، لاء منسٹر یہاں پر تھے اور لاء منسٹر نے یہاں پر to the Chair and to the

دی کہ وہ فیصلے جو اس اسمبلی نے کئے وہ فیصلے جو اس اسمبلی کی whole House یہ commitment نے کئے ان کو یہ House adopt کرتا ہے۔ میں آپ کو پڑھ کے بتاؤں تو آپ کے سمجھنے میں کچھ زیادہ بہتری اور آسانی ہو جائے شاید آپ کے نوٹس میں یہ بات پہلے ہے یا نہیں۔ یہ میں اس کے اندر سے کچھ عبارت پڑھ رہا ہوں کہ جو جناب سپیکر کہہ رہے ہیں یہ وہ ہے۔ منسٹر صاحب! میری بات سنیں۔ یہ میں Chair کا بتا رہا ہوں۔ Should I continue sir?

جناب چیئرمین: ملک صاحب! آپ بات کریں۔

ملک محمد احمد خان: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ یہ Chair to the minister address کر رہی ہے یہ میں آپ کے سامنے پڑھ رہا ہوں۔ "منسٹر صاحب! آپ میری بات سنیں۔ Friday تک آپ finality میں اسمبلی کو بتائیں اور اس سے آگے ہم آپ کو time نہیں دیں گے۔"

"جناب چیئرمین! جو جناب کا حکم جمعہ تک رپورٹ دے دی جائے گی۔" یہ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ یہ Chair کا فیصلہ ہے۔ سپیکر صاحب نے خود کہہ دیا کہ جمعہ کو رپورٹ آ جائے گی اور جمعۃ المبارک سے آگے وقت نہیں دیا جائے گا۔ Final report launch کر دی جائے گی آج absence of the Honourable Law Minister is conspicuous he is not here. اب میں کیا کہوں، کس سے سوال کروں اور کس سے جواب مانگوں؟ آپ کے سامنے یہ مدعا رکھتا ہوں کہ ہم جس لاء اینڈ آرڈر کو maintain کرنے کے لئے بات کر رہے ہیں۔ دنیا کے مروجہ نظاموں کے اندر کوئی ایک طریق کار ہم نے نہیں دیکھا جہاں پر پارلیمنٹ قانون ساز ادارے اپنی بات کو منوانے کے لئے پیچھے پیچھے رینگ رہے ہوں تو لاء اینڈ آرڈر نہیں ہو گا اور نہیں بنے گا۔ اب میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ بہت pertinent matter ہے۔

جناب چیئرمین: پندرہ منٹ ایوان کا وقت بڑھایا جاتا ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب چیئرمین! باقی دوستوں نے بھی لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنی ہے۔ میں اس وقت اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! آپ کا point، میرا خیال ہے کہ جناب ڈپٹی سپیکر بھی یہاں موجود ہیں۔ انہوں نے جو۔۔۔

(اذانِ جمعہ)

ملک محمد احمد خان: جناب چیئر مین! میں۔۔۔

جناب چیئر مین: جی، ملک صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب چیئر مین! میں آخری منٹ میں اپنی بات ختم کروں گا کہ کیا Separation of powers کے principle میں legislative اور executive separated power نہیں ہے، کیا Constitutional mandate کا احترام کرنا منسٹری اور ڈیپارٹمنٹ پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا، کیا Finance Committee of this House Constitutional body ہے یا نہیں، کیا superior Judicial forums کے فیصلوں پر عمل کرنے کی ان محکموں پر پابندی ہے یا نہیں، کیا منسٹر کی دی گئی commitments to the Chair and to this House کو honour کرنا اس ایوان کی tradition رہی ہے، کیا Parliamentary oversight کا یہ بنیادی concept ہے یا نہیں، کیا اگر یہ روّیہ اسی طرح سے چلتا رہا تو جو انحطاط پذیری روز بروز ہو رہی ہے اور اس ایوان کے جو دگرگوں حالات ہیں کیا یہ سلسلہ بڑھتا چلا جائے گا یا نہیں؟ خدا کے لئے آئین اور قانون پر عملدرآمد کروائیں اور حکومتی ذمہ داران کو پابند کریں کہ وہ اس ایوان کے سامنے جوابدہ ہونے کا وہ وتیرا قائم رکھیں جس کی بنیاد پر یہ ایوان آج بھی قائم ہے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین: مہربانی۔ ملک صاحب! چونکہ ڈپٹی سپیکر صاحب نے Chair پر بیٹھ کر ایک direction, Ruling یا ایک فیصلہ کیا تھا تو میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب چونکہ آج یہاں موجود نہیں ہیں جو اس کی وضاحت کر سکتے تھے کہ کب تک اس فیصلے یا direction پر عملدرآمد ہو رہا ہے؟ میں توقع کرتا ہوں کہ سپیکر صاحب کی ایوان میں جو direction ہے اس پر حکومت بھی انشاء اللہ تعالیٰ یقیناً کوئی عملدرآمد کرنے کے لئے اپنی ہمت اور محنت سے کام لے گی۔ اس میں اب تھوڑا سا wait and see کر لینا چاہئے کیونکہ یہ مالی معاملات ہیں تو ان پر اتنی جلدی فیصلے نہیں ہوتے۔ چونکہ سپیکر صاحب، ڈپٹی سپیکر صاحب اور لاء منسٹر صاحب کے درمیان بات چل رہی ہے لہٰذا میرے خیال میں اس کو تھوڑا سا دیکھ لینا چاہئے۔ جی، اب امجد علی جاوید صاحب کی باری ہے۔

جناب امجد علی جاوید: شکریہ۔ جناب چیئر مین! اگر پنجاب اور پاکستان کے اندر ایک فقرے میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بیان کیا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ "ڈاکے، ناکے، دھماکے" یہ وہ صورتحال ہے جو اس وقت سارے ملک کے اندر اور پنجاب جس کے اس ایوان میں آج ہم لاء اینڈ آرڈر پر بات کر رہے

ہیں۔ ہر طرف قتل و غارت گری ہے جو کہیں رُک نہیں پا رہی۔ اگر ہم اس کا جائزہ لیں اور statistics دیکھیں تو ہمیں اس میں کہیں بھی کمی نظر نہیں آ رہی۔ آبروریزی کے کیس ہیں، اغواء برائے تاوان کے کیس ہیں، کم عمر بچوں بچیوں کے ساتھ ریپ کے کیس ہیں، ڈکیتی کے کیس ہیں اور دیہاتوں میں جو غریب لوگ کوئی بکری یا بھینس پال کر اپنا گزارہ کیا کرتے تھے اب وہ چوری نہیں رہی بلکہ اسلحہ کے زور پر اُن سے وہ جمع پونجی بھی چھینی جا رہی ہے۔ گروہ کے گروہ ہیں جو دندناتے پھرتے ہیں اور اُن کے تدارک کے لئے جس ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری ہے اُس کے تانے تانے اُن سے ملتے ہیں۔ اگر لوگ خود سے کھوج لگا کر، خود سے پیروی کر کے کہیں نشاندہی کر دیتے ہیں تو پھر نتیجہ وہی نکلتا ہے جو ملک محمد احمد خان صاحب کہہ رہے تھے کہ آمنے سامنے بٹھایا جاتا ہے۔ ہمارے معاشرتی روّیے اس طرح کے ہو چکے ہیں کہ مدعی کے ساتھ ایک ہوتا ہے جبکہ ملزم کے ساتھ بیس لوگ کھڑے ہوتے ہیں اور محکمے کی بھی اُس کو پشت پناہی حاصل ہوتی ہے۔ چونکہ پورے پنجاب کا یہ المیہ ہے جو آپ سب کے اور اس ایوان کے سامنے ہے۔ میں اس کی تھوڑی سی تصویر کشی اپنے شہر کے ایک دو واقعات سے کرتا چلوں گا۔ میاں محمد رفیق صاحب نے بھی وہاں کی جو صورتحال ہے اس کے بارے میں کچھ بیان کیا ہے۔ وہاں پر دن کے گیارہ ساڑھے گیارہ بجے شہر کا معروف main road ہے جس پر ہر وقت سینکڑوں ہزاروں لوگ چل رہے ہوتے ہیں اور ٹریفک بھی چل رہی ہوتی ہے۔ وہاں پر دو لوگ موٹر سائیکل سے اترتے ہیں، ایک کرنسی کی دکان کے اندر داخل ہو کر وہاں ڈکیتی کرتے ہیں، لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور جب وہ باہر نکلتے ہیں تو باہر پولیس کے لوگ کھڑے ہوتے ہیں۔ عوام میں سے کچھ لوگ پولیس والوں سے کہتے ہیں کہ آگے بڑھو، ان کو روکو تو وہ پہلو تہی کرتے ہیں اور کوئی آگے نہیں بڑھتا۔ وہ لوگ دکان سے باہر نکلتے ہیں، سرِعام فائرنگ کرتے ہیں اور موٹر سائیکل چھینتے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: امجد صاحب! آپ شہر اور پولیس سٹیشن کا نام بھی mention کر دیں تاکہ متعلقہ لوگ اس کو لکھ سکیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب چیئرمین! ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے شہر کی میں بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: تھانے کا نام بھی بتا دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب چیئرمین! ٹوبہ ٹیک سنگھ سٹی پولیس سٹیشن آتا ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پر ایک میٹنگ تھی اس میں بھی میں نے یہ بات بیان کی تھی۔ اس وقت پورا ملک لوڈشیڈنگ کا شکار ہے اور جو بات میں بتانا چاہ رہا ہوں شاید پنجاب میں مزید بھی ایسا ہوتا ہوگا۔ میرے شہر یعنی میرے

حلقہ میں بجلی کی جو main cable ہے اس کی چوری کی 23 ایف آئی آرز درج ہیں۔ بجلی کی میلوں دُور تک main cable بار بار چوری ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ اس cable کو کندھے پر رکھ کر کوئی لے جا نہیں سکتا تو اس کے لئے گاڑیاں آتی ہیں۔ کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ جو واپڈا کے اہلکار مامور تھے انہوں نے پولیس کی ہیلپ لائن نمبر 15 پر call کی تو کوئی اُن کی مدد کو نہیں آیا اور آج تک ایک چوری بھی برآمد نہیں ہوئی۔ اس میں جو State کا نقصان ہوتا ہے اس پر تو کسی کی نظر ہی نہیں ہوتی کیونکہ اس کا کوئی مدعی ہی نہیں ہوتا۔ وہاں پر یہ صورتحال ہے۔ اس کے علاوہ قبضہ گروپوں کی پشت پناہی دیکھتے ہیں تو کوئی نہ کوئی پولیس کا معاملہ نکلتا ہے۔ ایف آئی آر درج کروانے کے حوالے سے میں نے اسی forum پر منسٹر صاحب سے یہ درخواست کی تھی کہ جو عمومی رویہ پولیس adopt کرتی جارہی ہے کہ جہاں پر State ہوتی ہے وہ ایف آئی آر درج کرنے کی طرف نہیں آتے یعنی پولیس State کی functionaries کی help کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتی، ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار نہیں ہوتی لہٰذا ہم کدھر جارہے ہیں اور اربوں روپے کے فنڈز جو ہم ہر سال ان کے لئے مختص کرتے ہیں مگر کیا بہتری آرہی ہے ؟ یہاں پر میرے دوست کہہ رہے تھے کہ اس نظام کو depoliticize ہونا چاہئے جو بالکل ہونا چاہئے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ یہ نظام اسی طرح چل رہا ہے تو depoliticize ہو جائے۔ 2002 کے پولیس آرڈر میں اس کو اتنا بااختیار کیا گیا، اربوں روپے کے سالانہ فنڈز دیئے گئے، اسلحہ دیا گیا، نئے تھانے بن رہے ہیں، ماڈل تھانے بن رہے ہیں لیکن نتیجہ کیا ہے اور کیا پبلک کو کہیں کوئی relief ایک فیصد یا آدھا فیصد مل رہا ہے، میں کہتا ہوں کہ نہیں مل رہا۔ پہلے اگر تھوڑا بہت influence عوامی نمائندوں کا ہوتا تھا جن کے pressure میں لوگ ہوتے تھے تو پھر لوگوں کو کچھ نہ کچھ انصاف مل جایا کرتا تھا اور آج وزیراعلیٰ کی جو پالیسی ہے کہ interference نہیں ہوگی تو وہ اچھی پالیسی ہے لیکن نتیجہ کیا ہے ؟ تھانوں کے اندر رشوت کے rate بڑھ گئے ہیں، کرپشن اور بڑھ گئی ہے اور انصاف تک دستیابی ناممکن ہوتی جارہی ہے۔ جہاں یہ لوگ حقوق مانگتے ہیں اور آزادی چاہتے ہیں لیکن وہاں اپنے فرائض بھی سمجھیں اور اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں۔ چونکہ میرا وقت باقی سب سے ہی کم ہے تو میں اس ضمن میں دو چار گزارشات کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ میری یہ submission ہے کہ اس کی وجہ کیا بنتی ہے کہ جو پولیس کا tenure based promotion کا سلسلہ ہے کہ ایک انڈر میٹرک صاحب کسی زمانے میں بھرتی ہو گئے جو کہ وہ وقت کے ساتھ ساتھ ایس پی کے عہدے تک بھی جا پہنچتے ہیں لیکن ذہنی طور پر وہ اسی policeman کے ہی status پر ہوتے ہیں۔ وہ قتل کے مقدمات کی تفتیش کر رہے ہوتے ہیں اور

ضمنی لکھنے کے لئے ہر شہر اور ہر ضلع میں میرا تو تجربہ یہی ہے کہ کوئی ریٹائرڈ بندہ رکھا ہوتا ہے جو کہ ایک وقت میں بیس ضمنیاں لکھ رہا ہوتا ہے۔ قتل کے مقدمہ میں وہ چوری کے مقدمہ کی لائن لکھ رہا ہوتا ہے اور چوری کے مقدمہ میں قتل کے مقدمہ کی لائن لکھ رہا ہوتا ہے۔ جب وہ مقدمہ عدالت میں جاتا ہے تو وہاں سے فارغ ہو جاتا ہے جبکہ دوسری طرف پولیس کے اندر اگر کوئی بھلا پولیس افسر ضمیر کے مطابق یہ فیصلہ کر لیتا ہے کہ اس نے ایمانداری کے ساتھ کام کرنا ہے تو جب وہ چالان مرتب کر کے ڈی پی او آفس تک پہنچتا ہے تو وہاں اسے پیسے دینے پڑتے ہیں تو وہ کہاں سے دے گا۔ یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں redress ہونا چاہئے۔ پولیس تھانوں کے لئے جو بجٹ رکھا جاتا ہے اس کی کسی ایجنسی سے انکوائری کروا دیجئے کہ کیا وہ پیسے پولیس تھانوں تک جاتے ہیں یا وہ اوپر daily بن کر جاتے ہیں؟ پٹرول ہے، maintenance ہے اور بہت ساری یہ چیزیں ہیں جو ان کی نااہلیت پر منتج ہوتی ہیں اور انہیں مجبور کرتی ہیں تو ان چیزوں کو redress ہونے کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین: امجد صاحب! ایک منٹ کے اندر ختم کر لیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب چیئرمین! ٹھیک ہے۔ بات لمبی تھی لیکن میں جلد ہی ختم کرتا ہوں۔ منشیات کی بات کرتے ہیں تو data اٹھا کر دیکھ لیں کہ منشیات فروشی کا rate کتنا بڑھتا جا رہا ہے۔ میں اپنے ہی شہر کی مثال دے دوں کہ وہاں بڑی تیزی کے ساتھ اس کی لہر میں اضافہ ہوا ہے۔ شہروں سے دیہاتوں کی طرف یہ وباء پھیل رہی ہے کیونکہ کسی کو سزا نہیں مل رہی اور کسی کی سرزنش نہیں ہو رہی تو وہ لوگ جو نوجوان young generation ہے، جو white collar لوگ ہیں وہ اس میں ملوث ہو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں یہاں بتانا چاہتا ہوں کہ پولیس کے دو کانسٹیبل تھے جن کے ضمیر نے کہیں انہیں جھنجھوڑا تو انہوں نے بڑی سختی کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا۔ وہ جس علاقے میں متعین تھے اگر ایمانداری کے ساتھ آج بھی کام کیا جائے تو اس کے نتائج آتے ہیں تو وہاں سے بڑی تیزی کے ساتھ منشیات کی elimination ہونی شروع ہو گئی۔ اب پتا نہیں پھر افسران کو حصہ نہیں ملا یا پھر کیا وجہ ہوئی کہ وہ دونوں کانسٹیبل وہاں سے ٹرانسفر ہو گئے۔ میں نے ڈی پی او صاحب سے گزارش کی کہ اگر کسی کا ضمیر جاگ ہی گیا ہے تو اسے کام کر لینے دیں۔ میرے سامنے تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے اور وہ کون لوگ ہیں تو میں نے کہا کہ میں تو ان کے نام نہیں جانتا اور آپ اپنے ڈیپارٹمنٹ سے پوچھ لیں لیکن مجھے اس علاقے کے لوگ بتاتے ہیں کہ یہاں سے یہ برائی ختم ہو رہی ہے جس پر انہوں نے انعام کا اعلان کیا

بلکہ ڈی آئی جی صاحب نے اعلان کیا لیکن وہ اعلان ہوا ہو گیا۔ یہ اس طرح کی بہت ساری چیزیں ہیں اور یہی گزارشات ہیں کہ ان کو redress کیا جانا چاہئے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: بہت مہربانی۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 25-05-2015 دوپہر 2:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔